نسیم المجالس

(حصہ اول)

تقاریر

علامہ نسیم عباس رضوی مدظلہ العالی

ترتیب

محترمہ سیدہ صدف نقوی

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ
لاہور فون: 5425372

Presented by www.

نسیم المجالس

(حصہ اول)

[illegible]

تقاریر

علامہ نسیم عباس رضوی مدظلہ العالی

ترتیب

محترمہ سیدہ صدف نقوی

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ
لاہور فون: 5425372

Presented by www.ziaraat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب .... نسیم المجالس (حصہ اول)

خطیب .... علامہ نسیم عباس رضوی

ترتیب .... سیدہ صدف نقوی

پیشکش .... علامہ ریاض حسین جعفری

کمپوزنگ .... ایم - اعجاز احمد، ادارہ منہاج الصالحین لاہور

اشاعت دوم 2007ء

ہدیہ .... R$ 150-00 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین

الحمد مارکیٹ، فرسٹ فلور، دکان نمبر 20،

غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور فون: 7225252

عرض ناشر

علامہ نسیم عباس رضوی کی نسیم خطابت کے روح پرور اور ایمان افزا جھونکوں سے وطن عزیز پاکستان اور بیرون ملک اردو بولنے اور سمجھنے والے مومنین کے اذہان و قلوب کو مسرور کرنے کے لئے ہم نے ان کے مختلف عشرہ ہائے مجالس محرم کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس سلسلے کی پہلی کاوش پیش خدمت ہے۔ اسے تحریری قالب میں ڈھالنے کے لئے ہم نے یونیورسٹی کالج لاہور کے شعبہ اردو کے استاد اور سربراہ چودھری مظہر عباس بھنڈر کی خدمات حاصل کی ہیں۔ یوں اوصاف تقریر و تحریر کی یکجائی سے ان مجالس کا لطف بیان دوبالا و دوآتشہ ہو گیا ہے۔ جب کہ ترتیب و تدوین کی خدمات محترمہ سیدہ صدف نقوی نے سرانجام دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

زیر نظر مجموعہ تقاریر محمدؐ و آلِ محمدؐ کے علوم کے بحر ذخار میں غوطہ زنی سے جواہر و لعالی کے دستیاب خزائن پر مبنی ہے۔ علمیت کے لعل، ادبیت کے ہیرے، عقلیت کے نیلم، منطقیت کے موتی، روایت کے پکھراج اور درایت کے دُرِ نجف فصاحت و بلاغت کے سیم و زر میں مرصع کاری اور نقش نگاری کا بہترین نمونہ ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

ان سہل و سلیس، رواں دواں اور پرمغز مجالس کو پڑھیئے اور وجدان و عرفان سے سر دھنیئے۔ بعد از مطالعہ اپنی محسوسات اور آراء سے ضرور نوازیئے گا تاکہ ہمیں حوصلہ افزائی اور رہنمائی میسر آئے اور ہم خوب سے خوب تر کے حصول کو ممکن بنا سکیں۔

مخیّرین سے استدعا ہے کہ ترویج و اشاعت علوم دینیہ کے لئے دل کھول کر تعاون فرمائیں کیوں کہ ایسے ایک ایک حرف حق کی اشاعت خلد و فردوس کی ضمانت ہے۔

علامہ ریاض حسین جعفری
سرپرست اعلیٰ ادارہ منہاج الصالحین،
لاہور

مجلس اول

لا اکراہ فی الدین قدتبین الرشد من الغی

(ایک دفعہ سب مل کے صلواۃ پڑھیں!)

حضرات محترم!

رفتہ رفتہ میری یہ کوشش ہوگی کہ میں آپ کے اذہان عالی کو ساتھ ساتھ لئے علم و عرفان کی ان منزلوں کو طے کروں جو فاطمہ کے لال ؑ کے صدقے میں صرف مجالس مودت ہی میں ملا کرتی ہیں...... ہمارے بعض احباب مختلف فرمائشیں کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کے معیار پر پورا اترتے ہوئے کماحقہ تفصیلات بیان کریں۔ مگر جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ محرم کی مجالس کا انداز ذرا مختلف ہوتا ہے اور مصروفیات کچھ زیادہ ہو جاتی ہیں لہٰذا میں ایسے احباب کی تکمیل خواہشات سے معذرت طلب ہوں۔ ایک ہی مجلس میں تمام چیزوں کو سمیٹنا بہت مشکل ہے ہاں البتہ آہستہ آہستہ انشاء اللہ ان کی فرمائشوں کی بھی تکمیل ہو گی۔

آج میرا خیال تھا کہ میں سات بجے ہی آپ سے خطاب شروع کروں، سبب یہ ہے کہ ایک انتہائی مسکین بانی مجلس نے مجھ سے بار بار یہ کہا ہے کہ آپ خواہ دس منٹ ہی کیا،

Presented by www.ziaraat.com

جلس میں ضرور شرکت کریں اور مزید برآں برادران اہل سنت کی خواہش ہے کہ آپ
نچ منٹ ہی بولیں' ہمیں محروم خطاب نہ کریں۔ چنانچہ آج میری کوشش یہ ہوگی کہ کم
وقت میں زیادہ سے زیادہ مواد آپ تک پہنچاؤں۔ آپ بیدار ہو کر ایک صلواۃ پڑھ

میں اس دعا کے ساتھ آغاز کرتا ہوں کہ ہم میں سے جتنے بھی بلا اختلاف مذہب و
س مجلس میں مولاؑ کا ذکر سننے کے لئے تشریف لاتے ہیں اور بے اولاد ہیں' انہیں
عالم اولاد صالح سے سرفراز فرمائے۔ بالخصوص ہمارے بانی مجلس کو خداوند قدوس اولاد
نعمت سے مالا مال کرے۔ ان کے والد گرامی کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور تمام
کو شفائے کلی عطا کرے۔

ت گرامی!

کل کا بیان تو آپ کے اذہان عالی میں ضرور ہوگا۔ میں نے لفظ اللہ پر اپنے محدود
مطابق بحث کی تھی۔ یہ لفظ کہاں سے چلا اور کہاں سے ہوتا ہوا کہاں تک پہنچا...... ہر
قصد صرف اور صرف یہی تھا کہ وہ اللہ کی ذات کو منوائے۔ اسی لئے ہر آنے والے
ک خالق' ایک مالک' ایک پالک اور ایک ہی عطا کرنے والے پالن ہار کی خبر دی۔
ب اللہ کی ذات کا تعلق ہے تو وہ ہمارے فہم وادراک سے بہت بلند ہے۔ نہ وہ ذہن
ہے' نہ فکر میں سماتا ہے اور نہ تخیل اس تک پہنچتا ہے۔ حواس اس کا ادراک کرنے سے
' ہم اس کے بارے میں صرف اتنا ہی جانتے ہیں کہ وہ ہے اب اس کی معرفت کیسے
سے کس طرح جانیں اور پہچانیں؟ تو اس نے اپنی معرفت کے لئے ہمارے سامنے
ے نام بیان فرمائے ہیں ایک نام اس کا اسم ذات کہلاتا ہے اور وہ صرف اور صرف
ے جسے اللہ کہتے ہیں......

توجہ ہے نا صاحبان!

بات تو بڑی خشک سی ہے البتہ آپ کی محبت اسے تر بھی کر سکتی ہے۔ یہ جو لفظ اللہ
ہے یہ اللہ رب العزت کا اسم ذات ہے اور اس نام میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ وہی تنہا
حد ہے' وہی تنہا وحدہ لاشریک ہے۔ باقی سب اس کے اسمائے صفات ہیں اور ان اسمائے
فات کی تعداد تقریباً ننانوے (۹۹) ہے۔

اب ظاہر ہے کہ ننانوے کا تذکرہ محدود وقت میں میرے لئے ذرا مشکل کام ہے۔
ہاں تک اس کی باقی صفتوں کا تعلق ہے' وہ اس نے قرآن مجید میں تفصیل سے بیان کی ہیں'
ب کہ دو صفتیں بہت اہم ہیں جن کے لئے خود اس ذات کا فرمان ہے:

لہ' الخلق ولہ' الامر

''لوگو! یاد رکھو خلق کرنا اور امر کرنا صرف اور صرف اسی کے کام ہیں۔ یہ
دونوں کام صرف مجھے زیب دیتے ہیں اور میری یہ صفتیں ہیں یعنی خلق
بھی میں کرتا ہوں اور امر بھی میں کرتا ہوں۔''

خلق کی کیا تعریف ہے؟ تفصیلات انشاء اللہ آئندہ مجالس میں عرض کروں گا' آج
یں بالکل اختصار کے ساتھ ایک بات عرض کرتا ہوں۔

چیز کو چیز سے بنانا خلق کہلاتا ہے' شیشے کو شیشے سے بنانا خلق ہے' کسی شے کو باری
باری بنانا خلق ہے۔ اگر اب بھی نہیں سمجھے تو یوں سمجھئے کہ کسی چیز کو رفتہ رفتہ بنانا خلق کہلاتا
ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

**ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین ثم جعلناہ نطفة فی
قرار مکین**

''ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے بنایا اور اس کو ایک خاص شکل

Presented by www.ziaraat.com

کر ماں باپ میں رکھ دیا۔ پھر ہم نے اس کا علقہ یعنی کچھ پانی کچھ خون اور کچھ گوشت کا مجموعہ بنا دیا...... پھر ہم نے اسے گوشت کا ٹکڑا بنا دیا' پھر جب وہ بن گیا تو...... اس کو ہڈیوں میں بدل دیا' جب ہڈیاں بن گئیں تو ہڈیوں پر ہم نے دوبارہ گوشت چڑھا دیا۔"

یعنی پہلے ایک شے کو بنایا' پھر دوسری شے کو' پھر تیسری شے کو' پھر چوتھی شے کو' پھر پانچویں اور پھر چھٹی...... ابھی تک روح نہیں آئی:

ثم انشاناہ خلقا آخر

"پھر ہم نے الگ سے ایک نئی مخلوق بنانے کا ارادہ کیا تو اس میں روح ڈال دی۔"

فتبارک اللہ احسن الخالقین

"کتنا مبارک ہے وہ خدا جو احسن الخالقین ہے۔" (نعرۂ حیدریؑ)

بھئی!

اللہ آپ کو سلامت رکھے' یاد رکھیے گا! جتنی ارتقائی منزلیں خداوند عالم نے انسان کی تخلیق کی بیان کی ہیں' اب چاہے امریکہ کے میڈیکل سائنٹسٹ (Medical Scientists) ہوں یا برطانیہ کے' اٹلی کے ہوں یا یونان کے' چائنہ کے ہوں یا پاکستان کے...... جو کچھ قرآن مجید میں ہے کہ انسان کس طرح شکم مادر میں پروان چڑھتا ہے' میڈیکل سائنس کے ماہرین آج سے چودہ سو سال پہلے بیان کئے ہوئے قانون الٰہی سے بال برابر بھی آگے جا سکتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔

توجہ ہے صاحبان!

اب وہ ارشاد فرماتا ہے کہ

"پہلے "سلالۃ" بنایا پھر سلالۃ کو "نطفہ" بنایا پھر نطفے کو "علقہ" بنایا' علقہ کو مضغہ بنایا' مضغہ کو اعزام بنایا' اعزام پر لحم چڑھایا' پھر ہم نے ایک نئی مخلوق بنانے کا ارادہ کیا۔ اس کے اندر روح پھونک دی اور خداوند عالم احسن الخالق ہے۔"

یعنی پہلے ایک شے بنی' پھر دوسری' پھر تیسری' پھر چوتھی...... قرآن کی اصطلاح میں اسے خلق کہتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے:

"یہ رفتہ رفتہ اور باری باری بنانا میرا کام ہے اور جیسے رفتہ رفتہ بنانا میرا کام ہے **وھو الامر** اسی طرح امر کرنا بھی میرا کام ہے۔"

اب قرآن مجید نے امر کی تعریف بھی کی ہے:

انما امرہ اذا ارادا شینا ان یقول لہ کن فیکون

کہ ارادہ کن ہوتے ہی جو شے فوراً بن جائے اسے کہتے ہیں امر اور جو رفتہ رفتہ بنے اسے کہتے ہیں خلق...... پھر غور سے سنئے جو ایک دم بن جائے وہ امر ہے اور جو رفتہ رفتہ بنے وہ خلق ہے۔

اب اللہ فرماتا ہے کہ یہ دونوں میں بناتا ہوں' دونوں میرے قبضہ قدرت میں ہیں۔ جب کہ سائنس دانوں اور فلسفیوں نے مغالطہ پیدا کیا کہ رفتہ رفتہ بنانا اور یکدم بنانا دونوں آپس میں ضدین ہیں اور ایک جگہ کبھی دو متضاد چیزیں جمع نہیں ہوتیں۔ جیسے آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے' رات اور دن جمع نہیں ہو سکتے' لیکن نیاز بیگ کا تو طریقہ ہی نرالا ہے جہاں مومن اور چپ دونوں اکٹھے ہیں' ورنہ مومن اور چپ کا تو کوئی جوڑ ہی نہیں ہے۔

تو یاد رکھیے گا!

خلق اور امر دو چیزیں ہیں اور اللہ فرماتا ہے کہ یہ دونوں میرے قبضے میں ہیں جب کہ سائنس دان کہتے ہیں کہ دو چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا تمہیں ماننا پڑے گا کہ

Presented by www.ziaraat.com

د وہ رفتہ رفتہ بناتا ہے تو ایک دم کوئی اور بناتا ہے اور اگر وہ ایک دم بناتا ہے تو رفتہ رفتہ کوئی بناتا ہے۔ ہم اسی چکر میں پڑے رہے، ہم نے سمجھا یہ بڑا مشکل مسئلہ ہے مگر باب مدینۃ م کی یونیورسٹی سے پڑھنے والے ایک چھوٹے سے طالب علم نے اس کو حل کر دیا۔

نہ چاہتا ہوں!

ایک دن میں ایک مومن کے گھر اسے ملنے گیا۔ اس کے بچے سے ملاقات ہوئی، ں ایک ٹیچر اسے پڑھا رہا تھا، وہ ڈرائنگ ٹیچر تھا اور ڈرائنگ سکھا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ک شے تھی جس کی دو ٹانگیں تھیں۔ میں نے اس سے پوچھا:

''بھئی! یہ کیا ہے؟''

نے کہا:

''مولانا! یہ پرکار ہے۔''

نے کہا:

''پرکار سے کیا مسئلے حل ہوتے ہیں؟''

نے کہا:

''اس سے ڈرائنگ کی شکلیں بناتے ہیں۔''

نے کہا:

''بھائی مجھے بھی بنا کر دکھاؤ اور سکھاؤ۔''

اس نے ایک کاغذ پر دو ٹانگوں والی چیز یوں کر کے (گولائی میں) گھما دی کہ اس یک ٹانگ سنٹر (Centre) میں تھی اور ایک ٹانگ ذرا فاصلے پر! اس کے گھمانے سے دائرہ بن گیا ادھر دائرہ بنا اور ادھر مسئلہ میری سمجھ میں آیا کہ پرکار ایک ہے، گھمانے والا یک ہے، کاغذ بھی ایک ہے، ٹانگیں ہیں دو! ایک سنٹر میں ایک فاصلے پر! سنٹر والی نے بنایا، فاصلے والی نے دائرہ بنایا۔ نقطے والی نے فوراً بنا دیا، دائرے والی نے آہستہ آہستہ

گویا ایک ہی ہاتھ سے دونوں چیزیں بن گئیں۔ (نعرۂ تکبیر)

اس طرح نہیں ذرا بیدار ہو کر...... (نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، نعرۂ حیدری)

فرمائی آپ نے!

سائنس دانوں کے قول کہ ایک ہی ہاتھ سے دو متضاد چیزیں نہیں بن سکتیں کا ہوا، کیوں کہ جب مخلوق کے ہاتھ سے دو متضاد چیزوں کا بنا ممکن ہے تو خالق بھلا ایسا نہیں کر سکتا؟ ہمارا یہ مدلل جواب ان دہریوں کے لئے ہے جو خدا کے وجود ہی کے ں ہیں۔

!

اس موضوع سے گھبرا گئے ہو تو مجھے بتا دو، کل سے میں موضوع چینج (Change) دوں گا۔ یہ تو میرے اپنے اختیار میں ہے نا! لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ جو نئی نسل ہے کے دامن میں تھوڑا بہت تو پڑے۔ اس لئے کہ یونیورسٹیوں میں، کالجوں میں انہی باتوں ت ہوتی ہے۔

ان محترم!

اب ایک ہی ہاتھ میں دونوں چیزوں کا بنانا آ گیا، ایک دم بنانا بھی اور رفتہ رفتہ بھی...... یہاں سے میری سمجھ میں یہ بات آئی کہ نقطہ بنا فوراً، دائرہ بنا رفتہ رفتہ...... تو جو ت کا نقطہ یعنی مرکز ہوگا وہ امر سے فوراً بن جائے گا اور جو اس پر قربان ہونے کے لئے ت کا دائرہ بنے گا وہ چھ دنوں میں رفتہ رفتہ مکمل ہوتا رہے گا۔ (نعرۂ حیدری)

اب ذرا سوچ کر بتایئے گا! اللہ دو طریقوں سے بناتا ہے امر سے بھی اور خلق سے تو جیسے وہ خلق سے بناتا ہے تو کیا کہلائے گا؟ علمائے فرماتے ہیں کہ وہ صاحب الخلق

Presented by www.ziaraat.com

کہلائے گا۔ تو بھئی! جیسے اللہ خلق سے بنائے گا وہ صاحب الخلق کہلائے گا تو جسے ایک دم امر سے بنائے گا وہ یقیناً صاحب الامر کہلائے گا۔ البتہ مالک الامر نہیں' مالک ہونا اور شے ہے صاحب ہونا اور شے ہے۔

میں نے قلم خریدا' خریدنے کے بعد مالک القلم تو ہوں' لکھتا نہیں ہوں لہٰذا صاحب قلم نہیں ہوں۔ پیسے ادا کر کے تلوار خرید لی تو میں مالک السیف تو ہو گیا صاحب السیف نہیں ہوا کیوں کہ تلوار چلاتا نہیں ہوں۔ تو ثابت ہوا مالک الامر وہ ہے جس کی صفت امر ہے مگر صاحب الامر وہ ہوگا جس کے اشارے پر امر چلتا ہوا نظر آئے۔ جو امر کو حرکت میں لے آئے وہ کہلاتا ہے صاحب الامر! میں نے ساری کائنات پر نظر ڈالی کہ ہے کوئی ایسا جس کے اشارے پر امر چلتا ہو اور نظر آئے۔ تو پوری کائنات میں کوئی نظر نہ آیا اور اگر کوئی نظر آیا تو ایک موقع پر ۳۶ ہجری' صفر کا مہینہ' جمعہ کا دن' کوفے کی مسجد' ایک کائنات اکٹھی' دنیا ہمہ تن گوش! باب مدینۃ العلم خطبہ دے رہا تھا...... یہ پورا خطبہ ابھی نہیں سناؤں گا بلکہ آنے والی مجلسوں میں سناؤں گا۔ آج ذرا وقت میرے پاس محدود ہے' اس لئے میں معذرت کے ساتھ صرف اتنا عرض کروں گا کہ جب علیؑ خطبہ دے کر نیچے اترے تو اپنے ایک صحابی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

من یمت یرنی

''جو مرے گا' جب مرے گا' جہاں مرے گا علیؑ کو دیکھے گا۔ میں ہر مرنے والے کے سرہانے پہنچوں گا۔''

ارے ساری دنیا کے غلام اکٹھے ہو گئے۔ کہنے لگے:

''مولاؑ! آپؑ ہر مرنے والے کے سرہانے کیسے پہنچیں گے؟ اس لئے کہ ہمیں تو مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ ایک شخصیت آنِ واحد میں ہر جگہ موجود نہیں ہو سکتی۔''

مولاؑ نے فرمایا:

''مجھ سے کیا پوچھتے ہو قرآن سے پوچھو یا پھر اللہ سے پوچھو۔''

س لئے کہ ملک الموت آتا ہے روح کھینچنے اور روح ہے امر ربی! قرآن کہتا ہے:

قل الروح من امر ربی

''کہہ دو کہ روح میرے رب کا امر ہے۔''

اور فرشتہ امر لے نہیں سکتا جب تک اولی الامر موجود نہ ہو۔

(نعرۂ حیدریؑ ......مل کر با آواز بلند نعرۂ حیدریؑ)

جہ ہے میرے محترم سامعین!......عزیزان محترم!

اس دور میں تو یہ کوئی سوال ہی نہیں کہ میرا مولاؑ کیسے پہنچ جائے گا ہر جگہ......بھئی! یدھی سادی سی بات ہے کہ روح اول تو مرتی ہی نہیں' یہ ایک مستقل بحث ہے۔ مومن کی وح تو بہت بلند ہے' معاف کرنا مشرک اور کافر کی روح بھی نہیں مرتی...... اب مومن کی وح' کافر کی روح اور مشرک کی روح میں فرق کیا ہے؟ یہ آج نہیں آنے والی مجلس میں عرض کروں گا' آج صرف اتنا ہی عرض کروں گا کہ ہمیں موت آتی نہیں' ہم مرتے نہیں...... س لئے کہ مرتا وہ جس کا سائیں مرا ہوا ہو' جس کا مرشد مرا ہوا ہو' لیکن ہمارا نہ مرشد مرے اور نہ ہم مرے۔

توجہ چاہتا ہوں!

ہمارا تو انتقال ہوتا ہے۔ اب انتقال کا مقصد کیا ہے؟ یہی کہ یہاں سے منتقل ہو کر وہاں چلے گئے؟ ہو سکتا ہے کہ آپ میں سے کوئی صاحب مجھ سے یہ سوال کر لے کہ ایک ملک سے دوسرے ملک منتقل ہونا کوئی آسان کام ہے۔ ویزہ چاہیے' پاسپورٹ چاہیے' شناختی کارڈ چاہیے' اجازت نامہ چاہیے' یہ چاہیے وہ چاہیے۔ مگر یاد رکھئے! یہ چیزیں وہاں چاہئے ہوتی

Presented by www.ziaraat.com

ہی وہاں ہے۔اس لئے کہ ہمارے حکمران کا لقب ابوتراب ہے......

توجہ کیجئے گا!

کیا لقب ہے اس کا؟ ابوتراب! اور ابوتراب کا لفظی معنی کیا ہے؟ مٹی کا باپ......
ٹھیک ہے' اب وہ مٹی کا باپ ہے۔ یہی ترجمہ ہے اس کا! مگر یہ عربی کی فصاحت و بلاغت سے ناواقفیت کا ترجمہ ہے۔ ابوتراب ہے مٹی کا باپ تو ساری دنیا مٹی سے بنی ہے۔ پرانے سننے والے تشریف فرما ہیں' میں اس ترجمے پر اغیار کا اعتراض سناتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اگر علیؑ مٹی کے باپ ہیں تو جناب سیدہؑ کو جدا کر کے باقی جتنی بھی ازواج علیؑ ہیں سب مٹی کی بنی ہیں تو وہ علیؑ کے نکاح میں کیسے آ سکتی ہیں؟

''بیٹھے ہو یا ڑ گئے ہو'' اگر بیٹھے ہو تو میرا ساتھ دو۔ یہ وہ اعتراض ہے جس نے بڑے بڑے مولویوں کا ناطقہ بند کر دیا۔ خدا کی قسم! جب میں نے ریسرچ کی تو پتہ چلا کہ لفظ ابو صرف باپ ہی کے لئے استعمال نہیں ہوتا ہے۔ اَبُوَاْ کہتے ہیں ملکیت کو اَبُ کہتے ہیں مالک کو...... چونکہ بچوں کے جان و مال کا مالک باپ ہوتا ہے اس لئے اسے ابو کہتے ہیں۔ جیسے ہماری زبان میں بگڑا ہوا لفظ ابو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لکڑیوں کے ٹال کے مالک کو ابوالاکشاب کہتے ہیں۔ اب ترجمہ کیجئے' لکڑیوں کا باپ......

بھئی!

لڑکیوں کا باپ تو ہوتا ہے یہ لکڑیوں کا باپ کیا ہے؟

توجہ......توجہ!

زمیندار کو عربی میں ابوالحقول کہتے ہیں جس کا ترجمہ ہے کنوؤں اور کھیتوں کا باپ......تو کہیں کھیتوں کا بھی باپ ہوتا ہے۔ اس کا ترجمہ ہوگا کھیتوں کا مالک' ٹھیک ہے نا!

گویا ابو کے معنی مالک کے ہوتے ہیں۔ اب ابوتراب کا ترجمہ کیجئے۔ یہ ہوگا مٹی کا مالک...... خدا کی قسم ہم سمجھتے تھے کہ زمین ہی پر مٹی ہے مگر سائنس کی چشم گستاخ نے ہر سیارنے' ستارے پر مٹی ڈھونڈ نکالی ہے۔ یہ جو کہکشاں ہے اس کے اندر ۱۴۱ ارب سورج ہیں اور ہر سورج کا اپنا نظام شمسی ہے اور سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ اس سورج سے لے کر ہر ستارے اور سیارے پر مٹی ہے اور اس کہکشاں جیسی اربوں کہکشائیں موجود ہیں۔ ارب ہا سورج موجود ہیں اور ارب ہا ستارے سیارے موجود ہیں اور جہاں جہاں تک کائنات ہے وہاں وہاں تک مٹی موجود ہے اور جہاں جہاں تک مٹی ہے علیؑ ابوتراب ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

سامعین! توجہ چاہتا ہوں!

جہاں جہاں تک مٹی ہے وہاں وہاں تک علیؑ ابوتراب! اب سوال پھر وہی ہے کہ ایک علیؑ کیسے ہر ہر قبر میں آتا ہے؟ یہ مسئلہ آپ مجھ سے نہ پوچھیں' کسی مولوی سے پوچھیں نہ کسی ذاکر سے! اگر یہاں کوئی پٹواری بیٹھا ہے تو اس سے پوچھتے ہیں' کوئی تحصیلدار بیٹھا ہے تو اس سے پوچھتے ہیں۔ افسران محکمہ مال سر پر قرآن رکھ کر اور ایمان کو حاضر ناظر کر کے بتائیں کہ جب تک مالک موجود نہ ہو زمین کا انتقال ہو سکتا ہے؟......

نہیں آئی سمجھ میں بات!

ابو کے معنی ہیں مالک کے اور جس جس کا انتقال ہو رہا ہے وہ بنے ہوئے ہیں اب (مٹی) کے......تو انتقال ہو ہی نہیں سکتا جب تک ابوتراب موجود نہ ہو۔ (نعرۂ حیدریؑ)

توجہ ہے دوستانِ محترم!

اسی لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا کے پیچھے یہ دنیا کیوں پڑتی ہے کہ وہ سمجھ میں نہیں آتا' فکر میں نہیں آتا' نظر میں نہیں سماتا۔ خدا نے فرمایا:

Presented by www.ziaraat.com

''میرے پیچھے نہ پڑو مجھے سمجھنا ہے تو میرے مظہر کو سمجھو۔''

اس لئے کہ حقیقت نظر نہیں آیا کرتی' مظہر نظر آیا کرتا ہے۔

بھئی! آپ اپنے حضرات تشریف رکھتے ہیں' میرا نام جانتے ہیں آپ؟ بولو! نسیم عباس...... ''جاندے او نہ چنگی طراں' مجلس وچ بیٹھ کے سچ بولنا۔ میرا ناں؟ نسیم عباس! آپ نسیم عباس کو دیکھ رہے ہیں' مجلس میں بیٹھ کر جھوٹ نہ بولنا۔ ایک جملہ ہوتا ہے مرکب اضافی۔ مرکب اضافی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے ترجمے میں ''کا'' یا ''کو'' کے الفاظ آتے ہیں۔ مضاف اور ہوتا ہے مضاف الیہ اور ہوتا ہے۔ مضاف اور مضاف الیہ کے ملنے سے مرکب اضافی بنتا ہے۔ خدا کے لئے علم کی باتیں ہوں تو گھبرانہ جایا کریں ورنہ مجھے ہر طرح کی تقریر آتی ہے روز ایک کہانی سنا کے بھی بھاگ سکتا ہوں۔

توجہ چاہتا ہوں!

جتنی میں محنت کروں' ریسرچ بیان کروں آپ کو بھی چاہئے کہ اتنا ہی میرا ساتھ دیں۔

مضاف اور ہوتا ہے' مضاف الیہ اور ہوتا ہے۔ مثلاً نسیم کا رومال...... لفظ ''کا'' آیا' نسیم اور ہے رومال اور ہے۔ نسیم کی ٹوپی...... لفظ ''کی'' آیا' نسیم اور ہے ٹوپی اور ہے...... چوہدری صاحب نے کہا ہم آپ کو دیکھ رہے ہیں' نسیم عباس کو...... اب ذرا کوئی پوچھے ان سے' یہ جو آپ نے کہا کہ نسیم کو دیکھا تو آپ نے دیکھا اتنا حصہ (چہرے کی طرف اشارہ کر کے) یہ نسیم کا چہرہ ہے' نسیم اور ہے اس کا چہرہ اور ہے۔ آپ نے دیکھے ہیں نسیم کے بازو معاف کرنا یہ بھی نسیم نہیں ہے۔ یہ تو نسیم کے بازو ہیں' نسیم اور ہے اس کے بازو اور ہیں۔ پورا بدن دیکھا ہے' یہ بھی نسیم نہیں ہے' نسیم اور ہے اس کا بدن اور ہے۔ وہ نسیم آخر کہاں چلا گیا؟ ہو سکتا ہے آپ کہیں کہ آپ کے اندر جو روح چھپی ہوئی ہے وہ نسیم ہے۔ معاف کرنا وہ بھی [illegible]

کا...... یہ اس کا بدن وہ اس کی روح! نسیم اور ہے روح اور ہے۔ نسیم اور ہے بدن اور ہے۔ تو نسیم کہاں چلا گیا؟

چوہدری صاحب مجلس میں بیٹھ کر جھوٹ بول دیا۔ تم نے نسیم کو دیکھا' آپ کہیں گے جناب ہمیں جھوٹا نہ کہیں مومن جھوٹ نہیں بولتا۔ ہر چیز کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں ایک حقیقت' ایک مظہر...... ہم تم سے زیادہ پڑھے لکھے ہیں' ہمیں چکر مت دو۔

توجہ چاہتا ہوں!

نام اس مظہر کا وہی ہے جو حقیقت کا ہے۔

یاد رکھئے! کائنات کی حقیقت اللہ ہے۔ وہ نظر نہیں آئے گا جب بھی نظر آئے گا مظہر نظر آئے گا۔ اب اگر مظہر کا نام بھی وہی ہو جائے جو حقیقت کا ہے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے وہ بھی علی العظیم ہے' مظہر کا نام بھی علیؑ ہے۔ اب چاہے خدا خدا کرو' چاہے علیؑ علیؑ کرو' کیا فرق پڑتا ہے؟ (نعرۂ حیدریؑ)

اب میں کیا عرض کروں نیاز بیگ والے ذاکر تو سنتے ہیں سریلا اور نعرہ لگاتے ہیں بے سرا...... (نعرۂ حیدریؑ)

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

میرے مولا علیؑ کو سمجھنا ہر عقل کے بس میں نہیں' نہ ہی ہر فکر میں علیؑ سما سکتا ہے' وہ ہے مظہر خدا! یاد رکھئے! حقیقت نہ یہاں نظر آئے گی نہ وہاں...... نہ دنیا میں نہ آخرت میں! جب بھی نظر آئے گا مظہر خدا ہی نظر آئے گا۔ اب یہ جو لوگ کہتے ہیں نا! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔

توجہ چاہتا ہوں!

[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

یک والو!

اگر میں تمہیں چھڑا کر نہ لاؤں تو میرا نام نسیم عباس کی بجائے جمعہ خان رکھ دینا۔

چاہتا ہوں!

اس لئے کہ اگر اللہ سے واسطہ پڑ گیا اور جیسا کہ مولوی صاحبان سناتے ہیں کہ
کے دن خدا عرش پر بیٹھے گا اور ساری مخلوق اس کے سامنے جائے گی اور وہ عدل
ے گا۔ چنانچہ واسطہ پڑا اللہ سے، ہم پہنچ گئے اللہ کے پاس:

"اللہ سائیں سلام!"

نے کہا:

"وعلیکم السلام! کیا نام ہے تیرا؟"

نے کہا:

"جی نسیم عباس! کیا کرتے رہے دنیا میں؟"

ے سامنے جھوٹ تو بول نہیں سکتا تھا، سیدھی بات کرنی پڑی:

"یا اللہ مجلسیں پڑھتا تھا۔"

"کہاں کہاں پڑھتے تھے؟"

"یا اللہ! جہاں سے پیسے زیادہ ملتے تھے۔"

جھوٹ تو بول نہیں سکتا میں اللہ کے سامنے:

"غریب کے ہاں کیوں نہیں پڑھا؟"

"یا اللہ! طبیعت خراب تھی۔"

"فلاں دن تمہاری طبیعت تو ٹھیک تھی پھر کیوں نہیں پڑھا؟"

"یا اللہ میں نے استخارہ دیکھا تھا، استخارہ میں آیا۔"

"اچھا چل! ایک بات بتا صبح کی نماز پڑھتا تھا؟"

"یا اللہ کبھی کبھی......"

"یہ کبھی کبھی کیوں پڑھتا تھا؟ روز کیوں نہیں پڑھی؟"

"یا اللہ! نیند بڑی آتی تھی۔"

کہا:

"نیند کو گولی مارتا۔"

کہا:

"تجھے نیند آئے تو تجھے پتہ چلے کہ نیند کو گولی مارنے سے کتنی تکلیف ہوتی ہے۔"

اب ظاہر ہے:

لا تأخذہ سنة و لا نوم

"نہ اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔"

اللہ نے کہا:

"اچھا چلو ٹھیک ہے، بال بچوں کے لئے دوپہر کو روزی کمائی تھی؟ اور پھر نماز ظہر بھی پڑھی تھی؟"

"یا اللہ! روزی کمانے میں مصروف تھا، ظہر اور عصر کی بھی نہیں پڑھ سکا۔ بال بچوں والا تھا، روزی کما رہا تھا۔"

"نہ کماتا۔"

کہا:

"اللہ میاں تیرے بال بچے ہوں تو پتہ چلے۔"

اب بتاؤ اللہ کے پاس کیا جواب ہے:

[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

کہا:

"سب سے پہلے۔"

کہا:

"پھر کیا ہوا؟"

کہا:

"کھول دیا' سب سے پہلے......"
"کیوں کھولا؟"
"بھوک بہت لگی تھی۔"

کہا:

"بھوک کو بھول جاتا' بھوک کو گولی مارتا۔"
"یااللہ! تجھے بھوک لگے تو تمہیں پتہ چلے۔"

خدا کی قسم! انسان بہت جھگڑالو ہے۔ اگر اللہ سے ڈائریکٹ واسطہ پڑ جائے تو ایسی ہی بحثیں کرے گا:

"جہاد میں گئے تھے؟"

کہا:

"سب سے پہلے۔"

کہا:

"پھر بھاگ کیوں آئے؟"

کہا:

"وہاں موت تھی۔"
"مر جاتا۔"
"تجھے موت آئے تو پتہ چلے۔"

بھائی ایمان سے بتائیں! اللہ سے انسان یہ جھگڑا کرے گا یا نہیں؟ اسی لئے اللہ

...ا:

"میں یہاں آؤں گا' نہ وہاں آؤں گا۔ وہاں پر بھی انہیں کو بھیجوں گا جنہیں وہاں بھیجا تھا۔"

"وہ کون ہیں؟"

"وہ خدا نہیں ہیں مظہر خدا ہیں۔"

اور اگر مظہر خدا سے واسطہ پڑا تو اس کے سامنے یہ لیت ولعل نہیں چلے گی کہ بھوک ...گی تھی لہٰذا روزہ توڑ دیا' نیند بہت آتی تھی لہٰذا نماز فجر نہ پڑھ سکا' موت کا خدشہ تھا لہٰذا ...ں جنگ سے لوٹ آیا۔ مظہر خدا کہے گا یہ سارے عمل میں نے کر کے دکھائے ہیں۔

...چاہتا ہوں!

اسی لئے اس نے اپنے مظہر کو بنایا تاکہ انسان سے ڈائریکٹ واسطہ پڑے اور نہ ...پڑے۔ مظہر خدا کے سامنے جب کھڑے ہوں گے تو وہ کہے گا میں نے ہر عمل کر کے ...ہے' بھوک سہہ کے دکھائی' جنگ میں جا کر دکھایا' موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ...میں نے روزے رکھ کر دکھائے' میں نے فاقے کر کے دکھائے۔

...ہے یا نہیں ہے؟

بھائی ایمان سے بتائیے! ان کو حجت اللہ کیوں کہتے ہیں؟ یاد رکھئے! جو انسان کی ...کو قیامت کے دن توڑ کر پھینک دے وہ حجت اللہ ہے۔

...میں آ رہی ہے یہ بات!

اور بس دوستو! میں معافی کے ساتھ تبرکاً دو جملے مصائب کے بول کر اجازت لیتا

Presented by www.ziaraat.com

ہوں۔تفصیلی مصائب میں انشاءاللہ کل سے شروع کروں گا اور قیامت کے دن ہم سب یوں کھڑے ہوں گے۔خدا کی قسم! اچانک آواز آئے گی:

"یا اہل محشر اوہ......اہل قیامت اپنی آنکھیں بند کرلو۔"

ونکسوا رؤسا کم

"سروں کو جھکالو۔"

ہماری مجال نہیں ہوگی کہ کیوں آنکھیں بند کریں؟ کیوں سروں کو جھکائیں؟ انبیاءؑ جبرائیلؑ سے پوچھیں گے:

"جبرائیلؑ! کیا بات ہے؟"

جبرائیلؑ کہے گا:

"تمہیں معلوم نہیں ہے کائنات کے سب سے بڑے مظلوم کی ماں آ رہی ہے؟"

پھر ایک آواز آئے گی:

"قیامت کا دن ہے' ہر ایک کے ساتھ انصاف ہوگا۔آج میں بھی فریاد بن کر آئی ہوں مگر میں صرف تیری ذات سے انصاف چاہتی ہوں۔"

"ہاں فاطمہؑ! تیرا مقدمہ کیا ہے؟"

"یااللہ! مقدمات تو بہت ہیں ایک ہی کا فیصلہ کردے۔"

"کیا مقدمہ ہے؟ پیش کرو۔"

"یااللہ! میرے گھر سے ایک دن میں ۷۲ جنازے اٹھے۔ایک نہیں' دو نہیں' تین نہیں' ۷۲ جنازے اٹھے۔مجھے آج تک کسی نے تسلی نہ دی' فاطمہؑ تیرے گھر کیا بیت گئی۔"

اللہ پوچھے گا:

"ہاں نبی رحمتؐ کی بیٹی! آج عدالت کا دن ہے' فیصلہ ضرور ہوگا

کیا تیرے ۷۲ قتلوں کا کوئی عینی گواہ ہے جو یہاں آ کر گواہی دے تاکہ مسل مکمل کروں اور دشمن کا منہ بند کردوں۔"

آواز آئے گی:

"پروردگار! گواہ موجود ہے تو اپنی عدالت کے ذریعے طلب فرمالے۔"

"کون ہے وہ؟"

"شام میں میری بیٹی ہے جو میرے ۷۲ قتلوں کی عینی گواہ ہے۔جو سر پر قرآن رکھ کر فریاد کرتی رہی' مگر اس کی فریاد کو کسی نے نہ سنا۔"

حکم ہوگا:

"حورو جاؤ! فرشتو جاؤ! شام سے گواہ کو نوری محمل پر بٹھا کر لاؤ۔"

نیاز بیگ والو!

اب آئے گی قیامت پہ قیامت......اب آئے گا حشر پہ حشر کہ جب حوریں بھی خالی لوٹیں گی' جب فرشتے بھی نامراد واپس آئیں گے۔اللہ پوچھے گا:

"کیوں گواہ نہیں آیا؟"

"نہیں گواہ نے آنے سے تو انکار نہیں کیا' مگر گواہ نے ایک شرط لگا دی ہے۔"

"کیا شرط ہے وہ؟"

"گواہ نے کہا ہے کہ اس سے پہلے بھی میں درباروں میں جا چکی ہوں' آج میں اللہ کے حقیقی دربار میں آ رہی ہوں۔آج میں نوری محمل پہ نہیں آؤں گی میں ویسے ہی آنا چاہتی ہوں جیسے شام کے بازار میں گئی تھی' آج میں ویسے ہی آنا چاہتی ہوں جیسے کوفے کے بازار میں گئی تھی۔کیا میرا اس طرح آنا منظور ہے؟"

Presented by www.ziaraat.com

اگر علیؑ کی بیٹی بے کجاوے اونٹ پر بیٹھی ہوئی' کھلے سر اور بندھے ہاتھوں کے ساتھ زین العابدینؑ مہاری کی سنگت میں میدان قیامت میں آ گئی تو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں' فاطمہؑ مقدمہ ایک طرف رکھ دیں گی' رسولؐ شفاعت ایک طرف رکھ دیں گے' عباس غازیؑ دوڑ کر قدموں میں سر رکھ دیں گے' میری شہزادیؑ آج میں زندہ ہوں! میری شہزادی! آج میں موجود ہوں۔ اس وقت شہزادی فرمائیں گی:

''بھائی عباسؑ! میری گواہی تو چلتی رہے گی' اس وقت زینبؑ کے دل کی ایک خواہش ہے اسے پورا کر۔''

غازیؑ سر جھکا کر کہے گا:

''شہزادیؑ! حکم فرمایئے۔''

شہزادیؑ فرمائیں گی:

''جتنے میرے بھائی کو رونے والے ہیں سبھی کو میرے سامنے لاؤ۔ میں سب کا شکریہ ادا کروں۔''

خدا کی قسم! میری بہنو! میری ماؤں! میرے بھائیو! اس وقت زینبؑ آواز دے کر کہیں گی:

''میرے بھائی کو رونے والو! میں زینبؑ تمہاری شکرگزار ہوں' تمہاری ممنون احسان ہوں۔ تم نے وہ کام کیا جو ظالم دنیا نے ہمیں نہ کرنے دیا۔ ہم رونا چاہتے تھے ہمیں نیزوں سے چپ کرایا گیا' ہم ماتم کرنا چاہتے تھے مگر ہمارے ہاتھ گردنوں سے باندھ دیئے گئے۔''

عزیزو!

میرا بیان ختم ہوتا ہے۔ مجھے بانی مجلس ملک اسلم صاحب نے کہا کہ میری والدہ مرحومہ کے لئے فاتحہ ضرور پڑھائیں۔ میں نے فاتحہ پڑھوائی نا! آپ نے کیسے پڑھی؟ یوں

ہاتھ اٹھا کے! غریب سے غریب کے ہاں بھی کوئی جاتا ہے تو یوں فاتحہ پڑھتا ہے۔ خدا کی قسم! جس مظلومؑ کو آپ رونے آئے ہیں وہ اتنا بڑا مظلوم ہے کہ اس کی بہنیں فاتحہ بھی نہ پڑھ سکیں۔ کیوں نہ پڑھ سکیں؟ میرے بارھویں امامؑ فرماتے ہیں کہ

''میرا اسلام ہو اس دادی پر کہ جس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے' وہ بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ یہ کہہ کر چلی گئی حسینؑ میں بندھے ہوئے ہاتھوں سے تمہیں چھوڑے جا رہی ہوں' مگر وعدہ کر کے جا رہی ہوں کہ قیامت تک آنے والی مجالس میں ساری دنیا کے لئے جو فاتحہ پڑھا جائے گا' تیرے صدقے پڑھا جائے گا......''

اللہ آپ کی مجلس قبول کرے' اللہ مومنوں کو سلامت رکھے۔ سنئے! زینبؑ اس طرح بھائی کی لاش سے گئی ہیں (مجبوراً) جیسے نہ واقف گزر جاتے ہیں جیسے حسینؑ اس کا کچھ لگتا ہی نہ تھا۔

عزیزو!

خدا کی قسم! بہن بھائی کا رشتہ ایسا نازک ہوتا ہے کہ بچپن کے واقعات ساری دنیا بھول جائے مگر بہنیں نہیں بھولتیں۔ اب یہ دو جملے اپنی بہنوں کے لئے سناتا ہوں...... جب بھائی کی لاش پہ بے مثال بہن آئی تو بھائی کی لاش کو دیکھا۔ اس کے ذہن میں بچپن کے تمام واقعات آنے لگے۔ بڑے حوصلے سے دو جملے اور سن لیں۔ زینبؑ جھکی اور بھائی کی لاش پر جھک کر کہنے لگی:

''حسینؑ! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ عید کے دن اماں زہراؑ نے تیرے لئے رضوان جنت کے ہاتھ جنت سے عید کا جوڑا منگوایا تھا......''

یہ بچپن کا واقعہ تھا نا! بہن کہتی ہے:

''مجھے یاد ہے جنت سے درزی تیرے کپڑے لایا تھا۔ حسینؑ! سن

Presented by www.ziaraat.com

جنت بھی موجود ہے وہ درزی بھی موجود ہے میری زبان میں ماں کا سا اثر بھی موجود ہے اگر تو مجھے اجازت دے تو اماں نے جس درزی سے تیرے لئے عید کا جوڑا منگوایا تھا' آج محرم کی گیارہ تاریخ کو بہن اسی درزی سے تیرا کفن منگوا لے.....''

دا کی قسم! شہید اعظمؑ کی لاش تڑپ گئی۔ جواب آیا:

''میری بہن تکلیف نہ کر' جن ظالموں نے انگوٹھی کی خاطر میری انگلی نہیں چھوڑی وہ کفن کہاں چھوڑیں گے؟''

نبؑ بولی:

''حسینؑ! تجھے بے کفن تو چھوڑ کر جا رہی ہوں مگر وعدہ کر کے جاتی ہوں کہ اگر قیامت تک اہل ایمان میں کفن تیرے مزار سے تقسیم نہ ہوا تو مجھے بہن نہ کہنا.....''

آج جو بھی کربلا جاتا ہے اس سے یہی فرمائش ہوتی ہے کہ بھائی کربلا سے کفن ے آنا۔ کربلا والا کہتا ہے:

''مجھے رونے والو! میں بے کفن تو دفن ہو گیا مگر قیامت تک تمہیں کفن تقسیم نہ کرتا رہوں تو مجھے زینبؑ کا بھائی نہ سمجھنا.....''

اللہ آپ کی مجلس قبول فرمائے' بارگاہِ خدا میں آپ کی عبادت منظور ہو۔

(خدا حافظ!)

مجلس دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ......

مومنین مل کے صلوات پڑھیں!

مذکورہ آیہ مبارکہ کے ضمن میں کل میں نے جو گوش گزار کیا یقیناً وہ آپ کے اذہان عالی میں محفوظ ہوگا۔ کل گفتگو یہاں تک پہنچی تھی کہ خداوند عالم نے اپنی بارگاہ تک پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرنے کا حکم دیا ہے اور خطاب بھی کیا ہے تو اہل ایمان سے کیا ہے۔ اب ایمان والوں سے بس خطاب ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ تاکید بھی کی ہے کہ اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور میری بارگاہ تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو...... اللہ کی راہ میں جہاد کرو شاید اسی طرح تم فلاح پا جاؤ۔ اللہ کا پسندیدہ دین دین اسلام ہے۔

جیسا کہ میں نے کل عرض کیا کہ اسلام کی روح کا نام ایمان ہے اور ایمان کی روح کا نام آلِ محمدؐ کی ولایت ہے۔ اسی لئے سرکار دو عالمؐ نے خندق کے میدان میں ارشاد فرمایا تھا:

''اے علیؑ! تیری ہی محبت کا نام ایمان ہے اور تیری ہی محبت کا نام

Presented by www.ziaraat.com

تقویٰ ہے۔"

چیز ایک ہی ہے۔ علیؑ کی محبت اگر دل میں رہے تو ایمان ہے اور اگر عمل میں ڈھل جائے تو تقویٰ......(صلواۃ پڑھ دیجئے...... باآواز بلند!)

سامعین!

ہوتا یہ ہے کہ اکثر و بیشتر حضرات محبِ اہل بیتؑ کے لئے، محبت مولائے کائناتؑ کے لئے حوالے ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ کس کتاب میں لکھا ہے؟ اس لئے کہ بغیر کتاب میں دیکھے ہم مانیں گے نہیں۔ تو یہاں میری ایک طالب علمانہ گزارش ہے چیزیں ہوتی ہیں تین، ایک کہلاتی ہے علم، دوسری کہلاتی ہے فن اور تیسری کہلاتی ہے فطرت......

علم کتابوں میں ملتا ہے پڑھنے سے آتا ہے، فن سیکھنے سے آتا ہے۔ آپ اپنے بچوں کو سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں علم پڑھاتے ہیں۔ کتابوں میں فلسفہ ہے، منطق ہے، تاریخ ہے، ریاضی ہے۔ جتنے بھی علوم و فنون ہیں آپ کتابوں سے پڑھاتے ہیں، گویا علم پڑھنے سے آتا ہے اور فن سیکھنے سے آتا ہے۔ مثلاً کھانا پکانا، سینا پرونا، سوئیٹر وغیرہ بنانا فن سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ فن سیکھنے سے آتے ہیں۔ مائیں اپنے بچوں کو روٹی پکانا، کھانا کھلانا، سینا پرونا، کپڑے کاڑھنا سکھاتی ہیں اور اگر صرف علم ہی علم ہو اور سکھایا کچھ نہ جائے تو پھر فن نہیں آتا۔

یہ روزمرہ کی باتیں ہیں، میں تو روزمرہ کی چیزیں دیکھتا رہتا ہوں اور ان سے نتیجے نکالتا رہتا ہوں۔ کون ایسا فرد ہے جو ماشاءاللہ روٹی نہ کھاتا ہو؟ اب اگر آپ مجھ سے پوچھیں کہ صاحب! روٹی کیسے پکتی ہے؟ تو میں آپ کو اس کے پکانے کی تعلیم تو دے سکتا ہوں کہ آٹا لیجئے، اس میں پانی ڈالئے، پھر انگلیوں سے ہلا دیجئے اور دو تین مکیاں ماریئے اور پھر جب آٹا گندھ جائے تو اس میں سے تھوڑا پیڑا توڑیئے، ہاتھ پہ رکھئے، گول کیجئے، اوپر سے دبایئے، دو چار تھپکیاں دیجئے اور پھر توے پہ ڈال دیجئے۔ یہ میں نے آپ کو محض پڑھایا ہے، سکھایا نہیں

ہے، کیوں کہ آپ نے سیکھا نہیں ہے حالانکہ ہے یہ ایک فن...... تو اب جب آپ میرے پڑھائے پر عمل کریں گے تو انشاءاللہ جیومیٹری کی ساری شکلیں اس روٹی میں اکٹھی ہو جائیں گی۔ کہیں سے گول، کہیں سے تکون، کہیں سے موٹی، کہیں سے پتلی، کہیں سے کچی، کہیں سے پکی۔ تو فن سکھانے سے آتا ہے جب کہ علم پڑھانے سے آتا ہے۔ جہاں تک محبت کا تعلق ہے، یہ نہ علم ہے اور نہ فن...... یہ ہیومن نیچر (Human Nature) ہے، فطرت ہے اور فطرت سکھانے سے آتی ہے نہ پڑھانے سے......

ئی!

آپ حضرات بچوں کو ایم۔ اے کرواتے ہیں، پی۔ ایچ۔ ڈی کرواتے ہیں، پڑھاتے ہیں، بچیوں کو سارے فنون سکھاتے ہیں، کپڑا سینے کے، پرونے کے، کھانا پکانے کے...... لیکن میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ جس دن ماشاءاللہ بچہ، بچی جوان ہو گئے، تو کسی دن آپ نے اپنے بیٹے سے کہا ہو بیٹا! تم نے ایم۔ اے کر لیا ہے۔ آج میں تمہیں یہ تعلیم دوں کہ جب خدا تمہیں بیٹا عطا کرے، صاحب اولاد بنائے تو اسے محبت کیسے کرنی ہے؟...... میں نے نہیں دیکھا کہ مائیں بچیوں کو سب کچھ سکھانے کے بعد یہ بھی کہیں کہ بیٹی! اللہ جب تمہاری گود ہری کرے اور تیری گود میں بیٹا بیٹی آئے تو اس سے محبت کیسے کرنی ہے، اس سے پیار کیسے کرنا ہے!!......

نہیں، ہرگز نہیں، فطری طور پر بغیر پڑھائے، بغیر سکھائے، جب بھی کسی بیٹے یا بیٹی کی گود میں اللہ رب العزت بیٹا یا بیٹی دے گا تو وہ بغیر لکھائے پڑھائے ان سے پیار کریں گے۔ جس طرح ان کے ماں باپ نے ان کے ساتھ کیا تھا۔ ماشاءاللہ میں جہاں کہیں جاتا ہوں لوگ چھوٹے چھوٹے بچے گود میں اٹھا کر لاتے ہیں اور کہتے ہیں مولانا! آپ مداح اہل بیتؑ ہیں، ذرا بچے کو پھونک مار دیجئے تا کہ یہ صاحب علم بنے۔ اس کے بعد وقت گزرتا رہا

Presented by www.ziaraat.com

سال کا اپنی گود میں اٹھائے لا رہا ہے کہ مولانا آپ نے مجھے بھی دم کیا تھا' یہ میرا بیٹا ہے
اسے بھی پھونک مار دیجئے...... (میری بات پہ غور ہے صاحب!......صلواۃ)

حبان!

میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ کسی نے مجھ سے یہ پوچھا ہو کہ اللہ نے مجھے بیٹا تو
دیا ہے لیکن یہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ میں اپنے بیٹے سے محبت کروں۔ مجھے ذرا اس کا
دیجئے' کیوں کہ میں تو بڑا پکا مسلمان ہوں' بغیر حوالہ دیکھے اسے پیار دیار نہیں کروں گا۔
تو اس سے محبت نہیں کروں گا!...... کس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ میں اپنے بیٹے سے محبت
وں۔ تعجب ہے یا نہیں!! کسی نے آج تک مجھ سے یہ سوال نہیں کیا۔ اس لئے کہ بیٹے
محبت ہے' ماں سے محبت ہے' باپ سے محبت ہے یا روحانی ماں باپ سے محبت ہے......
انی ماں باپ کے لئے عرض کرتا چلوں' سرکار دوعالمؐ نے فرمایا:

''میںؐ اور علیؑ اس امت کے باپ ہیں۔'' (نعرۂ حیدری)

تو ہمارے جو حقیقی ماں باپ ہیں وہ ہیں سرکار دوعالمؐ اور مولا علیؑ ...... ارشاد ہوتا

''میںؐ اور علیؑ اس پوری امت کے باپ ہیں اور یاد رکھنا جو علیؑ کو باپ
نہیں مانتا وہ کافر ہے' مسلمان نہیں۔''

یہ حدیث مبارک یہاں ختم ہوتی ہے۔ (صلواۃ)

سامعین!

جہاں اپنے ماں باپ سے محبت ہے' جہاں اپنی اولاد سے محبت ہے یعنی جو عارضی
باپ ہیں ان سے محبت اگر بغیر حوالے کے کرتے ہیں تو پھر جو روحانی ماں باپ
!!......

توجہ ہے نا!

کتابوں کا حوالہ محبت میں نہیں مانگا جاتا۔ اس لئے کہ کتابوں سے علم ملتا ہے' فن سیکھنے سے آتا ہے جب کہ محبت علم ہے اور نہ فن...... اب جو محبت علیؑ کے لئے کتابوں کے حوالے مانگتے ہیں یہ درحقیقت محبت نہ کرنے کے بہانے ہیں۔

(نعرۂ حیدری ......نعرۂ صلواۃ)

توجہ ہے صاحبان!

اور یہی سبب ہے کہ آپ جب نجف اشرف جاتے ہیں یا کسی بھی فرقے کا کوئی شخص جائے کیوں کہ مولا علیؑ پوری انسانیت کے امیر ہیں...... وہاں جا کر جو جملے آپ پڑھتے ہیں' وہ کیا ہیں:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ ہمارے نہایت مہربان باپ ہیں۔''

یہ جملے آپ کو پڑھنے پڑتے ہیں' عالم ہیں' فاضل ہیں' ان پڑھ ہیں' ہر کوئی وہاں جا کر یہ کہتا ہے:

''آپؑ ہمارے مہربان باپ ہیں۔''

آپ ڈائریکٹ بات کرتے ہیں:

''میں آپ کے پاس بھوکا آیا ہوں' میرا پیٹ بھر دیں...... میں آپؑ کے پاس فقیر آیا ہوں مجھے مالا مال کر دیں۔''

پیغمبرؐ نے یہ کیوں کہا کہ میںؐ اور علیؑ اس پوری امت کے باپ ہیں۔ علیؑ کا دامن تھام لو۔

یہ روزمرہ کی چیزیں ہیں دوستو! روزمرہ کی چیزیں آپ دیکھتے ہیں نتیجے نکالتے رہا کریں...... فرض کریں میں اس وقت گھر سے آیا تو میں ...

Presented by www.ziaraat.com

اس پر آم یا کینو لگے ہوئے ہیں۔ میرا بچہ میرے ساتھ آیا تھا۔ اس نے میرا دامن کھینچا اور کہنے لگا:

"ابا جان! یہ پھل مجھے توڑ دیں۔"

میں نے اس سے کہا:

"بیٹا! تم خود توڑ لو۔"

تو بچہ ہو کر اتنی عقل تو اس میں بھی تھی کہ اس نے کہا:

"اگر میرا ہاتھ پہنچتا تو میں آپ کا دامن کیوں پکڑتا؟ آپ میرے باپ ہیں آپ کا دامن اس لئے پکڑا کہ آپ بڑے ہیں، بزرگ ہیں، آپ کا ہاتھ پہنچتا ہے، آپ اسے توڑ کر میرے حوالے کر دیں......"

یہی پیغمبر اکرمؐ فرمانا چاہتے ہیں کہ

"یاد رکھنا! تم کو وسیلے کا حکم اس لئے ہے کہ تم گناہوں کی کوتاہیوں کے سبب اتنے چھوٹے ہو کہ تمہارا ہاتھ اللہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ علیؑ تمہارا باپ ہے اس کا ہاتھ یداللہ ہے، اس کا دامن تھامو! یداللہ وہاں سے لے گا اور تمہارے دامن میں دے دے گا۔"

(نعرۂ حیدریؑ ......بھئی! دل کھول کے صلوات پڑھ لیجئے!)

توجہ ہے دوستو!

تو یاد رکھئے! علیؑ اور اولادِ علیؑ سے محبت کا تعلق کسی فرقے سے نہیں ہے، اس کا تعلق کسی علم سے نہیں ہے، اس کا تعلق کسی فن سے نہیں ہے یہ تو انسانی فطرت ہے......

بھئی!

[illegible]

[بچ]ہ کہتا ہے میں نان کھاؤں گا، کوئی کہتا ہے میں سادہ روٹی اور فلاں سالن کھاؤں گا۔ یہ [تجر]بے پر محمول ہے، سیکھنے سے تجربہ آ جاتا ہے لیکن جہاں تک بھوک کا تعلق ہے تو میں نے [آ]ج تک یہ نہیں دیکھا کہ کسی نے مجھ سے کہا ہو جناب آج مجھے چاول کی بھوک لگی ہے اور [ک]سی نے کہا ہو جناب مجھے کوکا کولا کی پیاس لگی ہے یا روح افزاء کی پیاس لگی ہے۔ نہیں [پی]اس لگے گی، صرف بھوک لگے گی، کیوں؟ یہ ہیومن نیچر (Human Nature) ہے باقی [جو] ہے وہ تجربات پہ موقوف ہے۔

میری بات پہ غور کیا آپ نے!

مجھ سے لندن میں ایک طالب علم نے سوال کیا، جناب مولانا! اگر اسلام دینِ فطرت ہے تو پھر جو بھی فطری شے ہے وہ تو خود بخود محسوس ہوتی ہے مثلاً بھوک، پیاس...... اگر اسلام دینِ فطرت ہے تو محسوس نہیں ہوتا؟

میری بات پہ غور فرما رہے ہیں آپ!

اب ظاہر ہے کہ اس ماحول کا سوال ایسا ہی تھا۔ وہاں پر جا کر ہمارے یہاں کے پڑھے لکھے اکثر مولوی صاحبان بھی ذرا چکرا جاتے ہیں۔ اس لئے کہ تقریر کے بعد یہ جو پچیس منٹ کا "Question Period" ہوتا ہے۔ وہاں اس میں ذرا پریشانی کا سامنا ہوتا ہے......

تو میں نے وہاں پر یہی کہا دیکھو حضورِ من! فطرتاً بھوک محسوس ہوتی ہے، فطرتاً پیاس محسوس ہوتی ہے، کبھی یہ محسوس نہیں ہوا کہ فلاں کھانے کی بھوک لگی ہے یا فلاں جگہ کے پانی کی پیاس لگی ہے یا روغنی نان کی بھوک لگی ہے یا ڈبل روٹی کی بھوک لگی ہے۔ اس بھوک کو مٹانا، اس پیاس کو مٹانا فطرت کا تقاضا ہے۔ یہ آپ کے تجربے پر موقوف ہے جو آپ کے

[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

کرتے ہیں۔ اسی طریقے سے یہ بھی یاد رکھئے گا کہ اسلام یا دیگر جتنے بھی مذاہب ہیں وہ محسوس نہیں ہوں گے۔ محسوس ہوتا ہے مذہب...... مذہب کہتے ہیں چلنے کے راستے کو ماں کی گود سے قبر میں پہنچنے تک جس کے اوپر آپ چلیں گے وہی مذہب کہلائے گا......

توجہ ہے یا نہیں!......

بغیر مذہب کے آپ زندگی نہیں گزار سکتے۔ اب کس مذہب کو اختیار کرنا ہے یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کون سا کھانا کھانا ہے' کون سا پانی پینا ہے۔ یہ تجربے پر موقوف ہے جو آپ کے لئے مناسب ہے جو آپ کے لئے مفید ہے آپ وہی غذا کھاتے ہیں' وہی پانی پیتے ہیں لیکن میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ مذہب کی ضرورت محسوس کرتا ہے انسان اور اسلام سے بہتر کوئی مذہب اللہ نے پیدا کیا ہی نہیں۔ (باآواز بلند ایک صلواۃ پڑھ لیں!)

بھئی!

ناراض تو نہیں بیٹھے آپ! بار دیگر صلواۃ پڑھ لیں محمدؐ وآل محمدؐ پر...... میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ محبت انسانی فطرت ہے۔ اس کے لئے کتابوں کے حوالے نہیں مانگے جاتے۔ چھا! اب محبت کی پہچان کیا ہے؟ محبت کی پہچان' میری نگاہوں میں اور میرے محدود مطالعے ں تحریر ہے کہ یہ ایک لفظ ہے جو اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے' عربی میں بھی استعمال ہوتا ہے لیکن عربی کا ترجمہ میں اردو میں کر دیتا ہوں۔ جہاں ایک لفظ آ جائے گا وہی جگہ مرکز بت ہو جائے گی اور وہ لفظ ہے اپنا...... اپنا جہاں آئے گا محبت خود بخود آ جائے گی۔ اپنا ں' اپنا وطن' اپنا شہر' اپنا بھائی' اپنی بہن' اپنا باپ' اپنی ماں' اپنا دوست' اپنا کاروبار' اپنا ضلع' اپنا ؤں' جہاں جہاں لفظ اپنا آئے گا وہ وہ جگہ یا چیز مرکز محبت بنتی جائے گی......

جہ فرمایئے گا!

جہاں جہاں آپ بیٹھے ہیں...... اب میں کتابوں کے حوالے [illegible]

میں جس کتاب سے پڑھتا ہوں اس کتاب کا نام کتاب زندگی ہے۔ صلواۃ پڑھ لیجئے ایک با آواز بلند...... اور وہ کتاب ہر ایک کے پاس ہے' بازار سے نہیں ملتی۔ جو اللہ سے لینا چاہے وہ دے دیتا ہے۔

روزمرہ کے تجربات میں فطری طور پر جو نتائج آپ کے سامنے آتے ہیں آپ دین فطرت کو اس پہ پرکھتے چلے جایئے۔ بھئی! زلزلے آتے ہیں' جاپان میں اکثر جھٹکے آتے رہتے ہیں۔ اخبار میں خبریں شائع ہوتی ہیں بس آپ ایک دفعہ پڑھتے ہیں اور سرسری پڑھ کر گزر جاتے ہیں۔ ٹیکساس میں زلزلہ آ گیا' آپ نے پڑھا مگر پھر دوسری خبر پڑھنے لگے' پھر مزید خبریں پڑھنے لگے۔ لیکن اگر اخبار میں یہ آ جائے کہ خدانخواستہ لاہور میں زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے تو آپ بار بار دیکھیں گے' لاہور میں جھٹکے! زلزلے کے جھٹکے لاہور میں! وہ جھٹکے گزر بھی گئے مگر آپ کے جھٹکے ختم نہیں ہوئے۔ آپ بار بار اخبار پڑھ رہے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ لاہور اپنا شہر ہے' یہاں اپنے گھر ہیں' یہاں اپنے عزیز ہیں' یہاں اپنے ہم وطن ہیں' یہاں اپنے رشتہ دار ہیں۔ جہاں جہاں لفظ اپنا آ جائے گا وہیں وہیں محبت سمٹتی چلی آئے گی اور ہر ایک کا اپنوں کا ایک حلقہ ہوتا اور ہر انسان کوشش یہ کرتا ہے کہ اس کے حلقے میں جتنے لوگ ہیں وہ نکلنے نہ پائیں اور کوئی کسی دوسرے کے اپنوں میں شامل ہونے کی کوشش نہیں کرتا۔ صرف ایک ہستی اس کائنات میں ایسی ہے کہ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ وہ کسی طرح ہمیں اپنا لے یا ہم کسی طریقے سے اس کے اپنوں میں شامل ہو جائیں......!!

توجہ ہے یا نہیں!

اور وہ اکیلی ہستی ہے محبوب الٰہی' خاتم النبینؐ' سردار انبیاءؑ کی۔ (صلواۃ)

سب لوگوں کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح ہم رسولؐ کے اپنوں میں چلے جائیں۔ یا رسولؐ ہمیں اپنا کہیں اور اس تگ ودو میں ساری کاوشیں صرف ہو گئیں۔

میری بات پہ غور ہے یا نہیں!

تو اللہ نے ایک دفعہ فرمایا: [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

''اے میرے حبیبؐ! یہ جو ساری دنیا تیرے اپنوں میں شامل ہونا
چاہتی ہے' میں اس کو "Finalize" نہ کر دوں کہ تیرے اپنے ہیں
کون؟ تاکہ صفحہ روزگار پر مہر لگا دوں تاکہ تیرے اپنوں کے حلقے سے
تیرے اپنے نکلنے نہ پائیں اور دوسرے آنے نہ پائیں......''

کہہ کر میرے اللہ نے یہ اعلان کر دیا کہ

''اے میرے حبیبؐ! تو اعلان کر دے' تم اپنے بیٹوں کو لاؤ ہم اپنے
بیٹوں کو لاتے ہیں' تم اپنی بیٹیوں کو لاؤ ہم اپنی بیٹیوں کو لاتے ہیں۔ تم
اپنی جانوں کو لاؤ ہم اپنی جانوں کو لاتے ہیں۔''

میدان مباہلہ...... پھر مباہلہ کر لیتے ہیں۔ اب مباہلہ کرنے کے بعد مستقل قرار
ے دیں گے کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہو۔ (باآواز بلند صلواۃ!)

اچھا! رسولؐ کا اپنا بیٹا تو تھا کوئی نہیں دو بیٹے ہوئے اللہ نے اٹھا لئے اور ظاہر ہے
مرید بھی پیر کے بیٹے ہوتے ہیں۔ تو ذہنوں میں یہی خیال آیا کہ رسولؐ کا اپنا بیٹا تو ہے
ئی نہیں' ہم مرید ہیں پیغمبر اکرمؐ کے! ہم ہی میں سے کسی کو اپنا بیٹا بنا کر لے جائیں گے۔
ے دھوئے' تیاریاں کیں' یہ ۲۴ ذی الحجہ کا واقعہ ہے' ماشاء اللہ بن سنور کر مسجد میں آ کر بیٹھ
ہ کہ ہو نہ ہو ہم ہی میں سے کسی کو پیغمبر لے جائیں۔ مگر پیغمبر اکرمؐ نے آ کر دیکھا تو کہنے
:

''ماشاء اللہ! بڑے موہنے لگ رہے ہو' بہت اچھے ہو۔''

ہ کر آواز دی:

''حسنؑ بیٹا ادھر آؤ۔''

حسنؑ کو انگلی تھما دی' حسینؑ کو گود میں اٹھا لیا اور یہ ایسا واقعہ ہے کہ اس میں کسی
سنی کو اختلاف نہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی قرآن مجید کے حاشیے پر یہ لکھا کہ

(ایک صلواۃ پڑھیں باآواز بلند!)

توجہ ہے صاحبان!

تو اب میں تمہیں کوثر و تسنیم پر بیٹھے ہوئے اپنے استادِ محترم کا ایک جملہ سنا
دوں...... یہ انہی کی اداتھی اور انہی کو آتا تھا اور وہی یہ کہہ سکتے تھے:

''لوگ مدینے میں ماشاء اللہ نہائے دھوئے بیٹھے ہیں۔''

رسولؐ نے فرمایا:

''حسنؑ تم آؤ۔''

اور حسینؑ کو اٹھا لیا اور یہ کہہ کر چل دیئے:

''اچھا اب ہم جا رہے ہیں۔''

مدینہ والوں نے عرض کیا:

''سرکارؐ! یہ جو ہم نہا دھو کر بیٹھے ہیں......!''

فرمایا:

''سنو! یہ جنہیں لے کر جا رہا ہوں' یہ ہیں میرے ابنائنا۔''

انہوں نے کہا:

''اگر یہی آپ کے ابنائنا ہیں تو ہم؟''

فرمایا:

''تم اب نہ آنا...... تم یہیں بیٹھے رہو۔'' (صلواۃ)

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

اب ہر شیعہ' سنی مورخ نے لکھا کہ پیغمبر اکرمؐ نے اپنا بیٹا کس کس کو بنایا؟ جناب
امیرالمومنینؑ سے فرمایا:

Presented by www.ziaraat.com

"اپنے بیٹے مجھے دے دو۔"

اور قدرت نے ابنائنا کہہ کر حسنینؑ کو پیغمبرؐ کا بیٹا بنا دیا۔" (صلواۃ)

کیوں بھئی!

جب سب شیعہ سنی نے لکھا کہ پیغمبرؐ نے علیؑ سے کہا کہ اپنے بیٹے مجھے دے دو تا کہ میں انہیں اپنے بیٹے بنا کر لے جاؤں۔ اب اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں بھی ایک قلندرانہ بات کرلوں کہ وہ خاتم النبینؐ جو ہر بدعت کا خاتمہ کر چکا تھا جب بوقت ضرورت علیؑ سے اپنے لئے بیٹے مانگ سکتا ہے تو اس کے غلام اگر علیؑ سے بیٹے مانگ لیں تو بدعت کیسے؟......(نعرۂ حیدریؑ ......ذرا مل کر صلواۃ پڑھ لیجئے!)

سبحان اللہ! حالانکہ

ابنانا و ابناکم

"لاؤ تم اپنے بیٹوں کو لائیں گے ہم اپنے بیٹوں کو!"

ابنانا جمع کا لفظ ہے اور زبان عربی کا اصول ہے کہ جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ ایک ہو تو واحد دو ہوں تو تثنیہ اور اگر تین یا تین سے زیادہ ہوں تو جمع...... ورنہ ہر زبان میں واحد ایک اور جمع دو۔ دو سے جمع شروع ہو جاتی ہے جب کہ عربی زبان میں اور صغیر کی ایک اور زبان سنسکرت میں جمع کا اطلاق تین پر ہوتا ہے......اب جھوٹوں پہ ڈالنے جا رہے ہیں لعنت! صیغہ ہے جمع کا! اپنے بیٹوں کو لاؤ یہ جو پورا مدینہ بیٹوں سے بھرا ہوا تھا تو پیغمبرؐ دو ہی بیٹوں کو کیونکر لے کر گئے؟

...ئی!

اتنے بچے ہیں کسی اور کو بھی ساتھ لے لیتے۔ چلو پیغمبرؐ نہیں لے کر گئے تو ماں باپ ہی کہہ دیتے جنابؐ! ہمارے بھی تو بچے ہیں انہی کو لے جائیے۔ مگر ان کا ضمیر یہ سمجھ رہا

کہ چونکہ جھوٹوں کے مقابلے پر جا رہے ہیں لہٰذا بچے بہت ہیں لیکن سچے صرف دو......اس لئے کہ سچا بچہ صرف وہی ہوگا کہ جس نے کھیل کود میں بھی کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔

توجہ فرمائیے!......

اپنے بیٹوں کو لائیے ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں۔ چنانچہ بلا اختلاف فرقہ و مذہب ہر ایک نے لکھا کہ صرف دو گئے یعنی حسنینؑ ہی ساتھ گئے۔

اب لفظ نساء جو ہے اس کا لفظی ترجمہ بھی دو عورتیں ہیں۔ گویا یہ بھی جمع کے لئے ہے لیکن یہاں

Presented by www.ziaraat.com

ترجمہ ہے دو بیٹیاں۔ کیونکہ معنی و بیان کا اصول یہ ہے کہ جب متعلقہ لفظ بدلتا تو معنی بھی بدل جاتا ہے۔ نساء کا ترجمہ دو عورتیں ہیں' بشرطیکہ یہ رجال کے مقابلے میں آئیں' جیسے "نساء من الرجال رُجال من النساء"۔ قرآن مجید میں آتا ہے مرد اور عورت۔ (توجہ ہے یا نہیں!) لیکن اگر "ابنا" کے مقابلے میں آئے تو معنی بدل جاتے ہیں۔ اردو میں بھی ایسے کتنے ہی لفظ ہیں جن کے معنی بدل جاتے ہیں' مثلاً میاں بیوی۔ اب یہاں میاں کے معنی شوہر کے ہیں' مثلاً میں نے کہا' یہ باغ ہے' جس کا بھی ہے' اس میں سے دو آم توڑ لاؤ۔ مالی نے کہا' سائیں! تر کہ تو آپ کا اپنا ہے' ذرا میاں صاحب آ جائیں۔ اب یہاں میاں کے کیا معنی؟...... مالک کے۔ ہمارے سرگودھا اور جھنگ میں جو امام جمعہ اور جماعت پڑھاتا ہے وہ اگرچہ مسجد کا امام ہے لیکن لوگ اسے میاں جی کہتے ہیں اور اگر پورا خاندان کام کرتا رہے تو لوگ انہیں میانے کہتے ہیں۔ اب دیکھیں نا! یہ تو میں آپ سے روزمرہ کی باتیں کر رہا ہوں...... تو اگر میاں کے معنی ہر جگہ شوہر کے ہوں تو جو جماعت کروا رہے ہیں وہ تو ہو گئے میاں' تو جو پیچھے کھڑے ہیں آپ انہیں کیا کہیں گے؟ اگر ہر جگہ پر میاں کے معنی شوہر کے ہیں تو پھر اللہ میاں کے کیا معنی ہیں؟ یاد رکھئے! جہاں متعلقہ لفظ بدلتا ہے وہاں معنی بدل جاتے ہیں۔ "نساء" کا ترجمہ دو عورتیں ہیں' بشرطیکہ یہ رجال کے مقابلے میں ہوں اور جب "ابنا" کے ساتھ "نساء" کا لفظ آئے گا تو ترجمہ ہو گا دو بیٹیاں۔

قرآن مجید نے فرعون کے تذکرے میں کہا' وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کر دیتا تھا اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا اور اب وہاں لفظ "نساء" بیٹوں کے معنی میں آیا ہے' "ابنا" کے مقابلے میں......

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

یاد رکھئے گا یہاں پر بھی چونکہ "ابنا" کے ساتھ آ رہا ہے' اس لئے ترجمہ ہے بیٹیاں۔ رسولؐ ڈالنے جا رہے ہیں جھوٹوں پر لعنت...... چنانچہ سب نے لکھا کہ بیٹی گئی تو ایک'

ہے یعنی دو بیٹیاں۔ فرض کریں کہ اگر ہیں چار اور گئی ایک تو جھوٹ تو وہیں ثابت ...ری بات پر غور ہے یا نہیں!) ہے جمع کا صیغہ' لیکن گئی ایک بیٹی۔ اسی لئے تو ہم ... اگر آج نہیں تو پھر بالکل نہیں اور ماشاء اللہ اتنے جانثار ہیں لیکن کوئی پیغمبرؐ کی ...ر نہیں جا سکا۔ جانِ پیغمبرؐ بن کر اگر کوئی گیا تو وہ ہے صرف اور صرف ایک علیؑ ....ی کسی کو کوئی اختلاف نہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے اتنی احتیاط ...نکہ جھوٹوں پر لعنت کرنے جا رہے تھے' اس لئے جس ترتیب سے آیت نازل ہوئی ...ب سے نکلے۔ "ابنانا" پہلے آیا تو حسنین کو آگے رکھا' پھر ہے "نسأنا" تو ...رکھا' پھر ہے "انفسنا" تو سب سے آخر میں مولا علیؑ کو رکھا' حالانکہ سب سے ...ہے' میدان مباہلہ۔ یہ جو خیبر' خندق وغیرہ کی جنگیں ہیں' ان کو میں مباہلہ کے ...جھتا' اس لئے کہ ان کو تو شعراء نے بھی ان الفاظ میں پیش کیا۔

خیبر میں قتل مرحب' بھلا کوئی قتل تھا
پھینکا تھا ذوالفقار کا صدقہ اتار کے

...یا نہیں!

...ل میدان جنگ وہ ہوتا ہے جہاں نظریات کی ٹکر ہو' جہاں دو روحانیتیں آپس ...یں۔ تو وہ صرف ایک میدان تھا جس کو مباہلہ کہا جاتا ہے۔ ادھر سے کرسچین تھے اور ...ے سرکار دو عالمؐ تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تین میں ہے اور تین ایک میں ہیں' یعنی ایک ...ن تین ایک میں...... عیسیٰؑ' مریمؑ' روح القدس اور یہاں قرآن کی آیت اتر آئی:

قل ھو اللہ احد

"میرے حبیبؐ! ان سے کہہ دے کہ اللہ احد ہے۔"

گویا اللہ کے "احد" ہونے کے عیسائی قائل نہیں تھے اور لفظ "احد" میں اس لئے ...ہوں کہ اردو زبان میں لفظ احد کا ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ اگر میں اس کا ترجمہ "ایک"

Presented by www.ziaraat.com

ترجمہ ہے دو بیٹیاں۔ کیونکہ معنی و بیان کا اصول یہ ہے کہ جب متعلقہ لفظ بدلتا تو معنی بھی بدل جاتا ہے۔ نساء کا ترجمہ دو عورتیں ہیں' بشرطیکہ یہ رجال کے مقابلے میں آئیں' جیسے "نســـاء مــن الـرجــال دُجــال من النســاء"۔ قرآن مجید میں آتا ہے مرد اور عورت۔ (توجہ ہے یا نہیں!) لیکن اگر "ابنــا" کے مقابلے میں آئے تو معنی بدل جاتے ہیں۔ اردو میں بھی ایسے کتنے ہی لفظ ہیں جن کے معنی بدل جاتے ہیں' مثلاً میاں بیوی۔ اب یہاں میاں کے معنی شوہر کے ہیں' مثلاً میں نے کہا' یہ باغ ہے' جس کا بھی ہے' اس میں سے دو آم توڑ لاؤ۔ مالی نے کہا' سائیں! ترکہ تو آپ کا اپنا ہے' ذرا میاں صاحب آ جائیں۔ اب یہاں میاں کے کیا معنی؟...... مالک کے۔ ہمارے سرگودھا اور جھنگ میں جو امام جمعہ اور جماعت پڑھاتا ہے وہ اگرچہ مسجد کا امام ہے لیکن لوگ اسے میاں جی کہتے ہیں اور اگر پورا خاندان کام کرتا رہے تو لوگ انہیں میانے کہتے ہیں۔ اب دیکھیں نا! یہ تو میں آپ سے روزمرہ کی باتیں کر رہا ہوں...... تو اگر میاں کے معنی ہر جگہ شوہر کے ہوں تو جو جماعت کروا رہے ہیں وہ تو ہو گئے میاں' تو جو پیچھے کھڑے ہیں آپ انہیں کیا کہیں گے؟ اگر ہر جگہ پر میاں کے معنی شوہر کے ہیں تو پھر اللہ میاں کے کیا معنی ہیں؟ یاد رکھئے! جہاں متعلقہ لفظ بدلتا ہے وہاں معنی بدل جاتے ہیں۔ "نساء" کا ترجمہ دو عورتیں ہیں' بشرطیکہ یہ رجال کے مقابلے میں ہوں اور جب "ابنا" کے ساتھ "نساء" کا لفظ آئے گا تو ترجمہ ہوگا دو بیٹیاں۔

قرآن مجید نے فرعون کے تذکرے میں کہا' وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کر دیتا تھا اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا اور اب وہاں لفظ "نســـاء" بیٹوں کے معنی میں آیا ہے' "ابنا" کے مقابلے میں......

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

یاد رکھئے گا یہاں پر بھی چونکہ "ابنـــا" کے ساتھ آ رہا ہے' اس لئے ترجمہ ہے بیٹیاں۔ رسولؐ ڈالنے جا رہے ہیں جھوٹوں پر لعنت...... چنانچہ سب نے لکھا کہ بیٹی گئی تو ایک'

لفظ جمع کا ہے یعنی دو بیٹیاں۔ فرض کریں کہ اگر ہیں چار اور گئی ایک تو جھوٹ تو وہیں ثابت ہو گیا۔ (میری بات پر غور ہے یا نہیں!) ہے جمع کا صیغہ' لیکن گئی ایک بیٹی۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر آج نہیں تو پھر بالکل نہیں اور ماشاء اللہ اتنے جانثار ہیں لیکن کوئی پیغمبرؐ کی جان بن کر نہیں جا سکا۔ جانِ پیغمبرؐ بن کر اگر کوئی گیا تو وہ ہے صرف اور صرف ایک علیؑ ......

اس میں بھی کسی کو کوئی اختلاف نہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے اتنی احتیاط برتی کہ چونکہ جھوٹوں پر لعنت کرنے جا رہے تھے' اس لئے جس ترتیب سے آیت نازل ہوئی تھی اسی ترتیب سے نکلے۔ "ابنـانـا" پہلے آیا تو حسنینؑ کو آگے رکھا' پھر ہے "نسـانـا" تو سیدہؑ کو پیچھے رکھا' پھر ہے "انفسنا" تو سب سے آخر میں مولا علیؑ کو رکھا' حالانکہ سب سے بڑا میدان ہے' میدان مباہلہ۔ یہ جو خیبر' خندق وغیرہ کی جنگیں ہیں' ان کو میں مباہلہ کے مقابل نہیں سمجھتا' اس لئے کہ ان کو تو شعراء نے بھی ان الفاظ میں پیش کیا۔

خیبر میں قتل مرحب' بھلا کوئی قتل تھا
پھینکا تھا ذوالفقار کا صدقہ اتار کے

توجہ ہے یا نہیں!

اصل میدان جنگ وہ ہوتا ہے جہاں نظریات کی ٹکر ہو' جہاں دو روحانیتیں آپس میں ٹکرائیں۔ تو وہ صرف ایک میدان تھا جس کو مباہلہ کہا جاتا ہے۔ ادھر سے کرسچین تھے اور ادھر سے سرکار دو عالمؐ تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تین میں ہے اور تین ایک میں ہیں' یعنی ایک تین میں' تین ایک میں...... عیسیٰؑ' مریمؑ' روح القدس اور یہاں قرآن کی آیت اتر آئی:

قل ھو اللہ احد

"میرے حبیبؐ! ان سے کہہ دے کہ اللہ احد ہے۔"

گویا اللہ کے "احد" ہونے کے عیسائی قائل نہیں تھے اور لفظ "احد" میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اردو زبان میں لفظ احد کا ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ اگر میں اس کا ترجمہ "ایک"

Presented by www.ziaraat.com

کروں تو کوئی ترجمہ نہیں بنتا اس کا۔ اس لئے کہ ایک اسے کہتے ہیں کہ جو دو نصف (Half)
کے ملنے سے بنتا ہے اور اللہ اس کا ہرگز نہیں کہ دو "Half" "Half" ملے اور ایک ہو گیا یا دو کو
اکٹھا کریں تو ایک بنتا ہے' تو اللہ نہ دو کا آدھا ہے اور نہ دو آدھوں کا مجموعہ ہے۔ پھر میں کیسے
ترجمہ کر دوں احد کا ایک......! اس لئے معصومؑ نے ارشاد فرمایا:

''احد کی تعریف کیا؟ وہ ایسا احد ہے کہ بغیر عدد کے احد
ہے۔''(صلواۃ)

سامعین!

اعداد کہتے ہیں کسی چیز کو تقسیم کر دینا...... اعداد کا مطلب ہے شمار کرنا' جب چیز
بہت ساری ہوگی تو شمار میں آ جائے گی۔ تو معصومؑ فرماتے ہیں کہ ایسا احد جو نا قابل تقسیم ہے
وہ ایسی اکائی کا نام ہے جو تقسیم نہ ہو سکے' یعنی اللہ اور اس کے مقابلے میں ایک اور لفظ ہے
واحد۔ واحد اس ایک کو کہتے ہیں جو تقسیم ہو جاتا ہے۔ (توجہ کیجئے گا!) جو تقسیم ہو جاتا ہے اور
یہی وجہ ہے کہ جب لفظ ''وحدہٗ'' آتا ہے تو اس کے ساتھ ایک لفظ کا اضافہ کرنا پڑتا ہے' یعنی
''وحدہٗ لاشریک''۔ (میری بات پر غور ہے صاحبان!) گویا واحد اس ایک کو کہتے ہیں جو دو کا
مجموعہ ہو یا دو کا آدھا ہو' جو تقسیم ہو جائے اسے کہتے ہیں واحد اور جو نا قابل تقسیم ہو اس اکائی
کو کہتے ہیں احد۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ رب العزت نے اپنا تعارف کروایا تو فرمایا:

قل ھو اللہ احد

اور جب نبیؐ نے اپنا تعارف کروایا تو فرمایا:

انا و علی من نور واحد

(نعرۂ حیدری مل کے صلواۃ پڑھیں با آواز بلند)

دوستو!

میری باتوں سے گھبرا تو نہیں رہے' میری کوشش یہ ہی ہوگی کہ متواتر دس دن میں'
میں آپ کو ایمان کے چشمے تک نسیم کی حیثیت سے اس طرح پہنچا دوں کہ خاروں سے دامن
تار تار نہ ہو جائے۔ (صلواۃ)

عزیزانِ محترم و بزرگانِ گرامی!

میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تین دن تک بحث ہوتی رہی کہ خدا ایک ہے
مومنین! اور یہ پوری سورت ''قل ھو اللہ'' پیغمبر اکرمؐ نے سنا دی' لیکن تین دن تک ان پر آیات
قرآنی اور سورۂ توحید کا کچھ اثر نہ ہوا تو اللہ کو کہنا پڑا' اب بھی علم آ جانے کے بعد بھی' اگر کوئی
کج بحثی سے کام لے تو اس سے کہہ دو' تم اپنے بیٹوں کو لاؤ' ہم اپنے بیٹوں کو لائیں گے' تم
اپنی بیٹیوں کو لاؤ ہم اپنی بیٹیوں کو لاتے ہیں' تم اپنی جانوں کو لاؤ ہم اپنی جانوں کو لاتے ہیں
اور مستقل قرار دے دیں گے کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن
نے یہ کلیہ بتا دیا کہ اگر آیات قرآنی سے مسئلہ حل نہ ہو اور تلاوت قرآن سے کام نہ چلے تو
پھر قرآن اسے لعنت سے حل کرتا ہے۔ (نعرۂ تکبیر' نعرۂ رسالت' نعرۂ حیدر)

جھوٹوں پر خدا کی لعنت...... گئے تھے کل پانچ' حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ سرکار دو
عالمؐ جب دیکھ رہے تھے کہ یہ بڑے بڑے بڑے نصاریٰ' بڑے بڑے راہب' بڑے بڑے زاہد جن
کے تقویٰ و تقدس کی دھوم تھی۔ یہ ریشمی لباس پہنے ہوئے' سونے چاندی کی صلیبیں لٹکائے
ہوئے' ریشمی خیمے' چاندی سونے کے کیلوں کے شہر زمین پر نصب ہیں۔ (توجہ چاہتا ہوں) اور
پیغمبرؐ جا رہے ہیں ایسے عالم میں کہ ایک نواسے کو گود میں لیا ہوا ہے اور ایک کو انگلی تھمائی ہوئی
ہے اور چلے جا رہے ہیں۔ یارسول اللہؐ! ماں باپ بھی تو ہمراہ ہیں' ان کے بیٹوں کو ان کے
[illegible] کیجئے۔ جیسے وہ آ رہے ہیں (نصاریٰ) تو آپؐ بھی [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

جائیے..... مگر پیغمبرؐ کی نگاہیں دیکھ رہی تھیں، پیغمبرؐ سمجھ رہے تھے کہ اگر میں نے بچوں کو ماں باپ کے حوالے کیا تو آنے والا متعصب مورخ یہ کہے گا کہ میدانِ مباہلہ میں بچوں کا جانا کوئی امر کمال نہیں۔ بچوں کی فطرت ہے کہ جہاں ماں باپ جائیں، بچے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ماں کے حوالے کروں گا نہ باپ کے، ایک کو گود میں اٹھاؤں گا اور ایک کو انگلی پکڑا کر لے جاؤں گا، تاکہ صفحہ ہستی پر یہ لکھ جاؤں کہ یہ جھوٹوں کے مقابلے میں بحکم خدا لائے گئے ہیں، ماں باپ کے ساتھ نہیں آئے۔ (نعرۂ حیدری)

سامعین!

عجیب بات ہے کہ وہ شیر خداؑ، میرا مولاؑ جو ہر میدان میں ہمیشہ آگے آگے نظر آیا۔ آپ ہی بتا دیجئے! دعوت ذوالعشیرہ سے چلئے، ہر جگہ میرا مولاؑ آگے آگے ہے۔ بدر میں علیؑ آگے، احد میں علیؑ، خیبر میں علیؑ آگے، خندق میں علیؑ آگے، حنین میں علیؑ آگے۔ جتنی جنگیں گزری ہیں کچھ میں نے گنا دیں، کچھ آپ یاد کر لیں، ہر جگہ علیؑ آگے اور آج جو سب سے بڑا میدان ہے اس میں علیؑ سب سے پیچھے اس لئے ہیں کہ خداوند عالم یہ دیکھ رہا تھا اور پیغمبرؐ کی نگاہیں بھی یہ دیکھ رہی تھیں کہ اگر علیؑ کو میں نے آج آگے رکھا تو آنے والا مورخ لکھ جائے گا کہ کیسے شکست نہ مانتے بیچارے راہب، رسولؐ نے علیؑ جیسا پرہیبت جرنیل جو آگے رکھا ہوا تھا، لہٰذا جو سب سے آگے رہا اسے سب سے پیچھے لے کر جاؤں گا۔ ایک تو آیت کی عملی تفسیر ہو جائے گی اور دوسرے میں صفحہ روزگار پر یہ بھی لکھ جاؤں کہ میدانِ مباہلہ علیؑ کے رعب نے فتح نہیں کیا، بلکہ بچوں کی صداقت نے فتح کیا ہے۔ (نعرۂ حیدری)

اب جیسے ہی بچوں پر ان راہبوں کی نظر پڑی تو انہوں نے بچوں کے بارے میں کہا، ہم ایسے چہرے دیکھ رہے ہیں، ایسا نور دیکھ رہے ہیں ان چہروں پر کہ اگر یہ اشارہ کریں تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں، لہٰذا ان سے مباہلہ نہ کرنا اور یہ کہہ کر جتنے بھی نصاریٰ تھے، پیچھے ہٹ گئے۔ تو آپ فرما دیجئے! اور میں تمام مورخین سے بھی پوچھنا چاہوں گا کہ اس

قرآن میں جھوٹے کون نکلے، نصاریٰ..... (توجہ ہے یا نہیں!) اور سچے کون نکلے، یہ پانچ!..... تو خدا نے کیا کہا:

"اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ"

تو سچے نکلے یہ پانچ اور نصاریٰ نکلے جھوٹے اور قرآن مجید میں ہے کہ ہم جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں گے۔ (ٹھیک ہے نا!) میں پورے عالم اسلام سے پوچھتا ہوں کہ قرآن کی روشنی میں نصاریٰ جھوٹے نکلے، مگر اسلام کا کوئی فرقہ جو ان پر لعنت بھیجتا ہو۔ بتائیے! کوئی لعنت بھیجتا ہے نصاریٰ پر!..... حالانکہ جب وہ جھوٹے نکلے تو قرآن مجید میں تھا۔

جھوٹوں پر خدا کی لعنت نازل ہو، تو پھر جب وہ جھوٹے نکلے تو پھر لعنت کیوں نہیں کرتے؟ کیوں نہیں ہر فرقہ اسلام لعنت کرتا؟ صرف اس لئے کہ انہوں نے ان سے مقابلہ کرنے سے انکار کر دیا۔ (توجہ ہے یا نہیں!) وہ ان پانچوں کے مقابلے میں آنے سے ہٹ گئے۔ بس یاد رکھئے! جوان بچوں کے مقابلے میں آنے سے ہٹ گیا، وہ سمجھو کہ لعنت سے بچ گیا اور جو بدبخت ڈٹ گیا..... (وہ لعنتی ہے..... صلواۃ)

توجہ ہے میرے معزز سامعین!

یاد رکھئے گا کہ جہاں لفظ اپنا آتا ہے، وہ مرکز محبت ہو جاتا ہے اور پیغمبرؐ نے ان پانچوں کے ساتھ لفظ اپنا لگا کے بتایا کہ میری محبت کے مرکز کو پہچانو۔ یہ میرے بیٹے ہیں حسنؑ اور حسینؑ۔ اور دوستانِ محترم! بس آج کا بیان میں یہیں پر سمیٹتا ہوں۔ دکھ ہے تو اسی بات کا، تکلیف ہے تو اسی بات کی کہ ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ محبت فطری چیز یعنی اگر آپ کے بیٹے کا بیٹا ہو گیا، بیٹی کا بیٹا ہو گیا تو آپ یقین فرمائیے کہ اپنے بیٹے سے بھی اس سے زیادہ محبت ہو جائے گی، اس لئے کہ بیٹا صرف اپنا ہے اور وہ اپنے کا اپنا ہے..... (توجہ ہے یا نہیں!) محبت جب اپنے کے اپنے تک پہنچتی ہے تو اس کے اندر عجیب و غریب کیف پیدا ہو [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

ہمارے رسولؐ!!! تو ہمارے رسولؐ کہنے کا لطف صرف وہی لے سکتا ہے جو ہمارے کے ہمارے سے بھی محبت کرے۔

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

اور جنہیں رسولؐ اپنا کہے...... ! کیا محبت کا یہی تقاضا تھا کہ دونوں کی قسمت میں تیر لکھ دیئے گئے۔ جو بڑا اپنا تھا اس کی قسمت میں بھی تیر اور جو چھوٹا اپنا تھا' اس کی قسمت میں بھی تیر! فرق صرف اتنا تھا نا کہ ایک کے جنازے پر تیر تھے اور دوسرے کا جنازہ تیروں پر تھا۔ میرا بارہواں امامؑ ارشاد فرماتا ہے:

> ''میرا سلام ہو اس جدِ مظلومؑ پر' جو زین پر تھا نہ زمین پر' تیروں پر جنازہ معلق ہو گیا تھا۔''

عزیزانِ محترم!

لیکن خدا کی قسم! جنہوں نے انہیں رسولؐ کا اپنا سمجھا ایسے ایسے چاہنے والے بھی تھے' ایسے ایسے محبت کرنے والے بھی تھے کہ جن کی تازہ تازہ شادی ہوئی تھی۔ تازہ تازہ شادی! ہاتھوں میں اسی طرح مہندی لگی ہوئی تھی اور دلہن بھی ساتھ' اس کے ہاتھوں پہ بھی اسی طرح مہندی۔ لیکن چلتے چلتے جب جنگل میں سیاہ رنگ کے خیمے دیکھے تو ایک دم کہا' یہ کس کے خیمے ہیں! بے آب و گیاہ میدان میں آن ٹھہرا ہوا ہے۔ پتہ تو کریں ذرا! دونوں میاں بیوی وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ نواسہ رسولؐ ہیں' وطن چھوٹ گیا' ناناؐ کا مزار چھوٹ گیا' ماں کی قبر چھوٹ گئی اور اب جنگل میں آ کر ڈیرے لگا دیئے۔ تو وہ دولہا اپنی تازہ بیاہی ہوئی دلہن سے کہتا ہے' آ! میں تجھے واپس تیرے میکے نہ چھوڑ آؤں کہ میں اب نواسہ رسولؐ کے قدموں سے الگ نہیں ہو سکتا اور وہ جواب میں کیا کہتی ہے؟ سنو دوستو! دلہن کہہ رہی ہے' یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم تو نواسہ رسولؐ کی خدمت میں رہو اور میں جنگل میں نبی زادیوںؑ کو اکیلا چھوڑ

کر چلی جاؤں...... خدا کی قسم! جن کے دلوں میں محبت رسولؐ تھی' انہوں نے محبت کا حق ادا کیا۔ حتیٰ کہ سرکار سید الشہداءؑ نے دولہا کی ماں سے فرمایا' تم دولہا اور دلہن کو لے کر چلی جاؤ۔ تو اس نے کہا' آپؑ صحیح کہتے ہیں' میں چلی جاتی ہوں لیکن صرف اتنا بتا دیں کہ قیامت کے دن آپؑ کی ماں مجھ سے پوچھ بیٹھی کہ میری اولاد کو کہاں چھوڑ کر چلی گئی تھی' تو میں کیا جواب دوں گی؟ بس اتنا بتلا دیں مجھے!

عزیزانِ محترم!

یہ وہ تھے کہ جن کے دل میں رسولؐ کے اپنوں کی محبت تھی اور خدا کی قسم! یہی دولہا جب میدان میں گیا ہے تو ظالموں نے اس کا سر قلم کیا اور سر قلم کرنے کے بعد وہ سر خیموں میں پھینکا۔ جب وہ سر اس کی ماں کے سامنے آ کر گرا تو خدارا! بتایئے کہ ماں کا کیا حال ہونا چاہئے تھا؟ مگر کہاں ایسی مائیں پیدا ہوں گی جو کربلا میں رب العزت نے پیدا کر دی تھیں۔ خدا کی قسم! اس ماں نے اپنے بیٹے کے سر سے دو تین افراد کو مار مار کر جہنم واصل کر دیا۔ اس نے کہا کہ میرے بیٹے کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں کہ اگر نبیؐ زادیاں اور فاطمہؑ کا لال' اس طرح جنگل بیابان میں پریشان ہو۔

عزیزانِ محترم' بزرگانِ گرامی!

اسی طریقے سے کیسے کیسے قدردان تھے کہ جن کے دل میں پیغمبرؐ کی محبت تھی......
زہیر قین کا ایک بھائی تھا' علی ابن قین' وہ بھی پہنچ گیا وہاں' اس کی دلہن بھی اس کے ساتھ تھی۔ ہاتھوں میں اس کے بھی مہندی لگی ہوئی مگر خدا کی قسم محبت کا حق ادا کر دیا۔ مولا حسینؑ نے کہا' علی ابن قین! تمہاری نئی نئی شادی ہوئی ہے' تم چلے جاؤ۔ کانپتے ہوئے جواب میں کہتا ہے مولاؑ !!...... کیا آپؑ مجھے حکم دے رہے ہیں یا مشورہ؟ اگر حکم دے رہے ہیں تب تو تعمیل حکم مجھ پر واجب ہے اور اگر مشورہ [illegible] تو مولاؑ [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

یرے قدموں سے جدا نہیں ہوں گا۔ کہا' اچھا چل پھر اس طرح کر یہ تو تیری بیوی ہے' یہ نئی
ویلی دلہن بنی ہے' ساتھ ہی تو اس کا گاؤں ہے' اس کو وہاں میکے چھوڑ آ۔ چنانچہ وہ گیا اور اپنی
یوی سے باتیں کیں' آ! تجھے میں تیرے میکے چھوڑ آؤں۔ اس نے کہا' تو کیا کرے گا؟ علی
ن قین نے کہا' میں نواسہ رسولؐ کے قدموں پر جان دوں گا۔ یہ سننا تھا کہ وہ دلہن دوڑی'
نہزادی زینبؑ کا جو خیمہ تھا اس کے دروازے پر ایک لکڑی لگی ہوئی تھی' دلہن دوڑی' اس نے
پنا ماتھا لکڑی پر دے مارا' ماتھا پھٹ گیا۔ اس کا پورا بدن لہو لہان ہو گیا اور جیسے ہی نبی
رادیوںؑ کو پتہ چلا' شہزادیاں دوڑیں اور اس سے کہا' دلہن یہ تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا' مجھ
سے نہ پوچھو' یہ علی ابن قین سے پوچھو۔ کیا اس نے مجھے اتنا ہی گرا ہوا سمجھا ہے کہ وہ رسول
رادےؑ کی خدمت کرے اور میں آپؑ کا دامن چھوڑ کر اپنے میکے چلی جاؤں......

حاضرین!

یہ تھے وہ لوگ کہ جنہوں نے محبت کا حق ادا کیا۔

عزیزو!

خدا شاہد ہے' کیسے کیسے' کیسے محبت کرنے والے تھے۔ میں کہتا ہوں یہ زیادتی ہوگی
کہ اگر میں ایک اور عاشق کا تذکرہ نہ کرتا چلوں۔ وہ عاشق ایسا تھا جو باہر نہیں تھا' قید میں تھا'
نگر حسینؑ کے عشق میں اس کا دل معمور تھا' نام اس کا مختار تھا۔ وہ بیچارہ قید میں تھا اور اسے
کچھ بھی علم نہیں کہ کیا ہوا اور کیا نہیں ہوا۔ کاروانِ آلِ محمدؐ جب ایک ملعون کے دربار میں کھڑا
تھا اور سرکار سید الساجدینؑ تھر تھر کانپ رہے تھے تو اس نے مزید دل دکھانے کے لئے کہا' ان
کا تماشا دکھانے کے لئے ان کا جو ایک بہت بڑا محب اور عاشق مختار ہے' اس کو زنداں سے
لاؤ۔ جب مختار کا نام آیا تو علیؑ کی بیٹیوں کے دل گھٹنے لگے۔ ہائے! ہمارا مختار ہمیں اس طرح
زنداں میں بلکہ دربار میں ہو بہو منہ سے دیکھ لے گا۔ یہ سوچ کر جلدی سے شہزادیؑ نے بی بی فضہؑ

کے پیچھے سر چھپایا' بی بی ام کلثومؑ نے ان کے پیچھے سر چھپایا۔ ساریاں شہزادیاں ایک
دوسرے کے پیچھے چھپنے لگ گئیں اور جو ساڑھے تین سال کی شہزادی تھی' اس نے جلدی سے
دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے کہ ہمیں چچا مختار اس طریقے سے دیکھ نہ پائے۔ مختار کو
زنجیروں میں جکڑا ہوا لایا گیا' مگر مختار ابن زیاد سے منہ موڑ کے کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگے' مختار
امیر کو سلام کر۔ مختار نے کہا' بکواس نہ کر' یہ میرا امیر نہیں ہے۔ اس نے کہا' تیرا امیر کون ہے؟
وہ چونکہ جیل سے آ رہا تھا' چنانچہ کہا' میرا امیر تو کہیں آرام کر رہا ہوگا' اللہ مجھے اس کی زیارت
کروائے گا۔ اتنے میں ابن زیاد نے یہ کہا کہ جس امیر سے تو اتنی محبت کا اظہار کر رہا ہے' اگر
میں اسے تمہیں یہیں ملا دوں تو بول مجھے کیا انعام دے گا؟ مختار نے انگڑائی لی تو ہتھکڑیاں
کھل گئیں' سپاہی کی تلوار پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا' خبردار! تو یہ کیا کہہ رہا ہے؟ تیرے نجس دربار
میں میرا معصوم امامؑ کیسے آ سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ اگر میں یہیں ملا دوں تو......! مختار نے
کہا' اپنی نجس زبان کو روک' خبردار! میرے امیر کا نام ہرگز نہ لینا۔ اب یہ جملے سنتے ہی اس
نے اچانک طشت سے رومال ہٹا دیا' جیسے ہی مختار کی نظر مولاؑ کے سر پر پڑی' ایک دم کانپتی
ہوئی آواز سے کہنے لگا:

"السلام علیک یا بن فاطمة الزهراؑ! السلام علیک یا ابا
عبدالله الحسینؑ!

میرے شہنشاہ! اس عالم میں تو اس نجس دربار میں کیسے آ گیا؟ سپاہی سے تلوار
چھین کے حملہ کرنا چاہا تو دربار میں ہلچل مچ گئی' پیچھے سے بیڑیاں ہلیں' زنجیریں ہلیں' کسی نے
دامن کھینچا۔ مختار نے کہا' کون ہے؟ چھوڑ دے میرا دامن۔ ایک دم کانپتی ہوئی آواز آئی' چچا
مختار! جنگ نہ کرنا' پھوپھیاں میرے ساتھ ہیں۔

❀ ❀ ❀

Presented by www.ziaraat.com

مجلس سوئم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا اکراہ فی الدین قدتبین الرشد من الغی

حضراتِ محترم!

خداوند عالم آپ کے اس جذبہ عشق کو سلامت رکھے!

خدا بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ آپ کی اس عبادت کو قبول فرمائے اور اس کے صدقے میں' جس جس کی جو حاجتیں ہیں' جو تمنائیں ہیں بارگاہِ ایزدی میں منظور ہوں۔ بالخصوص برادر محترم محمد عباس قمی اور دیگر بیماروں کو خداوند کریم شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے...... تمام مومن قیدیوں کو قید سے رہائی نصیب ہو۔

اس وقت آپ سے نہایت ادب سے گزارش ہے کہ سلسلہ بیان آپ کے اذہان عالی میں یقیناً محفوظ ہوگا...... خداوند قدوس نے اپنے لطف و کرم سے ہمیں جو مولاؑ عطا فرمایا' جو مرشد دیا' جو پیر دیا' وہ معصوم عن الخطا عطا فرمایا' ایسی مظہر العجائب شخصیت سے نوازا' جو متضاد واقعات کا عامل ہے' کسی ایک شخص میں متضاد صفتیں جمع نہیں ہوتیں..... آج میرے

لئے گفتگو ذرا مشکل ہے کہ میرے استاد محترم مولانا عبدالغفور صاحب قبلہ جن سے میں نے جامعہ امامیہ لاہور میں عربی تعلیم حاصل کی تھی' میرے سامنے تشریف فرما ہیں۔ امام حسنؑ جیسا لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرنے والا امامؑ بھی جب دورانِ تقریر اپنے بزرگوں کی خوشبو سونگھ لیتا تھا تو اس کی زبان مقال بھی یہ پکار اٹھتی تھی...... میری زبان میں لکنت پیدا ہوگئی' شاید میرا آقا مجھے دیکھ رہا ہے۔ ظاہر ہے وہ تو امامِ معصومؑ تھے' پھر بھی فرما رہے ہیں کہ میری زبان میں لکنت پیدا ہوگئی' تو میرا تو ان سے کچھ تقابل ہی نہیں' وہ معصومؑ تھے علم لدنی کے حامل تھے' میں تو خاکی ہوں اور جاہل ہوں' نہ لعاب دہنِ رسالتؐ سے میری تربیت ہوئی' نہ خاتونِ جنتؑ کے شیر مبارک سے مجھے غذا ملی' نہ بابِ مدینۃ العلم کے سینے کا قرآن مجھے ورثے میں ملا' نہ حامل وحی کے گہوارۂ تربیت میں میری تربیت ہوئی۔ اندریں حالات ایک استاد کی موجودگی میں ایک شاگرد کیا بیان کر سکتا ہے' میں تو اگر انہیں کا پڑھایا ہوا سبق سنا دوں اور صحیح صحیح سنا دوں تو یہی میری شاگردی کی معراج ہوگی۔ (ایک صلواۃ پڑھیے باآواز بلند!)

بزرگانِ محترم!

میں گزارش کر رہا تھا کہ ہماری یہ مجلس چونکہ ہر قسم کے افراد پر مشتمل ہے' اس میں شیعہ بھائی بھی ہیں' برادرانِ اہل سنت بھی' ہر مکتبہ فکر کا آدمی یہاں بیٹھا ہے اور مجھے ہر ایک کے جذبات کا احساس کر کے گفتگو کرنا پڑتی ہے۔ میری کوشش یہ ہوگی کہ میں آپ سب کو اس طرح ایمان کے چمن تک لے جاؤں کہ خاروں سے دامن تار تار ہرگز نہ ہوں' جبکہ پھولوں سے جھولیاں بھرپور ہو جائیں...... جو بھی اس مجلس عزاء میں آ کر بیٹھتا ہے' وہ ہمارا مہمان ہوتا ہے' وہ حسینؑ ابن علیؑ کا مہمان ہوتا ہے اور حسینؑ ابن علیؑ تو اپنے قاتل کا بھی دل نہیں توڑتے۔ لہٰذا اگر علمی اعتبار سے گفتگو ذرا گہری ہو جائے تو چاہوں گا کہ آپ ذہنی طور پر میرے ہم سفر رہیں۔ میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ ایک انسان میں دو متضاد چیزیں بڑی مشکل سے اکٹھی ہوتی ہیں' نظر ہی نہیں آتیں۔ مثلاً ایک شخص ہے جو بہت بڑا عالم ہے' لیکن جتنا بڑا

Presented by www.ziaraat.com

عالم ہے اتنا بڑا پہلوان نہیں ہوگا۔ جبکہ ایک شخص بہت بڑا عابد ہے' لیکن جتنا بڑا وہ عابد ہے اتنا بڑا وہ سخی نہیں ہوگا' لیکن اللہ نے جس مولاؑ کا دامن ہمارے ہاتھوں میں دیا ہے وہ میدان علم میں خطیب منبر سلونی ہے تو میدان جنگ میں لافتیٰ نظر آتا ہے۔

ابن الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں میرے مولاؑ کے بارے میں ایک عجیب و غریب جملہ لکھا ہے' حالانکہ ابن الحدید شیعہ نہیں ہے' معتزلی ہے' مگر کہتا ہے' میں نے کائنات میں علیؑ ابن ابی طالبؑ کی شخصیت وہ واحد شخصیت دیکھی ہے کہ آج تک کسی مورخ کو پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کس حلیے کا انسان تھا؟ اس لئے کہ ہر طرح کا مورخ علیؑ آقا کی بارگاہ میں پہنچا' درِ دولت پر پہنچا تو پتہ چلا کہ وہؑ یہودیوں کے باغ میں مزدوری کر رہا ہے' وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک مزدور ہاتھ میں کھرپا اور درانتی لئے' گرد و پیش کی پرواہ کئے بغیر درخت کو گوڈی دینے میں مصروف ہے۔ جبکہ بڑے بڑے دانشور اور صاحب تاج و تخت بھی اس انتظار میں ہیں کہ علیؑ فارغ ہوں تو ان سے اپنے پیچیدہ مسائل کا حل کروائیں۔ جبکہ علیؑ کہتے ہیں' یہ میرا بکا ہوا (مزدوری میں) وقت ہے اور میں امانت میں خیانت نہیں کرتا' لہٰذا جب تک میں فارغ نہیں ہو جاتا' تم میرا انتظار کرو۔ اب مورخ نے حالت مزدوری میں دیکھا کہ چہرے پر مسکینی برس رہی ہے' آستینیں چڑھی ہوئی ہیں' سر میں خاک ہے۔ اس نے آ کر اسی طرح کا حلیہ لکھ دیا کہ علیؑ مذکورہ حلیہ کا ایک مزدور ہے۔

سامعین!

اب ایک اور مورخ پہنچ گیا کہ میں دیکھوں علیؑ کا حلیہ کیسا ہے؟ پتہ چلا کہ علیؑ مسجد میں مصروف عبادت ہے' وہ مسجد میں پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک نمازی سجدے میں اس طرح مستغرق ہے کہ اس کی پنڈلی کی ہڈی میں ایک تیر آر پار ہوا ہے۔ نماز سے پہلے نکالنے کی کوشش کی تو بہت تکلیف محسوس ہو رہی تھی' پیغمبرؐ نے کہا کہ نہ نکالو' لیکن جب علیؑ سجدے میں گیا تو تیر کھینچ لیا گیا اور اسے پتہ بھی نہ چلا۔ چنانچہ مورخ نے لکھ دیا کہ علیؑ اس حلیے کا

ایک خدا پرست نمازی ہے۔ اب اللہ رب العزت کو بھی کہنا پڑا کہ سجدے پہ سجدے کئے جا رہے ہو' نماز پہ نماز پڑھے جا رہے ہو۔ (پڑھے لکھے حضرات بیٹھے ہیں' یہ جملہ ان سے دادِ لطافت لینے کے لئے کہہ رہا ہوں) اتنی عبادتیں جمع کر کے کیا کرو گے؟ جاؤ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ ایک ضرب لگا کر حاصل ضرب ثقلین کی عبادت سے بڑھا نہ دوں تو اللہ میرا نام نہیں۔

حضراتِ محترم!

چنانچہ اس مورخ نے لکھ دیا کہ علیؑ اس حلیے کا انسان ہے۔ اب ایک اور مورخ پہنچ گیا' اس نے کہا کہ میں بھی دیکھوں کہ علیؑ کس حلیے کا انسان ہے؟ پتہ چلا کہ وہ منبر کوفہ پر خطبہ دے رہا ہے۔ وہ مسجد میں پہنچ گیا' علیؑ خطبہ دے رہے ہیں۔ کائنات ہمہ تن گوش ہے' ہوائیں رک رک کے سن رہی ہیں' ستارے جھک جھک کے دیکھ رہے ہیں' ارواح انبیاءؑ سمٹ کر قریب آ گئی ہیں' موسیٰؑ دیکھ رہے ہیں' عیسیٰؑ ملاحظہ کر رہے ہیں' یعقوبؑ مشاہدہ کر رہے ہیں' یوسفؑ سکتے میں کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ دیکھو! قبل اس کے کہ میں چلا جاؤں' میں اعلان کر رہا ہوں' سلونی' سلونی' سلونی' پوچھ لو جو پوچھنا ہے' جو دل میں آئے اور جی چاہے پوچھو! مگر افسوس کہ کسی نے نہ پوچھا۔ اتنے میں ایک یہودی کھڑا ہو گیا' کہنے لگا' مولاؑ! ذرا یہ فرما دیجئے کہ اللہ نے زمین و آسمان کو کیسے بنایا؟ تخلیق کیسے کی؟ ظاہر ہے کہ بڑے بڑے سائنس دان اس کری ایشن (Creation) کے بارے میں آج تک بے خبر ہیں اور حیرت میں غرق ہیں کہ کائنات کیسے بنی؟ اس وقت میرے مولاؑ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا' اس نے زمین و آسمان جتنا ایک میٹر (Matter) تیار کیا' مادہ بنایا...... پھر اس پر نظر ڈالی' وہ جلالت الٰہی سے پانی پانی ہو گیا...... جب پانی پر اس کی نظر پڑی تو وہ ابلنے لگا...... اس سے بخارات اٹھے' جھاگ پیدا ہوئی' جھاگ سے زمینوں کو بناتا چلا گیا' بخارات سے آسمان کو بناتا چلا گیا۔ (نعرۂ حیدری)

Presented by www.ziaraat.com

پھر ارشاد فرمایا' اللہ نے پہلی زمین اور پہلا آسمان تیار کر دیا۔ اس پہلی زمین اور پہلے آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی نظر کا فاصلہ ہے۔ نظر کا فاصلہ کیا ہے؟ روشنی......! ایک لاکھ چھیاسی ہزار دو سو چالیس میل فی سیکنڈ کے حساب سے آنکھ کی نظر جو فاصلہ طے کرتی ہے' اس کو سائنس کی اصطلاح میں ''لائٹ ایئر'' کہتے ہیں' روشنی کا سال۔ فرماتے ہیں' پانچ سو سال روشنی کا فاصلہ۔

اس یہودی نے پھر پوچھا' مولاؑ! بیان میں ذرا اضافہ فرمائیں۔ کیا وہ کوئی ٹھوس چیز ہے کہ پہلی زمین اور آسمان میں نظر کا فاصلہ ہے......

ارشاد فرمایا' ''سمو'' سے مشتق ہے۔ سمو بلندی کی ایک حد کا نام ہے' اس حد کو پہلا آسمان کہتے ہیں۔ پانچ سو سال کا فاصلہ......!

سامعین!

میرا مولاؑ کائنات کا وہ واحد انسان ہے نہ جس نے اس حد کا فاصلہ اور آسمان کا نام بتایا' یعنی برقیا برقیا میں خداوند عالم نے بہت سے فرشتے بنائے ہیں اور بہت سے ملائکہ پیدا کئے ہیں۔

پھر دوسرا آسمان بنایا' اس کا فاصلہ پہلے آسمان سے پانچ سو سال کی راہ جتنا ہے' اس کا نام ''قیدوم'' ہے۔ اس میں خداوند عالم نے ایک ایسا فرشتہ بنایا' جس کا آدھا جسم برف کا ہے اور آدھا آگ کا۔ درمیان میں ایک خط کھنچا ہوا ہے' مگر آگ برف کو پگھلاتی ہے نہ برف آگ کو بجھاتی ہے' قیامت تک وہ فرشتہ تسبیح پڑھتا رہے گا۔

اے وہ خدا! جس نے برف اور آگ کو ملا دیا ہے تو بندوں کے دلوں کو بھی اسی طرح ملایا کرتا ہے......(توجہ ہے صاحبان محترم! بور تو نہیں ہو رہے آپ! مجالس امام حسینؑ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ معلومات میں اضافہ ہو اور ہمارے بچوں کو وہ چیزیں حاصل ہوں جو دنیا کی لائبریریاں کھنگالنے سے بھی بمشکل حاصل ہوتی ہیں)۔

عزیزانِ محترم!

پھر ارشاد فرمایا' اللہ نے تیسرا آسمان بنایا' جس کا نام ''ماعون'' رکھا۔ اس کا فاصلہ بھی پانچ سو سال کی راہ جتنا ہے۔ پھر مولاؑ نے فرمایا' اللہ نے اس میں اتنے ستارے اور سیارے بنائے ہیں اور ہر ستارے اور سیارے میں اتنے فرشتے بنائے ہیں کہ وہ ریت کے ذروں' بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہیں۔ جس عالم میں کوئی فرشتہ پیدا کیا گیا وہ اسی عالم میں محو عبادت ہے' جو رکوع میں پیدا کیا گیا وہ رکوع میں رہے گا' جو سجدے میں پیدا کیا گیا وہ سجدے میں رہے' جو قیام میں ہے وہ قیامت تک قیام میں رہے گا' مگر پھر بھی قیامت کے دن کہیں گے:

''یااللہ! ہم نے تو ابھی تمہاری عبادت کا حق بھی ادا نہیں کیا اور قیامت آ گئی۔''

پھر اللہ نے چوتھا آسمان خلق فرمایا' اس کا فاصلہ بھی پانچ سو سال کی راہ جتنا ہے۔ پھر پانچواں آسمان بنایا' اس کا فاصلہ بھی پانچ سو سال کی راہ جتنا ہے۔ پھر چھٹا آسمان بنایا اس کا فاصلہ بھی پانچ سو سال کی راہ جتنا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا' اس کے اوپر ایک بہت بڑا خلا ہے کہ تم اس کی وسعت کا تصور بھی نہیں کر سکتے' اس خلا کے اوپر ایک سرمئی رنگ کا بادل ہے۔ آج کے جدید ترین سائنسدانوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ جب کائنات کی تخلیق ہوئی تھی اور اس تخلیق سے جو دھماکہ ہوا تھا اور اس دھماکے سے جو بادل پیدا ہوا تھا' سائنس نے اسے دریافت کر لیا ہے' لیکن پتہ نہیں چل سکا کہ وہ بادل کتنا وسیع ہے۔ لیکن میرے مولاؑ نے بغیر کسی لیبارٹری میں گئے ہوئے اور بغیر کسی سائنسی تجربے کے منبر سلونی پر چودہ پندرہ سو سال پہلے' اس طرف اشارہ کرتے ہوئے بتا دیا تھا' اس بادل کی لمبائی چوڑائی اتنی ہے کہ جتنا پہلی زمین اور ساتویں آسمان کا فاصلہ۔ (صلوٰۃ)

Presented by www.ziaraat.com

سامعین!

ہوسکتا ہے کہ کوئی بچہ محسوس کر رہا ہو کہ یہ کس کتاب سے پڑھ رہا ہوں؟ اس کا حوالہ دیئے جاؤں' "تفسیر رزق مشہور فی شرح آیہ نور" اس میں آپ کو پوری تفسیر ملے گی۔ میں اس کا خلاصہ بیان کر رہا ہوں اور پھر اس سرمئی رنگ کے بادل کے اوپر میرے مولاؑ کے ارشاد کے مطابق مقام "مرحوسا" ہے۔ مقام مرحوسا کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ ہے' اس کے اوپر جنت الماویٰ ہے' اس کے اوپر حجاب الحمد ہے' اس کے اوپر حجاب المجد ہے' اس کے اوپر حجاب الکبریا ہے' اس کے اوپر حجاب الجبروت ہے' اس کے اوپر حجاب العزت ہے' اس کے اوپر حجاب الرحمت ہے' اس کے اوپر حجاب الرحمانیت ہے' اس کے اوپر حجاب رحیمیت ہے' اس کے اوپر حجاب الحشمت ہے' اس کے اوپر کرسی ہے اور کرسی کے اوپر عرش معلیٰ ہے' جہاں میرے اللہ نے میرے سردارؐ کو بلا کر اس کی جوتیوں کو عرش کا تاج بنا دیا اور اس عرش کے اوپر ہے وہ پردۂ معراج کہ جہاں پر اللہ محمد علیؑ کے لہجے میں اپنے حبیبؐ سے ہمکلام ہو رہا تھا۔ (نعرۂ حیدری)

میرے شیعہ سنی بھائیو!

آج سائنس نے بہت ترقی کر لی ہے' لیکن یہ خلائی دنیا میرے مولاؑ کے خطبے سے باہر نہیں جا سکی...... وہ یہودی اسی وقت کھڑا ہو گیا اور اس نے کھڑے ہو کر کہا' میں رب موسیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں' یا علیؑ! یہ کائنات تیرے ہاتھوں سے بنی ہے یا تیرے سامنے بنائی گئی ہے؟ (نعرۂ حیدری)

توجہ ہے صاحبان!

چنانچہ جس نے میرے مولاؑ کو خطبہ پڑھتے دیکھا تو اس نے لکھ دیا کہ علیؑ اس حلیے

کا انسان ہے' اس حلیے کا خطیب ہے' اس حلیے کا مقرر ہے...... ایک اور مورخ پہنچ گیا کہ میں بھی علیؑ کو دیکھوں کہ وہ کیسا انسان ہے؟ پتہ چلا کہ علیؑ میدان جنگ میں ہے۔ (بیٹھے اویاٹر گئے!) وہ مورخ میدان جنگ میں پہنچ گیا اور میدان جنگ ایسا کہ جہاں خندق کھدی ہوئی تھی اور اس کھودی ہوئی خندق کے اندر تاریخ کے مطابق مسلمان ایسے کھڑے تھے جیسے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں......

میں نیاز بیگ والوں کو کیا سمجھاؤں؟ آپ لوگ ماشاء اللہ زمیندار انسان ہیں' آپ نے دیکھا ہو گا کہ گائیں بھینسیں جب دوپہر کو چرچگ کے کسی درخت کے نیچے کھڑی ہو جاتی ہیں تو چھوٹے چھوٹے پرندے' لالیاں' کوے' چڑیائیں جو اللہ کی میونسپل کمیٹی کے ارکان ہیں' ان کے سروں پر بیٹھ جاتے ہیں اور ان کے سروں پر جو چند چیزیں پڑی ہوتی ہیں' وہ اپنی چونچ سے چگتے رہتے ہیں اور حیوان حیوان ہو کر بھی اتنی سمجھ رکھتا ہے کہ اگر میں نے سر ہلایا تو پرندہ اڑ جائے گا' لہٰذا یہ حیوان جگالی بھی کرتے رہتے ہیں اور سر بھی اسی طرح رکھتے ہیں۔ جبکہ تاریخ نے کہا کہ مسلمان میدان خندق میں اس طرح کھڑے تھے' جیسے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں اور قرآن نے پکار کر کہا:

> "اس وقت کو یاد کرو کہ جب دل سینے سے نکل کر گلے میں پھنس گئے تھے' آنکھیں پھٹ گئی تھیں اور تمہاری بدگمانیاں بڑھ گئی تھیں......"

ایک شخص اپنا گھوڑا بھگاتا ہوا خندق کو پار کر کے اندر آ گیا۔ صحابی کہنے لگے' ہمارے خیال میں ہم نے خندق تو اس لئے کھودی تھی کہ کوئی باہر کا اندر نہ آ سکے لیکن وہ اندر آ گیا... میرے دل میں خیال آیا کہ اس وقت کے جتنے کلمہ پڑھنے والے تھے انہوں نے کہا ہو گا' بابا تو کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ کدھر کو جا رہا ہے؟ لیکن ہم نے دیکھا کہ وہ چپ چاپ کھڑے ہیں۔ وہ گھوڑا گزارتا گزارتا' ایک ایک سے ہوتا ہوا خیمہ رسالتؐ کے قریب پہنچا اور آواز دی' مسلمانو! تمہارا فلسفہ ہے کہ جو ہمارے ساتھ مقابلہ کر کے مارا جائے وہ شہید ہے اور جنت میں جائے گا' لیکن اگر زندہ بچ جائے تو بھی غازی ہے اور پھر بھی جنت

Presented by www.ziaraat.com

ہی میں جائے گا۔ یوں بھی جنت تمہاری اور یوں بھی جنت تمہاری......!! عجیب فلسفہ ہے۔

البتہ میں آج تمہاری جنت کو تلوار کی دھار پر رکھ کر کھڑا ہوں۔ اگر کسی میں ہمت ہے تو آئے اور اپنی جنت لے جائے۔ لیکن خدا کی قسم! سناٹا چھایا ہوا تھا۔ رسول اکرمؐ نے اشاد فرمایا:

''ہے کوئی اس کے مقابلے میں جانے والا۔''

میں نے تاریخ سے سوال کیا' پھر کیا ہوا؟ تاریخ نے بتایا' کوئی نہ اٹھا۔ یعنی مورخ کوان بڑے بڑوں میں سے کوئی بھی تعمیل ارشاد رسولؐ کرتا ہوا نظر نہ آیا۔ ہاں البتہ جو عمر میں سب سے چھوٹا تھا اور جس کا نام علیؑ تھا' وہ کھڑا ہو گیا۔ پیغمبرؐ نے کہا' بیٹھ جاؤ یا علیؑ۔ میرا مولاؑ بیٹھ گیا۔ پھر کیا ہوا؟ ہے کوئی جانے والا...... مگر کوئی نہ اٹھا۔ دوبارہ پیغمبرؐ کے سوال پر وہی بچہ اٹھا۔ پیغمبرؐ نے کہا' اب بھی بیٹھ جاؤ۔ تیسری مرتبہ پھر پیغمبرؐ نے فرمایا:

''جو اس کے مقابلے میں جائے گا' میں اعلان کرتا ہوں کہ...... وہ میرا بھائی ہوگا' میرا جانشین ہوگا' میرا خلیفہ ہوگا' اللہ کا ولی ہوگا...... جاؤ مقابلے میں۔''

سامعین!

عجیب بات ہے دشمن کہہ رہا ہے کہ جنت لے جاؤ اور پیغمبرؐ کہہ رہا ہے کہ جاؤ اور میری خلافت لے جاؤ...... (بھئی توجہ چاہتا ہوں) کسی کو جنت یاد ہے نہ خلافت...... اگر اس نے کہا کہ ان میں سے تو کوئی آتا نہیں۔ اس نے خیمہ رسالتؐ کے سامنے نیزہ گاڑ دیا۔ پیغمبر اکرمؐ نے کہا:

''ہے کوئی جو اس کتے کی زبان بند کرے۔''

نیاز بیگ میں جتنے سننے والے تھے وہ سب پیغمبرؐ کے قدموں میں گر گئے۔ سب نے کہا' یارسول اللہؐ! آپؐ کل کائنات کے رسول ہیں۔ یہ دنیا کیا کہے گی کہ یہ پیغمبرؐ گالیاں

کہتا ہے' آپؐ نے اسے کتا کیوں کہہ دیا اور کسی کو تو آج تک آپؐ نے کتا نہیں کہا' ابوجہل کو ابولہب کو؟ غرضیکہ جتنے بھی ابو تھے کسی کو کچھ نہیں کہا' سو اس کو آپؐ کتا کیوں کہہ رہے ہیں؟ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

''دیکھو! میں وحی کے بغیر بولتا نہیں اور وحی خلافِ حقیقت ہوتی نہیں۔ تم نے اس کی گستاخی کو نہیں دیکھا......''

پیغمبرؐ کا یہ جملہ سنئے:

''اس نے میرے خیمے کے دروازے کے سامنے نیزہ گاڑ کر مجھے نیزے سے ڈرایا ہے اور یاد رکھنا جو بھی معصومؑ کے دروازے پر جا کر اس کو ڈرائے وہی کتا ہوتا ہے۔'' (نعرۂ حیدری)

سامعین!

مورخ نے لکھا پھر بھی کوئی نہ اٹھا' "Except"۔ اب پھر پیغمبرؐ نے بٹھایا نہیں علیؑ کو...... میں کہتا ہوں' یا رسول اللہؐ! تین دفعہ بٹھا دیا' پہلی ہی دفعہ علیؑ کو بھیج دیتے۔ مگر پیغمبرؐ کی نگاہیں قیامت تک آنے والے حالات کو دیکھ رہی تھیں......

اب میں کیا عرض کروں' مجلسیں پڑھے جاتے ہیں یہ جو بڑے بڑے ذاکر ہیں اور بانی مجلس ہے کہ ان کی منت سماجت بھی کرتا ہے' فیس بھی منہ مانگی دیتا ہے' مگر مجھ سے جو بیچارے چھوٹے موٹے ہوتے ہیں ان کو ٹائم ہی نہیں ملتا۔ لیکن اگر کوئی بڑا ذاکر ہلکی مجلس پڑھ جائے اور مجمع کے معیار پر پورا نہ اترے تو چھوٹے موٹے ذاکر کہتے ہیں:

''سانوں پڑھاندے ناں تے فیر اسی مجے نوں دسدے کہ کداں پڑھدے ہاں۔''

محترم سامعین!

میں کہتا ہوں' رسول اکرمؐ نے شاید یہ بھی دیکھا ہو کہ اس [illegible]

Presented by www.ziarat.com

دوں تو کوئی کھڑا ہو کر یہ نہ کہہ دے جناب آپؐ نے علیؑ کو پہلے بھیج دیا' اگر ہمیں بھیجتے تو
ناتے کہ کیسے لڑنا ہے۔ آخر میں پیغمبر اکرمؐ نے علیؑ کو بلایا اور سینے سے لگایا۔ اپنا
ساب" نامی عمامہ علیؑ کے سر پر رکھا' اپنی زرہ جس کا نام "فسول" تھا' علیؑ کے زیب تن
ی۔ پھر جب امامت رسالت کے جلوے سے آراستہ ہو کر خراماں خراماں روانہ ہوئی تو نہ
ے علیؑ نے کس ادا سے قدم اٹھائے کہ جب نگاہِ رسالتؐ قدموں پر پڑی تو زبانِ رسالتؐ
ھی:

"کل ایمان' کل کفر کے مقابلے میں جا رہا ہے۔"

جیسے ہی رسالتؐ کی زبان سے نکلا کہ علیؑ کل ایمان ہے اور سامنے کل کفر ہے' تو
ر نے صفحہ روزگار پر مہر لگا دی کہ علیؑ صرف آج ہی کل ایمان نہیں' قیامت تک کل ایمان
ور قیامت تک جو بھی علیؑ کے مقابلے میں آتا جائے گا' اللہ کا یہ قانون کبھی نہیں بدلے

زانِ محترم!

اب دنیا ہم سے پوچھتی ہے کہ جب کہیں نعرۂ رسالتؐ تو تمہیں جوش ہی نہیں آتا
ب کہیں نعرۂ حیدری' تو پوری قوت اور پوری طاقت سے نعرہ لگاتے ہو۔ بتاؤ اس کا سبب
ہے؟ ہم نے عرض کیا' جناب اس کا سبب علماء تو عالمانہ انداز میں بیان کریں گے۔ میں تو
دید کا آدمی ہوں' میرے خیال میں اس کا سبب سائنس کا ایک قانون ہے کہ ہر جز بے
ر اپنے کل کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے...... (توجہ کیجئے!...... نہیں میں سمجھا نہیں سکا)

وہ نیچے تو نہیں آئے گا' کیونکہ اس کے اندر ہے گیس اور گیس کا مرکز ہے اوپر' وہ
اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور قانون یہ ہے کہ کل اپنے جزو کو کھینچ لیتا ہے...... شاید ابھی بھی
یں سمجھ سکا۔

بارش ہوتی ہے تو بارش کا قطرہ نیچے گرتا ہے اوپر کیوں نہیں جاتا؟

نیچے ہے سمندر...... وہ ہے اس قطرے کا کل...... کل اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔
چس کی تیلی جلائیں' شعلہ اوپر جاتا ہے' نیچے کیوں نہیں آتا؟ اس لئے کہ کرۂ نار اوپر ہے اور
وہ اس کا کل ہے' لہٰذا وہ اپنے جز کو کھینچ رہا ہے......

توجہ ہے یا نہیں!

سائنس کے اس قانون نے ہم سے علیؑ علیؑ کروا دیا' کیونکہ پیغمبرؐ نے اعلان فرما دیا
کہ علیؑ ہے کل ایمان...... پیغمبرؐ نے ہمارے ہاتھ میں پیمانہ دے دیا ہے کہ اگر مومن کی پہچان
کرنی ہے تو کل ایمان کا نام لو۔ جس کا دل علیؑ کی طرف بے اختیار کھنچ جائے وہ مومن ہے
اور جس کے چہرے پر دراڑیں آ جائیں' وہ غیر مومن کہلائے گا...... (نعرۂ حیدری)

توجہ ہے صاحبان!

کل بھی میں نے ایک گزارش کی تھی' میں نے کہا تھا کہ نیاز بیگ والے ذاکر تو
بڑے سریلے سنتے ہیں' جبکہ صلواۃ پڑھتے ہیں بے سری...... (صلواۃ)

آواز صاف نہیں آ رہی' اچھا تو پیچھے آواز نہیں جا رہی' تو بھیا! یہ میری ڈیوٹی تو ہے
نہیں' بہرحال! میں اپنی ڈیوٹی میں فرق نہیں آنے دوں گا...... بھئی! یہ سپیکر والا کون ہے......؟
میں تو دعا گو ہوں کہ یہ ٹھیک ٹھاک چلتا رہے۔ سپیکر والے کے لئے بھی دعا کرتا ہوں' اس
لئے کہ میری آواز آپ تک پہنچاتا ہے...... میرے اور آپ کے درمیان وسیلہ ہے۔ سارے
شیعہ سنی مانتے ہیں کہ وسیلہ ہونا بہت ضروری ہے' لیکن اب اس وسیلے سے کیا کہوں کہ نزدیک
نزدیک تو سنا دیتا ہے اور دور دور تک نہیں سنا پاتا۔ لاکھ اس سے کہوں کہ آپ ہمارے وسیلہ ہو'
دور تک سناؤ...... تو یہ چپکے سے میرے کان میں کہتے ہیں (سپیکر والا) کہ اصلی وسیلہ اور ہوتا
ہے اور کرائے کا وسیلہ...... بھئی ذرا مل کے با آواز بلند صلواۃ (نعرۂ حیدری)

بزرگانِ محترم...... توجہ فرمائی آپ نے!

آفتاب عالم تاب نے کائنات کو یہ منظر دکھایا کہ پینترہ بدل کر میرے مولاؑ نے

Presented by www.ziaraat.com

پہلے اسے گرایا...... ایک غبار اٹھا اور اس نے خندق کے میدان کو گھیر لیا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ سیاہ رات چھا گئی ہے' پھر تلواروں کے تصادم اور نیزوں کے ٹکراؤ سے جو چنگاریاں نکلیں وہ رات کی گلکاریوں کو مات کر رہی تھیں۔ تراب' ابوتراب کے صدقے میں بلند ہو ہو کر دشمن ابوتراب کے سر پر آ کر کہہ رہی تھی:

''نامرادسن! تیرا مقابلہ ابوتراب سے ہے...... (فئے منہ تیرا کم بخت)''

اب وہاں جتنے کھڑے تھے وہ منتظر تھے کہ اب کیا ہوتا ہے۔ درمیان میں پردۂ غبار حائل تھا' جب یہ پردہ چاک ہوا تو مولانا روم سے لے کر مولانا حالی تک سب نے یہ لکھا:

''ابن عبدود نے سمجھا کہ اب میں علیؑ سے بچ نہیں سکتا' اس نے گستاخی
کی اور علیؑ مولا کے چہرے پر اپنا لعاب دہن پھینک دیا۔''

بھئی! میرے شیعہ سنی دوست ایمان سے بتائیں کہ جب اس نے لعاب دہن پھینکا تو مولاؑ کا ردعمل کیا ہونا چاہئے تھا...... غصہ بڑھ جاتا' تلوار کی دھار اور تیز ہو جاتی' دشمن کا سر اور جلدی قلم ہو جاتا۔ مگر علیؑ نے عجیب کام کیا' بجائے غصے میں اس کا سر کاٹنے کے اسے چھوڑ کر الگ ہو گئے...... علیؑ الگ ہوئے تو ادھر کھلبلی مچی' پیغمبرؐ کے پاس کھڑے ہوئے ایک بزرگ نے کہا' دیکھا! علیؑ نے بچپنا دکھا دیا ناں! اچھا خاصا ہاتھ آیا ہوا دشمن چھوڑ دیا...... پیغمبرؐ نے فرمایا' تمہیں کیا پریشانی ہے..... کہنے لگا' ادھر آ گیا تو پھر!

ابھی یہ جملے ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ جب پلٹ کر دیکھا تو علیؑ نے چشم زدن میں کل کفر کا سر قلم کر دیا اور سر لے کر پیغمبرؐ کی طرف چلے...... توجہ چاہتا ہوں! اگر صاحب ذوق بیٹھے ہیں تو میں ایک عربی جملے کا ترجمہ دو لفظوں میں کرتا ہوں...... علیؑ جو چلے تو کچھ دل جلے کہنے لگے' یارسول اللہؐ! یہ کیا ہو رہا ہے؟ یارسول اللہؐ! علیؑ کی چال میں غصہ ہے۔ رسولؐ نے فرمایا' چپ ہو جاؤ' قدرت کو یہی منظور ہے۔ (نعرۂ حیدری)

سامعین!

علیؑ پیغمبرؐ تک پہنچے تو پیغمبرؐ نے فرمایا' یاعلیؑ! انہیں بتا دو کہ تم نے اسے گرا کر چھوڑا

کیوں؟ علیؑ نے کہا' اللہ کا رسولؐ بہتر جانتا ہے...... یہ نہیں کہ پیغمبرؐ کو علم نہیں' پیغمبرؐ یقیناً بہتر جانتے ہیں' مگر کہا' میں تو جانتا ہوں' یہ نہیں جانتے' ذرا ان کو بھی بتا دو...... علیؑ نے عرض کیا' یارسول اللہؐ! جب تک اس نے میرے چہرے پر تھوکا نہیں تھا' میں اپنے غضب سے ہرگز نہیں لڑ رہا تھا' بلکہ وہ غضب الٰہی تھا جو اس کے سینے پر سوار تھا' مگر جب اس نے تھوک دیا تو مجھے غصہ آ گیا۔ اب اگر میں ذاتی غصے میں اس کا سر قلم کر دیتا تو یہ کار وجہ اللہ نہ رہتا......! غضب الٰہی میں میری ذات شریک ہو جاتی' اس لئے میں نے اسے چھوڑ دیا اور جب میرا غصہ ختم ہو گیا تو پھر میں نے اس کا سر قلم کر دیا تاکہ کار وجہ اللہ تکمیل پائے۔

میرے شیعہ سنی بھائیو!

کہاں گئے وہ مولوی صاحبان جو کہتے ہیں کہ علیؑ نے شیر خدا ہوتے ہوئے تلوار کی طاقت سے فلاں باغ کیوں نہ لے لیا؟ فلاں سے کرسی کیوں نہ چھین لی؟ فلاں حکومت کیوں نہ حاصل کر لی...... ارے یہ سب دنیاوی مال ہے اور وہ عالی ظرف علیؑ ہے جو اپنی ذاتیات کے لئے کل کفر کی گردن ہرگز نہیں کاٹتا' تو پھر وہ ذاتی جائیداد کے لئے ظاہراً کلمہ پڑھنے والوں کی گردنیں کیا کاٹ دیتا......

توجہ ہے دوستانِ محترم!

اب جب میرا مولاؑ واپس آیا اور پیغمبرؐ نے گلے سے لگایا' تو مورخ علیؑ کا حلیہ لکھنے آ گیا۔ اس نے وہ حلیہ لکھ دیا جو اس وقت تھا کہ علیؑ ایسے پرجلال بہادر کا نام ہے کہ جب وہ جنگ سے واپس آتا ہے تو فرشتے مرحبا کہتے ہیں' حوریں جزاک اللہ کہتی ہیں' خود اللہ رب العزت جزاک اللہ کہتا ہے اور اللہ کی آخری رسالت بھی پیار سے سر جھکا کر بات کرتی ہے کہ آج اللہ کے جلال کو جلال آیا ہوا ہے' آج اللہ کے غیظ کو غیظ آیا ہوا ہے......

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

Presented by www.ziaraat.com

کہ اللہ نے ہمیں وہ رہبر عطا کیا کہ جس کے حلیے میں بھی اختلاف ہے..... بقول ابن حدید کے کسی کو پتہ نہ چل سکا کہ علیؑ کس حلیے کا انسان ہے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا کے اندر جتنے طبقات ہیں' سب کا یہ دعویٰ ہے کہ علیؑ ہمارا ہے۔

شیعوں نے کہا' علیؑ ہمارا پہلا امامؑ ہے۔ سنیوں نے کہا' علیؑ ہمارا چوتھا اور آخری خلیفہ ہے۔ معصوم فرشتوں نے کہا' تم سب ہٹ جاؤ' علیؑ تو ہم میں سے تھا' ہم بھی معصومؑ وہ بھی معصومؑ ..... وہ جھگڑا کر رہے تھے کہ دنیا جہان کے جتنے پہلوان تھے' سب اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے' تم سب پرے ہٹ جاؤ' علیؑ بے مثل پہلوان ہے اس لئے علیؑ ہم میں سے ہے۔ ابھی وہ جھگڑ رہے تھے کہ دنیا کے منصف اکٹھے ہو گئے' کہا' تم سب پرے ہٹ جاؤ' علیؑ دنیا کا بہترین منصف ہے' چنانچہ علیؑ ہم میں سے ہے اور اگر اعتبار نہیں تو اس کی نہج البلاغہ کا مطالعہ کر لو۔ وہ سب جھگڑ رہے تھے کہ اتنے میں دنیا بھر کے خطیب اکٹھے ہو گئے۔ کہنے لگے' تم سب ہٹ جاؤ' علیؑ تو خطیب منبر سلونی ہے' لہٰذا علیؑ ہم میں سے ہے۔ وہ جھگڑ رہے تھے کہ سائنس دان اکٹھے ہو گئے' انہوں نے کہا' علیؑ تو ہم میں سے ہے' کیونکہ وہ بے نظیر سائنسدان ہے۔ ریت کے ٹیلے اس کی لیبارٹریاں ہیں' کھجور کی گٹھلیاں اس کی دوربینیں ہیں' وہ زمین پر بیٹھ کر آسمان کے رستے بتاتا ہے' لیکن ابھی وہ جھگڑ رہے تھے کہ دنیا کے سب امیر اکٹھے ہو گئے کہ تم سب پرے ہٹ جاؤ' علیؑ تو ہم میں سے ہے' علیؑ اتنا بڑا امیر ہے کہ جناب امیرؑ کہلاتا ہے..... ابھی وہ جھگڑ رہے تھے کہ انبیاءؑ نے کہا' سب پرے ہٹو! علیؑ تو ہم میں سے ہے کہ ہمیں اس کی ولایت کے اقرار کے بعد اس دنیا میں بھیجا گیا۔ انبیاءؑ جھگڑ رہے تھے کہ خاتم النبیینؐ نے فرمایا:

علی منی و انا منه

''علیؑ مجھ سے ہے اور میںؐ علیؑ سے ہوں۔''

اللہ نے یہ سنا تو فرمایا:

''محمدؐ ٹھہر جاؤ' علیؑ تو مجھ سے ہے کہ وہ علیؑ اور میں علی العظیم ہوں۔''

اسی لئے میں کہتا ہوں کہ اللہ نے ہمیں ایسا مظہر العجائب امامؑ دیا کہ دنیا میں کل ان بن کر آیا..... (نعرۂ حیدری)

امعین!

اللہ نے ہمیں وہ امامؑ دیا جسے رسولؐ نے کل ایمان کہا' لیکن جب بیٹا زمین پر آیا' واجہ معین الدین چشتی اجمیری پکار اٹھے:

دین ہست حسینؑ

''حسینؑ پورے کا پورا دین ہے۔''

باپ کل ایمان' بیٹا پورے کا پورا دین..... اب توجہ چاہتا ہوں! جو باپ کو چھوڑ جائے وہ بے ایمان اور جو بیٹے کو چھوڑ جائے وہ بے دین.....!!

توجہ ہے کہ نہیں!

اسی لئے ہم دعا کرتے ہیں کہ باپ کا دامن چھوٹنے پائے نہ بیٹے کا اور خدا کی قسم! اگر دنیا میں نجات کا سہارا ہیں تو وہ بھی یہی باپ بیٹا..... اگر اس باپ بیٹے کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا تو دنیا میں گزارا ہے نہ آخرت میں.....

میرے محترم سامعین!

محرم کے دنوں میں کوئی بھی اپنے گھروں میں نہیں بیٹھتا' سب دین ہست حسینؑ کا ذکر سننے کے لئے مجالس میں کیوں چلے آتے ہیں؟ اس لئے کہ خدا شاید' گنہگار انسانوں کو نواسہ رسولؐ کا دامن چھوڑ کر اپنی بخشش کا کوئی سہارا ہی دکھائی نہیں دیتا..... میں کہتا ہوں کہ اس مجلس میں جتنے بھی گنہگار آتے ہیں ان میں سے حُر سے بڑا گنہگار کوئی نہیں ہو گا..... خدا کی قسم! اگر حُر کی بخشش ہو سکتی ہے تو فاطمہؑ کے لالؑ کے صدقے میں ہمارے گناہ بھی معاف

Presented by www.ziaraat.com

ہو سکتے ہیں...... تاریخ کی چھان پھٹک کر کے بتاؤ! حُر سے بڑا کوئی گنہگار گزرا ہے؟ حُر سے بڑا خاطی کوئی گزرا ہے؟ ذرا جاگ کر سنیے گا:

خط لکھ کر کس نے بلایا؟...... حُر نے۔

نہر سے خیمے کس نے اکھڑوائے؟...... حُر نے۔

رستہ کس نے روکا؟...... حُر نے۔

مولاؑ کے گھوڑے کی لگام میں ہاتھ ڈال کر جھٹکا کس نے دیا؟...... حُر نے۔

اب بتایئے! اس سے بڑا بھی کوئی گنہگار ہوگا؟ اس سے بڑا بھی کوئی مجرم ہوگا؟ مگر واہ رے عالی ظرف حسینؑ! یہ تو کسی معزز زمیندار سے پوچھیں کہ اگر وہ اپنی سواری پر بیٹھا اپنے رقبے سے گزر رہا ہو اور دو ٹکے کا آدمی اس کا رستہ روک کر کہے کہ نیچے اتر!...... تو گولیاں نہیں چل جاتیں' لاٹھیاں نہیں برس جاتیں' کتنے نہیں کٹ جاتے اور یہ تو عام زمیندار بھی نہیں' کائنات کا شہزادہ ہے۔ اس کے مقابلے میں حُر کی ویلیو "Value" ہی کیا تھی؟ مگر جیسے ہی اس نے رستہ روک کر لگام کو جھٹکا دیا اور کہا کہ نیچے اترو' میں آپؑ کو گرفتار کرنا چاہتا ہوں تو عالی ظرف حسینؑ نے بڑے آرام سے کہا' حُر میں سمجھتا ہوں کہ تو مجھے گرفتار کرنے آیا ہے مگر پہلے یہ تو بتا کہ بولتے وقت تیری زبان کیوں لڑکھڑا رہی ہے؟ تیری زبان میں لکنت کیوں ہے؟ حُر سر جھکا کر کہتا ہے' فاطمہؑ کے لالؑ! نواسہ رسولؐ! میں سرکاری ڈیوٹی پر ہوں' مجھے آپؑ کو گرفتار کرنے کا حکم ہے۔ اتنی دور سے آپؑ کا تعاقب کر رہا ہوں' راستے میں پانی نہیں ملا اور پیاس سے میری زبان خشک ہوگئی ہے' لہٰذا زبان سے الفاظ صحیح طرح نہیں نکل رہے۔ حسینؑ فرماتے ہیں' حُر اس طرح کر پہلے پانی پی لے' پھر مجھے گرفتار کر لینا...... بھائی عباسؑ! مشکوں کے منہ کھول دو۔ عباسؑ نے مشکوں کے منہ کھولے' ایک ایک ہاشمی جوان نے اپنے ہاتھوں میں پانی لے کر سپاہِ حُر کے ہونٹوں سے لگایا۔ جب ہزاروں سپاہی پانی پی چکے تو غازیؑ نے کہا' مولاؑ! پانی ابھی باقی ہے۔ حسینؑ نے کہا' عباسؑ! اس طرح کرو کہ حُر کے

زمیندارو! خدا کی قسم! اسے کہتے ہیں امامِؑ وقت...... فرماتے ہیں' عباسؑ یاد رکھنا! گھوڑے کی فطرت ہے کہ ایک دفعہ چند گھونٹ بھر کے سر اوپر اٹھا لیتا ہے' حالانکہ ابھی پیاسا ہوتا ہے' جب تک گھوڑے خوب پانی پی کر پانی سے منہ نہ موڑ لیں' پانی ان کے آگے سے نہ ہٹانا...... اتنا پانی پلانے کے بعد بھی غازیؑ نے کہا' مولاؑ! پانی اب بھی بچ گیا ہے۔ کہا سپاہیوں کے بدنوں پر لوہے کی جوزر ہیں ہیں' وہ گرمی سے تپ گئی ہوں گی' ان پر پانی چھڑک کر انہیں ٹھنڈا کر دو۔ پانی چھڑک دیا گیا تو غازی نے کہا' مولاؑ! اب بھی پانی باقی ہے......!

آپ حسینؑ کو صرف غریب سمجھ کر نہ رویا کریں یا حسینؑ سے بڑا مظلوم تو کوئی ہے ہی نہیں' جو اپنے ساتھ اتنی مشکیں لے کر چلا تھا' کیا اسے آپ غریب سمجھتے ہیں؟ خدا کی قسم! حسینؑ نے عباس غازیؑ سے کہا' عباسؑ! اب جو پانی باقی بچا ہے' ریت کی گرمی سے' چونکہ گھوڑوں کے سُم تپ گئے ہیں' لہٰذا یہ پانی ان کے سُموں پر چھڑک دو۔

نیاز بیگ میں آنیوالے میرے شیعہ سنی بھائیو!

جتنا پانی میرے مولا حسینؑ نے حُر کے لشکر کو پلایا تھا' اگر یہ پانی محفوظ رکھتا تو دسویں کے دن ۶ مہینے کے بچے کے لئے پانی کا سوال کرتا؟ عالی ظرف حسینؑ پیاسا ذبح ہوتا رہا' مگر اس کی زبان سے یہ نہ نکلا کہ کل میں نے تمہیں اتنا پانی پلایا تھا' آج تم مجھے پانی سے محروم کر رہے ہو۔

سامعین!

اس سخاوت اور اس عطا کا نتیجہ یہ نکلا کہ دسویں کی صبح تک تو یہی حُر فوج یزید میں بیٹھا رہا اور یزید کی طرف سے یہ آرڈر تھا کہ گرفتار کر کے حُر لایا ہے' چنانچہ پہلا حملہ بھی حُر ہی کرے گا...... لیکن جب دسویں کی صبح کو شہزادہ علی اکبرؑ نے اذان دی اور جب زبانِ مبارک

Presented by www.ziaraat.com

اشھد ان محمدا رسول الله

اور یہ صدا جب حُر کے کان میں پڑی تو بخدا بیٹھ نہ سکا' پریشانی کے عالم میں کھڑا ہو گیا۔ عمر سعد سے کہنے لگا:

''عمر سعد! کیا یہ جنگ رک نہیں سکتی؟''

عمر سعد نے کہا:

''نہیں! تو خود گھیر کر لایا ہے' پہلا حملہ بھی تو خود ہی کرے گا۔''

حُر اٹھتا ہے تو اٹھا نہیں جاتا' بیٹھتا ہے تو بیٹھا نہیں جاتا' بڑی مشکل سے کمر پکڑ کر اٹھا' سیدھا اپنے خیمے کی جانب چلا۔ خیمے سے نکل رہا تھا کہ اس کے جوان بیٹے علی ابن حُر نے اپنے باپ کو آتے ہوا دیکھا اور باپ سے منہ موڑ لیا۔

حُر نے کہا:

''بیٹا! یہ منہ کیوں موڑا ہے؟ سلام نہ پیغام' ادب آداب بھی بھول گیا۔''

بیٹا دونوں ہاتھ مل کے کہنے لگا:

''بابا! ادب کا زمانہ گزر گیا' سلام کا وقت جاتا رہا' میں نے تجھے روکا نہیں تھا کہ حسینؑ کا رستہ نہ روک' میں نے منع نہیں کیا تھا کہ لگام میں ہاتھ نہ ڈال' تو جس غریب کو گھیر کر لایا ہے' اب وہ بچتا نظر نہیں آتا۔''

خدا کی قسم! حُر اور پریشان ہو گیا۔

کہنے لگا:

''اچھا بیٹے! تو یہاں ٹھہر' میں خیمے میں تیری ماں سے دو باتیں کر کے آتا ہوں.....''

جیسے ہی حُر نے خیمے کے اندر قدم رکھا' اس کی بیوی اور بیٹیاں زمین پر بیٹھی تھیں۔ بیٹی ماں سے کوئی بات کر رہی تھی' اچانک باپ کو آتا ہوا دیکھا تو سہم کر چپ ہو گئی کہ ایسا نہ

کہ باپ مجھے تکلیف پہنچائے۔ حُر قریب جا کر کہنے لگا:

''بیٹی! تم ماں بیٹیاں کیا گفتگو کر رہی تھیں؟''

بیٹی کانپتی ہوئی آواز سے کہنے لگی:

''بابا! میں بتاؤں گی نہیں۔''

حُر نے کہا:

''تمہیں بتانا پڑے گا۔''

اس نے کہا:

''پھر تم مجھے یقین دلاؤ کہ تم مجھے کچھ کہو گے نہیں۔''

حُر نے کہا:

''میں یقین دلاتا ہوں...... بلکہ مدینے والے محمدؐ کی قسم کھاتا ہوں کہ تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔''

بیٹی جلدی سے پاؤں پر گر گئی اور کہنے لگی' بابا! جس مدینے والے محمدؐ کی قسمیں کھاتے ہو' اسی کی اولاد پر پانی بند کرتے ہو۔ بابا! میری بات سن! رات کا وقت تھا' سارے افسران کی عورتیں' بیٹیاں' بہنیں' بیویاں نہر فرات پر سیر کے لئے گئیں' مگر نہ میں گئی اور نہ میری ماں۔ میں صرف باہر نظارہ کرنے کے لئے نکلی تو میں بجائے فرات کی طرف جانے کے ان خیموں کی طرف چلی گئی جو سیاہ رنگ کے ہیں۔ جیسے ہی میں خیموں کے قریب پہنچی' میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا' پہرے پر مامور تھا۔ میں گھبرا کر وہیں سے واپس ہونے لگی تو اس نے پیچھے سے آواز دی' بہن کہاں جا رہی ہو' کیسے آئی تھی؟؟ میرے چلتے ہوئے قدم رک گئے' میں اس کے قریب پہنچی تو وہ مجھے اپنے خیموں میں لے گیا۔ خیموں میں جا کر کیا دیکھا کہ کچھ بیبیاں جن کے ماتھوں پہ محراب' چہروں پہ نور زمین پر بیٹھی تھیں۔ کسی نے کہا' آ میری بیٹی...... کسی نے کہا' آ میری بچی...... کسی نے کہا' آ میری نور نظر اور جو سب کی سردار بی بی تھی' اس نے میرا ماتھا چوما' مجھے گود میں

Presented by www.ziaraat.com

ٹھایا اور کہنے لگی' بھائی حُر کی بیٹی تو ایسے وقت میں آئی ہے کہ میں تیری کوئی خدمت نہیں کر سکتی' میں تیری کوئی سیوا نہیں کر سکتی۔ اس کے باوجود ان لاچار بیبیوں نے اپنے سارے زیورات جمع کئے اور انہیں باندھ کر ایک گٹھڑی میرے حوالے کی اور مجھے کہا کہ جا کر اپنی ماں کو ہمارا سلام کہنا اور ہماری طرف سے اس کی خدمت میں یہ تحفہ پیش کر دینا۔

بابا! میں جب یہ لے کر نکل رہی تھی تو ساتھ والے خیمے میں ایک بچی کھڑی تھی' اس نے مجھے دیکھا تو میرا بازو پکڑ کر اندر لے گئی۔ جب میں اندر گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک چھ مہینے کا پھول' زمین پر تڑپ رہا تھا۔ اس کی مٹھیاں بند تھیں' اس کی آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں' اس بچی نے مجھے ایک پیغام دیا کہ جا کر چچا حُر سے کہنا' اگر میرے بھائی کو ایک گھونٹ پانی مل جاتا تو کیا تیرا فرات ختم ہو جاتا۔

حُر نے کہا' بس بیٹا! اب میں زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ یہ کہہ کر باہر نکلا۔ باہر کھڑے بیٹے نے بازو تھاما اور کہنے لگا' بابا! ذرا میرے ساتھ چلئے۔

حُر بیٹے کے ساتھ چلا' بیٹا سیاہ خیموں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا' بابا! یہ کن کے خیمے ہیں؟

حُر کی زبان سے نکلا' جنہوں نے ہمیں پانی پلایا تھا۔

کہا' پانی یاد ہے۔ کہا' یاد ہے۔

علی ابن حُر نے کہا' بابا! ذرا کان لگا کر سنیے' کوئی آواز آ رہی ہے۔

حُر نے آوازیں سنیں تو جگر پکڑ کر بیٹھ گیا' کوئی آواز آ رہی تھی' اماں پانی...... کوئی کہہ رہا تھا' ماموں پانی...... کسی کی آواز آ رہی تھی' بھیا! پانی۔

حُر نے کہا' بس بیٹا! اب میں جینا نہیں چاہتا' چل واپس چلتے ہیں۔ حُر گھوڑے پہ بیٹا آگے آگے چلا۔ عمر سعد کے قریب آ کر گھٹنے کے زور سے تیر کمان توڑ کر اس کے منہ پر ماری۔ کہا' یہ اپنے پاس رکھ! میں فاطمہؑ کے لالؑ کو سلام کرنے جا رہا ہوں۔ یہ کہہ کر خدا کی قسم گھوڑے سے اترا نہیں گر گیا۔

بیٹے سے کہنے لگا' ایک رومال سے میری آنکھوں پر کس کر پٹی باندھ دے' میں فاطمہؑ کے لالؑ سے آنکھیں نہیں ملا سکتا اور ایک رومال کس کر میرے دونوں ہاتھوں پہ باندھ دے' میں نے ان ہاتھوں سے حسینؑ کے گھوڑے کی لگام میں ہاتھ ڈال کر جھٹکا دیا تھا۔ خدا کی قسم! حُر اسی انداز سے چلا' کوئی ہم جیسا ہوتا تو کہتا' چل چل! کیا کرنے آیا ہے...... مگر اسے کہتے ہیں' رحمت اللعالمینؐ کا گھرانہ کہ ادھر سے گنہگار چلا۔ ادھر سے رحمت الٰہی چلی' گنہگار قریب آیا۔ مولاؑ کے گھوڑے کی رکاب پہ سر رکھا' لمبی چوڑی تقریر نہیں کی' صرف ایک جملہ کہا:

''رسولؐ کے بیٹے مجھ سے غلطی ہوگئی۔''

واہ رے حسینؑ ابن علیؑ! ایک ہاتھ حُر کے ماتھے پر رکھا' ایک ہاتھ داڑھی پر رکھا' بسم اللہ کہہ کر چہرہ اٹھایا' زین سے جھک کر ماتھا چوم کر کہا' بھائی حُر ہم نے معاف کیا' جیسے ہی زبان سے نکلا' بھائی حُر! ہم نے معاف کیا۔ شہزادہ علی اکبرؑ گھوڑے سے اترے' جھک کر کہا' چچا حُر سلام...... حبیب ابن مظاہر نے کہا' حُر میں حسینؑ کا بچپن کا دوست ہوں مگر مجھے حسینؑ نے بھائی نہیں کہا' تجھے بھائی بھی کہہ دیا' تو بڑا خوش نصیب ہے' تجھے مبارک ہو۔ جب یہ مبارکباد کی آوازیں خیموں میں پہنچیں تو ملکہ عالیہ نے سنیں۔ شہزادی عونؑ و محمدؑ سے آواز دے کر کہتی ہے' بیٹا! یہ کیسی مبارکبادیں ہیں؟ چھوٹے شہزادے نے کہا' اماں! جس نے ماموں کا رستہ روکا تھا اور گھوڑے کی لگام میں ہاتھ ڈالا تھا' وہ مجرم بن کر آیا ہے۔ زینبؑ نے کہا' پھر کیا ہوا؟

بیٹے نے جواب دیا' ماموں نے اسے بھائی کہہ دیا ہے۔

نیاز بیگ والو!

جس جس کی رگوں میں شریف خون ہے' اب یہ جملہ بھی سنتا جائے۔ علیؑ کی بیٹی کہنے لگی' عونؑ و محمدؑ!! باہر جاؤ' ایک حُر کے دائیں کھڑے ہونا' ایک بائیں کھڑے ہونا اور کہنا'

Presented by www.ziaraat.com

ماموں حُر! ہماری ماں زینبؑ سلام کہتی ہیں..... خدا کی قسم! جیسے ہی بچوں نے حُر کو سلام کیا' حُر کا چہرہ دودھ کی طرح سفید ہو گیا۔ مولاؑ نے فرمایا' حُر خیریت تو ہے؟ کہنے لگا' مولاؑ کوئی خیریت نہیں..... مولاؑ! مجھے یاد ہے کہ جب میں نے آپؑ کے گھوڑے کی لگام کو جھٹکا دیا تھا تو میں نے محملوں میں سیدانیوں کے رونے کی آوازیں سنی تھیں' اب آپؑ میرے سفارشی بنیں اور مجھے علیؑ کی بیٹی سے معافی لے دیں۔ جب تک مجھے علیؑ کی بیٹی معاف نہیں کرے گی' میں سکون سے مر نہیں سکوں گا۔ مولاؑ نے کہا' حُر فکر نہ کر..... آگے آگے مولاؑ' پیچھے پیچھے حُر' عباس غازیؑ نے "علم" کا سایہ کیا ہوا۔ علی اکبرؑ کبھی دائیں' کبھی بائیں..... مولاؑ خیمے کے اندر پہنچے' حُر باہر کھڑا ہوا ہے۔ مولاؑ نے کہا' بہن مبارک ہو' بھائی حُر آیا ہے۔

زینبؑ نے کہا' بھائی حسینؑ' بھائی حُر کو میرا سلام کہہ دو۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ حُر کی چیخیں نکل گئیں' رو کر کہنے لگا' گنہگار امت کو بخشوانے والی ماں کی بیٹی! میں گنہگار تیرے دروازے پر آیا ہوں' تجھے اپنی چادر عصمت کا واسطہ مجھے معاف کر دے۔ اب جواب کیا دیا' اسے صرف شریف لہو سن سکتا ہے۔ علیؑ کی بیٹی کہتی ہے بھائی حُر! مجھے شرمندہ نہ کر۔ اسے کہتے ہیں انسانیت کی معراج کہ گنہگار معافی مانگے اور کریم شرمندہ ہو رہا ہو..... میری شہزادی کی آنکھوں سے آنسو پھوٹ نکلے۔

مولا حسینؑ نے کہا' بہن اب کیوں روتی ہو؟ اب تو بھائی آیا ہے۔

تو فرماتی ہیں' حسینؑ اس آمد نے میرا دل زخمی کر دیا' میرے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

حسینؑ نے کہا' کیوں؟

زینبؑ نے کہا' حسینؑ سن! جب یہ دشمن بن کر آیا تھا تو ہم نے اسے پانی پلایا تھا' اس کے گھوڑوں کو سیراب کیا تھا' اس کے سپاہیوں کی پیاس بجھائی تھی۔ آج زینبؑ کا دل شکستہ ہے کہ جب یہ بھائی بن کر آیا ہے تو اس کی کوئی خدمت نہیں کر سکتی..... کچھ کھلا سکتی ہے' نہ پلا سکتی ہے۔

لیکن حُر جاؤ' زینبؑ تم سے دو وعدے کرتی ہے' ایک دنیا کا اور ایک آخرت کا۔ دنیا کا وعدہ یہ کرتی ہوں کہ اگر اس بے حیاء دنیا نے مجھے مہلت دی تو حسینؑ سے پہلے تیری لاش پر آؤں گی اور اپنے سفید بال کھول کر تیرا ماتم کروں گی اور آخرت کا یہ وعدہ کرتی ہوں کہ میں تجھ سے پہلے جنت میں ہرگز نہیں جاؤں گی۔

عزیزانِ محترم!

دسویں کی صبح کو جب شہزادہ علی اکبرؑ میدان جنگ میں جانے لگے تو حُر مولا حسینؑ کے پاؤں پہ گر گیا۔ کہنے لگا' مولاؑ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تیرا جوان بیٹا تیروں سے چھلنی ہو جائے اور میرا جوان بیٹا دیکھتا رہے۔

حسینؑ نے کہا' حُر! تو مہمان ہے۔ خدا کی قسم! حُر کی چیخیں نکل گئیں' رو کے کہنے لگا' مولاؑ! مہمان میں ہوں یا آپؑ!..... مولاؑ! مہمان تو آپؑ ہیں۔

مولاؑ! تجھے دادی کا واسطہ' تجھے ماں فاطمہ زہراؑ کا واسطہ' تجھے شہزادیوں کا واسطہ' علی اکبرؑ کو نہ جانے دے' پہلے میرے بیٹے کو بھیجیں۔ میرے مولاؑ نے علی ابن حُر کو زین پر بٹھایا۔ حُر کا بیٹا میدان کی طرف روانہ ہوا۔ ادھر سے علی ابن حُر چلا' ادھر سے تیر چلے' تلواریں چلیں' نیزے چلے..... علی ابن حُر سر سے لے کر پاؤں تک زخمی ہوا اور زخموں سے چور چور زمین سے زمین پر گرنے لگا تو آواز دی' بابا! میری لاش پر آؤ..... بابا! میری لاش پر آؤ.....

پھر حسینؑ سے کہا' مولاؑ! میرا آخری سلام.....!

بس نیاز بیگ والو!

میرا بیان ختم ہوا..... میں دور دراز سے آیا ہوا ایک سید..... میں دست بستہ ایک سوال پوچھ سکتا ہوں۔ کیوں میرے بزرگو! اگر نزع کے عالم میں جوان بیٹا باپ کو آواز دے تو ایمان سے بتائیے کہ باپ چاہے جتنا کمزور ہو' جتنا لاچار ہو' بیٹے کی آواز پہ پوری قوت کے

Presented by www.ziaraat.com

ساتھ دوڑ کر پہنچے گا یا نہیں؟

حُر کے بیٹے نے آواز دی' تو حُر بھی پوری قوت کے ساتھ دوڑا' پوری کوشش سے بیٹے کے پاس پہنچا' مگر جب وہاں پہنچا تو اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہاں پہنچ کر دیکھا تو فاطمہؑ کا لال حُر کے بیٹے کا سر اپنی گود میں لئے بیٹھا تھا اور ماتھا چوم کر کہہ رہا تھا' یا اللہ! یہ حُر کی نہیں میری قربانی آ رہی ہے..... حُر کھڑا دیکھتا رہا' بیٹے نے آخری ہچکی لی تو حُر جھکا اور جھک کر بیٹے کی لاش اٹھانے لگا..... مقتل کا ایک فقرہ سن لیں' یہیں بیان ختم کرنے لگا ہوں' "و قام الحسینؑ" حسینؑ کھڑے ہو گئے۔ "ولیدہ علی صدرہ" اور اپنے ہاتھ اس کے سینے پر رکھتے ہوئے اسے پیچھے کر دیا۔

حُر کانپتی ہوئی آواز میں بولا' مولاؑ' مولاؑ! مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی' مجھ سے کوئی خطا ہو گئی۔

حسینؑ نے کہا' حُر تو کیا کرنا چاہتا ہے؟

حُر بولا' مولاؑ! میں اپنے بیٹے کی لاش نہ اٹھاؤں.....

مولاؑ نے کہا' حُر تو تازہ تازہ آیا ہے' شاید تو شریعت کا قانون نہیں جانتا۔

کہا' مولاؑ! شریعت کا قانون کیا ہے؟

کہا' حُر! شریعت کا قانون ہے کہ کوئی باپ اپنے جوان بیٹے کی لاش نہ اٹھائے' حُر جب تک میں زندہ ہوں میں تجھے تیرے بیٹے کی لاش نہیں اٹھانے دوں گا.....

حُر تیرے بیٹے کی لاش میں اٹھاؤں گا۔

نیاز بیگ والو!

روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ' کربلا کی طرف منہ کر کے اتنا تو پوچھ لو کہ فاطمہؑ کے لال یہ جو فقرے تو نے حُر سے کہے تھے' اکبرؑ کی لاش پہ کتنے یاد آئے ہوں گے' اصغرؑ کی لاش اٹھاتے ہوئے کتنے یاد آئے ہوں گے.....

❀ ❀ ❀

مجلس چہارم

...ہم!

...کے فضل و کرم اور اس کی مہربانی سے ہم سب انسان ہیں۔ اللہ نے ہمیں ...جس جس کو اس نے انسان بنایا ہے' وہ اس اس سے یہی چاہتا ہے کہ وہ دنیا ...ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے تمہیں انسان بنایا ہے' لہٰذا تم انسان بن کر رہو' ...نہ فرشتہ! حیوان بننا بہت آسان ہے اور فرشتہ بننا بھی انسان کا کوئی کمال ...کوئی کا دل حیوان بننے کو کرے تو اس کے لئے بہت آسان طریقہ ہے' وہ ...جائے اور کھیت میں پہنچ کر جو چاہے کھاتا پھرے..... کیونکہ کسی حیوان نے ...چھا کہ یہ میرے مالک کا مال ہے یا نہیں؟ میں کھاؤں یا نہیں؟ یہ میرے لئے ...تو جو بھی حلال و حرام کی تمیز کے بغیر کھانا شروع کر دے' وہ حیوان ہے۔

...محترم سامعین!

...بننا کتنا آسان ہے اور فرشتہ بننا بھی کچھ مشکل نہیں اور نہ ہی کمال کی بات ...مولوی صاحب کی تعریف کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ سبحان اللہ! فلاں

Presented by www.ziaraat.com

مولوی صاحب تو بس فرشتے ہیں' حالانکہ یہ کوئی تعریف نہیں ہے۔ "فرشتہ ہیں" کا مطلب تو یہ ہے کہ ان میں انسانیت ہے ہی نہیں...... اور ویسے بھی فرشتے تو وہ ہیں جو کل انسان کے سامنے پڑے ہوئے تھے اور جس جس نے انسان کو سجدہ نہیں کیا وہ فرشتہ نہیں رہا۔ (صلواۃ)

بھئی! بات یہ ہے کہ آپ حضرات کو جہاں جہاں جگہ ملتی ہے وہیں تشریف رکھئے۔ اس لئے کہ آج میرے پاس وقت کم ہے' جو وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے اس کے سبب بہت سی چیزیں بیان سے نکل جاتی ہیں۔ خداوند عالم آپ کے اس حسن ساعت کو برقرار رکھے۔ آپ میری طرف بھرپور توجہ کیجئے تاکہ میں آپ سے ایک دو باتیں عرض کرسکوں۔

میں گزارش یہ کررہا تھا کہ انسان اتنا عظیم ہے کہ اللہ نے فرشتوں کی پیشانی اس کے سامنے جھکا دی اور جو انسان کے سامنے نہیں جھکا وہ فرشتہ ہی نہیں رہا' فرشتہ تو درکنار وہ تو کسی انسان کو شکل دکھانے کے قابل بھی نہیں رہا۔ (نعرۂ حیدری)

ماشاء اللہ اتنا مجمع بیٹھا ہے' کسی نے آج تک اس کی شکل نہیں دیکھی ہوگی' جب سے وہ نکالا گیا ہے آج تک اپنی شکل میں انسان کے سامنے نہیں آیا...... اور مولوی صاحبان کو تو اس سے اتنی ضد ہے کہ وہ کوئی کام ہی نہیں کرتے' جب تک اس پر نعوذ باللہ نہ پڑھ لیں۔ غلطی اپنی ہوتی ہے' لعنت اس پر تھوک دیتے ہیں...... میں نے بڑے بڑے مولوی صاحبان سے پوچھا ہے' بھئی! یہ تم اس پر لعنت کیوں کرتے ہو؟ کہتے ہیں' صاحب! آپ کو پتہ نہیں بڑا ابلیس ہے' ہمیں گمراہ کرتا ہے۔ میں نے کہا' فرض کرو وہ لاہور میں دس بجے تک کررہا ہے تو کم از کم فیصل آباد والے تو اس کے شر سے محفوظ ہیں' وہ تو لعنت کرنے کا حق نہیں رکھتے...... اس لئے کہ وہ لاہور میں ہے' فیصل آباد میں نہیں پہنچے گا اور اگر فیصل آباد میں ہے تو کراچی والے تو لعنت کا حق نہیں رکھتے' مگر وہاں بھی ہر کوئی لعنت بھیج رہا ہے اور اگر وہاں ہے تو لندن والوں کو تو ہرگز حق نہیں پہنچتا کہ اس پر لعنت بھیجیں' مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ وہاں پر بھی...... اور میں دکھ رہا ہوں کہ اس پر ۲۴ گھنٹے اعوذ باللہ بھی پڑھی جارہی ہے۔ کیوں بھیجتے ہو اس پر لعنت؟ اس لئے کہ یہ بڑا خبیث ہے اور ہر جگہ گمراہ کرتا ہے......

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ شیطان پر اتنا پکا ایمان ہے کہ وہ ہر جگہ حاظر و ناظر ہوتا ہے اور اگر میں کہوں کہ میرا نبیؐ اور امامؑ بھی حاضر و ناظر تو کہیں گے' ایہہ گل سمجھ وچ نئیں آندی...... بھئی مجھ وچ کیوں نئیں آندی۔ اگر گمراہ کرنے والا ہر جگہ حاضر ناظر ہوسکتا ہے تو ہدایت دینے والا ہر جگہ حاضر و ناظر کیوں کر نہیں ہوسکتا...... (نعرۂ حیدری)

سامعین!

اگر قیامت کے دن اللہ مجھ سے کہے گا کہ چل جہنم میں۔ میں کہوں گا' یااللہ! میرا گناہ' میری غلطی' میرا قصور؟ میں تو کمزور انسان تھا مجھ سے گناہ ہوگئے...... اب وہ کہے گا' کیوں کئے گناہ؟ میں کہوں گا' میں تو تھا سیدھا سادا انسان اور میرے مقابلے میں تھا' تیری اپوزیشن کا لیڈر شیطان...... میرا اس سے کیا مقابلہ؟ وہ طاقتور' میں کمزور۔ وہ گمراہ کرتا رہا' میں ہوتا رہا...... توبہ کرکے کہتا ہوں' یااللہ! یہ تیری اپنی سیاسی ہیر پھیر کا نتیجہ ہے کہ تم نے گمراہ کرنے والا رکھا' ہدایت کرنے والا رکھا ہی نہیں۔ اگر تو ہدایت کرنے والا بھی رکھتا اور وہ ہدایت کرتا تو میں گمراہ کیوں ہوتا؟......

بولئے! اللہ کے پاس اس کا کوئی جواب ہے؟ اگر جواب نہیں تو پھر اللہ اللہ نہیں...... اور اگر جواب ہے تو کیا جواب ہے؟ وہی جواب ہے جو فقہ جعفریہ کا جواب ہے' وہی جواب ہے جو غلامانِ آلِ محمدؐ کا جواب ہے۔ اللہ کہے گا' یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ میں بندوں پر ظلم کروں اور ہر دور میں گمراہ کرنے والے کو کھلی چھٹی دے دوں' جبکہ ہدایت کرنے والا رکھوں ہی نہیں۔ میں نے اگر ہر دور میں گمراہ کرنے والے کو رکھا ہے تو ایک ہدایت کرنے والا بھی رکھا ہے۔ اب تقاضائے عدل یہ ہے کہ اگر گمراہ کرنے والا ظاہر ہوکر گمراہ کرے تو ہدایت دینے والا بھی ظاہر ہو کہ ہدایت دے اور اگر گمراہ کرنے والا غائب ہوکر گمراہ کرے تو ہدایت دینے والا بھی غائب رہ کر ہدایت دے...... (نعرۂ حیدری)

Presented by www.ziaraat.com

توجہ ہے صاحبان!

اور جب اللہ نے پوچھا کہ کیوں سجدہ نہیں کرتا اسے......

وما خلقت بید

"جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے خلق کیا۔"

حافظانِ قرآن ذرا غور کریں، پڑھیں قرآن کہ قرآن میں "یدایا" کا لفظ ہے کہ نہیں۔ جسے میں نے خلق کیا، اپنے دونوں ہاتھوں سے۔ تو جواب میں کہتا ہے (شیطان) میری عبادت میں فرق آتا ہے، میری اطاعت میں فرق آتا ہے۔ جو پیشانی تیرے سامنے جھکی وہ کسی غیر کے سامنے کیسے جھکے؟ وہاں اللہ جلال میں آ کر مفہوم عبادت کو ظاہر کرتا ہے اور اس کا جلال ایک ایک لفظ سے ظاہر ہے۔ یہ نہیں کہتا "ھو العظیم" یہ نہیں کہتا "ھو الملکوت" بلکہ پورے جلال میں آ کر کہتا ہے، کیا کہا تو نے یا لعین، او ملعون! تیری عبادت میں فرق آتا ہے۔ سن...... میری عبادت وہ نہیں جسے تو چاہے، میری عبادت وہ ہے جسے میں چاہوں...... میری چاہت پر عمل کرنے کا نام عبادت ہے...... ہر وہ کام عبادت ہے جسے اللہ چاہتا ہے اور اگر وہ نہ چاہے تو عبادت ہی نہیں۔

توجہ ہے صاحبان!

میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ اس کے بعد کے جواب ہیں، ذرا قرآن مجید کی تلاوت فرمائیے، جو پہلا جملہ اس کی زبان سے نکلا تھا، اسی نے اسے قیامت تک کے لئے لعنتی بنا دیا۔ پہلا جملہ کیا تھا؟ بے ساختہ کہنے لگا "لم یکن" میں نہیں سجدہ کرتا اس بشر کو۔ یہ سن کر رحمان و رحیم، جبار و قہار ہو گیا۔ اس نے کہا، نکل جا میرے دربار سے، جسے میں نے اپنا نبی بنایا ہے تو اسے بشر کہہ رہا ہے۔

نبی کو بشر کس نے کہا...... یہ ہمارے نوجوان چھیڑ چھاڑ کرنے کے لئے بڑے سوالات کرتے ہیں۔ یہ کچھ اب بھی آئے پڑے ہیں سوالات، میری نظر کمزور ہے، گھر جا کر ہی پڑھوں گا اور کل بتاؤں گا کہ کیا کیا سوال ہیں۔

سامعین!

میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ نوجوان چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیطان کی نشانی کیا ہے؟ اب اگر میرے پاس کیمرہ ہوتا تو میں مکمل تصویر کھینچ کر آپ کو دے دیتا۔ اس وقت تو میں بھی نہیں تھا، البتہ قرآن مجید نے تصویر کھینچ دی ہے کہ سب سے پہلے نبی کو بشر اس نے کہا۔ اب جو نبی کو بشر کہتا ہوا نظر آئے، سمجھ لو اسی کی تصویر ہے۔ (نعرۂ حیدری)

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

خدا کی قسم! پیغمبر اکرمؐ عقلی طور پر ہم جیسے بشر ہیں، نہ فکری طور پر۔ منصب کے اعتبار سے ہم جیسے بشر ہیں، نہ شرعی اعتبار سے، کیونکہ ہمارا کلمہ اور ہے نبی کا کلمہ اور ہے۔ ہمارا کلمہ ہے:

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ

مگر نبی اکرمؐ کا کلمہ ہے:

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انی محمد رسول اللہ

ہم پر پانچ نمازیں واجب ہیں، نبی پر چھ نمازیں واجب ہیں...... نبیؐ پر حکم ہوتا ہے، میرے حبیبؐ! آپ نماز تہجد بھی پڑھیں۔ میں نماز پڑھ رہا ہوں، مجھے امیر بلائے، کبیر بلائے، منبر بلائے، وزیر بلائے، چیف ایگزیکٹو بھی اگر بلائے یا Even پریذیڈنٹ بھی بلائے تو میں

Presented by www.ziaraat.com

اور اس کی آواز پر لبیک کہو۔ شرعی طور پر فرق سمجھ میں آ رہا ہے۔ آپ چار تک شادیاں کر سکتے ہیں، بشرطیکہ پہلی بیگم اور چیئرمین صاحب یونین کونسل اجازت دے دیں، مگر نبی کسی سے اجازت لینے کا پابند نہیں، وہ جتنی چاہے شادیاں کر سکتا ہے۔ میرے مرنے کے بعد میری بیوی جس سے چاہے شادی کر سکتی ہے، مگر نبی کی بیوی کسی سے نکاح نہیں کر سکتی۔

توجہ ہے دوستو!

خدا کی قسم! نبی اکرمؐ کو بشر محض سمجھنے والے مصر کی کافرہ عورتوں سے بھی گھٹیا ذہن کے مالک ہیں اس لئے کہ جب زلیخا پر انہوں نے اعتراض کئے تھے کہ وہ ایک غلام پر عاشق ہو گئی۔ ملکہ مصر ہو کر ایک غلام پر مرمٹی، تو اگر زلیخا چاہتی تو انہیں دو دو ڈنڈے لگواتی اور سارے اعتراضات کے منہ بند کر دیتی، لیکن وہ سمجھتی تھی کہ سچی محبت میں سختیوں سے اعتراضات ختم نہیں ہو سکتے۔

میری بات پر غور ہے صاحبان!

زلیخا نے کہا کہ پھر اس طرح کرو کہ یوسفؑ کا جلوہ دکھا دیتی ہوں۔ انہوں نے کہا، ہمیں اور کیا چاہئے۔ چنانچہ مفسرین نے لکھا کہ اس نے دس پندرہ دیگیں چڑھوائیں۔ مصر کی عورتوں کو دعوت دی۔ یہ دیگیں کیا ہیں بھائی؟ تبرک ہے اور یہ تبرک کیا ہے؟ سچی محبت یہ اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کرنے کا طریقہ ہے اور جب سب لائن میں بیٹھ گئیں تو زلیخا نے انہیں لیموں کا ایک ایک کھٹا پھل دیا کہ آج تمہیں تمہارے اعتراض کا پھل ملے گا...... پھر ایک ایک چھری دے دی اور کہا کہ جیسے ہی یوسفؑ کو دیکھنا تو چھری سے پھل کاٹ دینا۔ سامنے پردے میں یوسفؑ تھے، پردے کے نزدیک ایک کنیز کھڑی ہے۔ ادھر زلیخا نے کہا، ہوشیار! عورتوں نے چھریاں اور پھل اٹھائے۔ زلیخا نے رومال ہلایا، کنیز نے پردہ ہٹایا...... یوسفؑ نکلے، حسن کی بجلی چمکی اور چھریاں چل گئیں اور ایسی چلیں کہ انگلیاں کٹ گئیں۔ یہ

انگلیاں کیوں کٹیں؟ اس لئے کہ سچی محبت پر اٹھی تھیں..... (توجہ ہے یا نہیں) قرآن نے بے ساختہ کہا، ان کی زبان سے یوسفؑ کو دیکھ کر فوراً نکلا "حاشا للہ، حاشا للہ، حاشا للہ" توبہ توبہ "ماھذا بشرو ان ھذا الا ملک کریم" توبہ توبہ، یہ کوئی بشر نہیں ہے، یہ تو کوئی نوری فرشتہ ہے۔

میں کہتا ہوں، آج کل کے پڑھے لکھے ان ملاؤں سے تو وہ کافرہ عورتیں زیادہ عقلمند تھیں، جو نبی کو نوری فرشتہ کہہ اٹھیں، بشر نہ سمجھیں۔ (نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، نعرۂ حیدری)

ہمارے مولوی صاحبان جب نبی اکرمؐ کا موازنہ دوسرے انبیاءؑ سے کرتے ہیں، تو کہتے ہیں۔

حسن یوسفؑ، دم عیسیٰؑ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہم دارند تو تنہا داری

کہ یوسفؑ کا حسن، عیسیٰؑ کا دم اور موسیٰؑ کا ید بیضا جو ہر ایک میں الگ الگ تھا، تو تنہا...... یہ سب کمالات تیرے اکیلے کے پاس جمع ہو گئے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ پیغمبر اکرمؐ کی تعریف ہی نہیں۔ یہ کیا تعریف ہے؟ یوسفؑ کے حسن سے پیغمبر کا کیا مقابلہ؟ یہ تو ایسے ہی ہے کہ کسی پی ایچ ڈی کی تعریف کریں کہ سبحان اللہ، سبحان اللہ! یہ صاحب بڑے قابل ہیں، پی ایچ ڈی ہیں، یعنی ان میں پرائمری جتنی قابلیت ہے۔ اب کہاں پرائمری اور کہاں پی ایچ ڈی؟ کوئی نسبت ہی نہیں ہے، پیغمبر اکرمؐ کی یوسفؑ کے ساتھ......

سامعین!

گھبرا تو نہیں گئے آپ..... آپ کی خاموشی کو توڑنے کے لئے ایک جملہ کہتا ہوں۔ یوسفؑ کون؟ محبوب زلیخا..... محمدؐ کون؟ محبوب خدا.....

توجہ کیجئے گا، وہ محبوب زلیخا، یہ محبوب خدا، دونوں کے حسن میں اتنا ہی فرق ہے، جتنا زلیخا اور خدا میں ہے، اور اتنا ہی فرق یوسفؑ اور مصطفیٰؐ میں ہے..... بھئی! ذرا جاگ کر صلواۃ

Presented by www.ziaraat.com

پڑھ دیں آپ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر۔

توجہ ہے صاحبان!

کوئی تقابل ہی نہیں ہے..... بلکہ آپ مفسرین کی تفسیریں پڑھیں۔ زلیخا جو یوسفؑ کو مادی جذبات بھڑکا بھڑکا کر اپنے قریب میں لانا چاہتی تھی اور دام میں پھنسانا چاہتی تھی، جب حسن یوسفؑ ہاتھ میں نہ آیا تو اتنی مایوس ہوئی کہ جوانی بڑھاپے میں بدل گئی..... کمر جھک گئی بھنویں لٹک گئیں، اونچا سننے لگی، تخت وتاج سے محروم ہوگئی..... ادھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ یوسفؑ جو مصر کے بازار میں بکا تھا، وہ مصر کے تخت وتاج کا مالک بن گیا۔ سرکاری عملے نے زلیخا (ملکہ عالیہ) کو اٹھا کر فٹ پاتھ کے ایک کنارے پر پھینک دیا۔

توجہ کیجئے گا!

ایک دن جناب یوسفؑ کی سواری گزر رہی تھی..... ''ہٹو بچو'' کی آوازیں، باادب ملاحظہ ہوشیار کی صدائیں۔ جب سواری وہاں سے گزری جہاں فٹ پاتھ پر زلیخا پڑی ہوئی تھی، تو ایک دم کہنے لگی، کوئی میرے قریب ہے؟ دو سرکاری ملازم وہاں کھڑے تھے، انہوں نے کہا، بڑھیا کیا بات ہے؟ کہا، ادھر سے یوسفؑ تو نہیں گزرا..... کہا، بڑھیا! تجھے کیسے پتہ چلا، نظر تو تجھے نہیں آتا؟ بڑھیا نے کہا، یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے..... کوئی ہے جو مجھے یوسفؑ تک پہنچائے؟

سپاہیوں نے کہا، تو وہی تو نہیں ہے جس نے ہمارے شہنشاہ کے دامن عصمت کو داغدار کرنے کی کوشش کی تھی؟ ہم تمہیں نہیں لے جائیں گے۔

کہا، نہیں مجھے لے چلو..... کہا، نہیں لے جائیں گے۔

زلیخا نے کہا، تمہیں اسی یوسفؑ کا واسطہ مجھے اس کے قریب لے چلو۔

یہ بحث حد سے بڑھی تو اللہ کے نبیؑ نے سن لی۔ پوچھا، کون ہے؟ کیا بات ہے؟

عملے نے عرض کیا، سرکارؑ! وہی بڑھیا ہے جس نے آپؑ کے دامن کو داغدار کیا تھا..... کوئی ہم جیسا ہوتا تو کہتا اس کو اٹھا کر دور پرے پھینک دو، مگر وہ بارگاہ نبوت تھی۔ کہا، ہم جانتے ہیں، روکتے کیوں ہو، اسے آنے دو۔

بھئی توجہ کیجئے گا!

آنے دو..... قریب پہنچی تو یوسفؑ نے کہا، زلیخا تیرا یہ کیا حال ہوگیا۔ ٹھنڈی آہ بھر کر کہنے لگی، یوسفؑ! تیرے حسن سے محرومی نے میرا یہ حشر کر دیا۔ یوسفؑ! نہ میں محروم ہوتی، نہ میرا یہ حال ہوتا۔

یوسفؑ نے کہا، ارے تم نے تو مجھے دیکھا تھا، اگر کہیں تم میرے سردار محمدؐ کو دیکھ لیتیں تو پھر تمہارا کیا حال ہوتا؟

بھئی!

یہ اسم گرامی سننا تھا کہ یکدم اس کی آنکھیں بند ہوئیں اور حسن کی ایک بجلی سی کوند گئی۔ مسکرا کر کہنے لگی، یوسفؑ سچ کہتے ہو، سچ کہتے ہو، اس کے مقابلے میں تمہارا حسن تو کچھ بھی نہیں!

یوسفؑ نے کہا، زلیخا تمہیں کیسے پتہ چلا؟

زلیخا نے جواب دیا، جب آپؑ نے اسم محمدؐ بولا تو حسن کی بجلی چمکی۔ اب اس کی محبت میرے دل میں پیدا ہوگئی، تیری محبت خدا جانے کہاں گئی۔ ایک دم جبرائیلؑ امین نازل ہوا، کہا، اللہ کہہ رہا ہے یوسفؑ اس کی جوانی کے لوٹانے کی دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دے، کیونکہ اب اس کے دل میں میرے محبوب کی محبت پیدا ہوگئی ہے..... میں کہتا ہوں، یااللہ! جوانی تو نے دینی ہے، رعنائی تو نے دینی ہے، توانائی تو نے دینی ہے، پھر کیا ضروری ہے کہ یوسفؑ ہاتھ اٹھائے؟

Presented by www.ziaraat.com

کہا' دینے والے ہم ہیں' لیکن جب تک نبی کے ہاتھ کا وسیلہ نہیں بنتا ہم کچھ نہیں دیتے۔ (نعرۂ رسالت)

دوستو!

دعا کے لئے ہاتھ اٹھے۔ ہاتھوں کا اٹھنا تھا کہ زلیخا کے بدن پر پڑی ہوئی جھریاں ختم ہونا شروع ہوئیں' جھکی ہوئی کمر سیدھی ہونے لگی' زلفوں کا بال بال سیاہ ہونے لگا' مسکراہٹ ہونٹوں پر کھیلنے لگ گئی ... زلیخا کا شباب پلٹ آیا' جس طرح مولاؑ کے اشارے سے آفتاب پلٹ آیا۔

توجہ ہے صاحبان!

اب حسنِ یوسفؑ اور حسنِ مصطفیٰؐ میں فرق سمجھ آیا۔ یوسفؑ کا حسن وہ حسن ہے کہ جس نے زلیخا کی جوانی کو بڑھاپے میں بدل دیا اور محمدؐ کے حسن کی ایک جھلک وہ ہے جس نے اس کے بڑھاپے کو بھگا کر پھر سے جوانی بحال کر دی۔ (نعرۂ رسالت)

(بھئی! ذرا بیدار ہو کر نعرۂ تکبیر' اللہ اکبر..... نعرۂ رسالت' یا رسول اللہ..... نعرۂ حیدری' یا علیؑ!)

سامعین!

نہ سرکار دو عالم کے ہاتھ ہمارے جیسے ہیں' نہ ان کی آنکھیں ہماری آنکھوں جیسی ہیں' نہ ان کا چہرہ ہمارے چہروں جیسا ہے' نہ ان کے قدم ہمارے قدموں جیسے ہیں۔

ارے بھیا! ہمارے ہاتھ تو ایسے ہیں کہ کوئی طاقتور جب چاہے یہ ہاتھ مروڑ کر دو گھونسے مار کر ہمارا ستیاناس کر دے۔ (بیٹھے او یا "ٹر" گئے او!..... میں کہتا ہوں اللہ کرے آپ سو جائیں اور میں کھسک جاؤں .....)

یاد رکھیے عزیزانِ محترم!

ہمارے ہاتھ ایسے کہ جب چاہے کوئی مروڑ کر دو گھونسے مار کے توڑ دے..... بابا! یہ بھی قصیدہ ہے' مگر مولوی کی زبان سے ہے۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں ... (توجہ چاہتا ہوں!) ہمارے ہاتھ جو چاہے مروڑ دے اور نبیؐ کے ہاتھ وہ ہیں کہ اشارہ کر دیں تو بادل آ جائیں' چاند کی طرف اٹھ جائیں تو چاند شق ہو جائے' ابوجہل کی طرف اٹھ جائیں تو اس کا چہرہ فق ہو جائے..... ہمارے کان وہ ہیں کہ جو بغیر لاؤڈ سپیکر کے آواز نہیں سنتے' مگر نبیؐ کے کان وہ ہیں کہ شکم مادر میں بھی عالم لاہوت میں چلتے ہوئے قلم کی صدائیں سن رہے ہیں۔ میرے دانت وہ ہیں کہ جو چاہے نکال کر باہر پھینک دے' نبیؐ کے دانت وہ ہیں کہ اندھیری کوٹھڑی میں مسکرا دیں تو اُم المومنین حضرت عائشہ کو گمشدہ سوئی مل جائے اور جناب خدیجۃ الکبریٰ کو یکسوئی مل جائے۔ (فرق سمجھ میں آ رہا ہے... صلوٰۃ)

سامعین!

میرا لعاب دہن وہ ہے کہ کہیں تھوک دوں تو گورنمنٹ کو بورڈ لگانے پڑتے ہیں کہ "یہاں تھوکنا منع ہے' تھوکنے سے ٹی بی پھیلتی ہے....." اور نبی اکرمؐ کا لعاب دہن وہ ہے کہ کھارے کنویں میں ڈال دیں تو پانی کا کھارا پن دور ہو جائے' علیؑ کی آنکھ میں لگا دیں تو سرخی کافور ہو جائے' کسی صحابی کے زخم پر لگا دیں تو سانپ کا زہر دور ہو جائے اور حسینؑ کو چوسا دیں تو سینہ علم سے طور ہو جائے۔

ارے! میرے بال وہ ہیں کہ جب کوئی چاہے کاٹ کر لے جائے ... نالی پہ پھینک دے' سڑکوں پہ پھینک دے۔ مگر نبی اکرمؐ کے بال وہ ہیں کہ خالد بن ولید اپنی ٹوپی میں رکھ لے تو جس جنگ میں جائے فتح پائے' ہرقل اپنے تاج میں رکھ لے تو درد سر سے شفایاب ہو جائے' ابو صالح کے گھر میں رہ جائیں تو فرشتے تمام رات تسبیح و تقدیس کرتے

Presented by www.ziaraat.com

رہیں..... سمجھ میں نہیں آتا' یارسول اللہ! جب بال کا یہ حال ہے تو آلؑ کا کیا حال ہوگا.....

میری عقل اور نبیؐ کی عقل میں فرق ہے۔ میں کام کرتا ہوں عقل انسانی کی رہنمائی میں اور عقل انسانی بھٹک بھی جاتی ہے' مگر نبیؐ جو کام کرتا ہے وہ عقل انسانی کی رہنمائی ہی میں نہیں کرتا' وحی الٰہی کے اشارے سے کرتا ہے۔ نبیؐ چلتے پھرتے ہیں تو وحی سے' روتے کو چپ کراتے ہیں تو وحی سے' چادر کو اڑھاتے ہیں تو وحی سے' صلح میں قلم دیتے ہیں تو وحی سے' جنگ میں علم دیتے ہیں تو وحی سے' مسلمان کرتے ہیں تو وحی سے' سلمانؓ کرتے ہیں تو وحی سے.....

محترم سامعین!

توجہ فرمائی آپ نے..... یاد رکھئے! زمین و آسمان کا فرق ہے۔ عزیزانِ محترم! آج جب میں طرح طرح کی تحریریں پڑھتا ہوں اور عجیب وغریب داستانوں کا مطالعہ کرتا ہوں تو بڑی حیرت ہوتی ہے کہ نہیں جان بوجھ کر تو نہیں البتہ کبھی کبھی غلطی کر بیٹھتا ہے..... ہمارا پڑھا لکھا رائٹر (Writer) یہ کہتا ہے کہ خطا کر سکتے ہیں' لیکن عیسائیوں کا راہب اور پیشوا کہتا ہے کہ شفاء کر سکتے ہیں..... یہ کون تھا..... ورقہ بن نوفل۔ ورقہ عیسائیوں کا وہ پادری تھا جسے اس زمانے میں وہی مقام حاصل تھا جو آج پوپ پال کو ہے..... پوپ پال کو ایک بادشاہ کی سی حیثیت حاصل ہے' ویٹیکن سٹی کا رہنے والا' مگر جب بھی باہر جاتا ہے تو شاہی استقبال کیا جاتا ہے۔ یہی ورقہ بن نوفل کی پوزیشن تھی' یہ ورقہ بن نوفل حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ کا چچازاد بھائی تھا۔ ایک دن وہ خدیجہؑ کے گھر آیا تو کہنے لگا' کیا بات ہے خدیجہ بہن! آج کل آپؑ پریشان پریشان نظر آتی ہیں.....؟ خدیجہؑ نے کہا' پریشان کیسے نہ ہوں' نہ کوئی رفیقِ زندگی' نہ مونسِ تنہائی اور نہ کوئی رفیقِ سفر.....!!!

ورقہ نے کہا' شادیوں کے اتنے پیغام آئے' اتنے رشتے آئے' تم کوئی رشتہ قبول کرلیتیں..... خدیجہؑ نے کہا' ورقہ میں مکہ سے باہر نہیں جانا چاہتی..... ورقہ

عتیبہ ہے' سردارانِ قریش ہیں' ان میں سے کسی کے ساتھ شادی کرلو۔ خدیجہؑ نے کہا' یہ سب کے سب گمراہ معلوم ہوتے ہیں۔

ب ادب!

(اگر تشریف فرما ہیں تو ان سے خصوصی توجہ کا طالب ہوں) جب خدیجہؑ نے کہا کہ سب گمراہ معلوم ہوتے ہیں تو ایک دم ورقہ نے پلٹ کر کہا' سنا ہے عبداللہ کے یتیم محمدؐ کا پیغام آیا ہوا ہے۔ محمدؐ کا نام سنا تو خدیجہؑ کے چہرے پر تبسم آ گیا' مگر پردہ دار بیٹی کی ماں حیاء نے نقاب ڈال دی..... (اب کیا کروں میں' میرے پاس سُر ہے نہ گلا' ورنہ ٹنوں ی وزنی ہیں وہ الفاظ جو بی بی خدیجہؑ کے لئے زبان سے نکال رہا ہوں)

کہا' ورقہ تم باہر رہتے ہو' اگر محمد مصطفیٰؐ میں کوئی نقص ہو' غلطی ہو یا سہو ہو تو بیان ؟ ورقہ نے کہا کہ جو غلطیاں میں نے محمدؐ میں دیکھیں ہیں' اگر بیان کروں تو ناراض تو ں ہوگی؟ خدیجہ بولی' نہیں ہوں گی..... ورقہ نے کہا' پھر جو عیب میں نے دیکھے ہیں سن لو' ل عظیم' جود کریم'، ان کا حسب بے مثال ہے' ان کا نسب باکمال ہے' وہ کرم میں ابر تر طرح ہیں' سخاوت میں سمندر کی طرح ہیں' طہارت میں گوہر کی طرح ہیں..... خدیجۃ کیؑ نے کہا' ورقہ ہم نے تو کہا تھا کہ عیب بیان کرو' تم نے تو الٹے فضائل بیان کرنا شروع دیئے۔ فضائل نہیں' عیب بیان کرو۔

ورقہ نے کہا' میری توبہ خدیجہؑ' لو اب عیب سن لو' ان کی زلفیں شب دیجور' ان کی نی پہ نور' ان کے لبوں پہ سرور ہے' ان کے رخسار گلابی ہیں' ان کے ہونٹ عنابی ہیں' ان کی یاں بلوریں ہیں۔

خدیجہ نے کہا' ورقہ ہم کہتے ہیں عیب بیان کرو' تم نے پھر فضائل سنانا شروع کر ئے..... ورقہ نے کہا' معافی چاہتا ہوں خدیجہؑ! لو اب عیوب سنو:

وجہ قمر' جبینہ اطہر!

Presented by www.ziaraat.com

ان کا چہرہ قمر ہے' ان کی جبین اطہر ہے' گفتگو شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ چلتے ہیں تو فرزند جمیل ہیں' آتے ہیں تو بطل جلیل ہیں اور ان کی زبان کا ہر ہر لفظ تفسیر انجیل ہے۔

خدیجہؑ نے پھر کہا' ہم کہتے ہیں عیب بیان کرو' تم نے پھر فضائل سنانا شروع کر دیئے ..... تنگ آ کر ورقہ نے کہا' جب محمدؐ کی پوری زندگی میں کہیں عیب نظر ہی نہ آئے تو کہاں سے بیان کروں۔ (صلواۃ)

سامعین محترم!

خدیجہؑ کے دل نے جھوم کر کہا' کشتی کو کنارا مل گیا' عاشق کو سہارا مل گیا' زمین کو افلاک کا تارا مل گیا' اب اگر میں شادی کروں گی تو محمدؐ سے کروں گی۔

ورقہ نے کہا' اگر میں تمہاری شادی محمدؐ سے کرا دوں تو انعام میں کیا دو گی؟

خدیجہؑ بولی' سارا خزینہ تیرا اور شاہِ مدینہ میرا.....

ورقہ نے کہا' مجھے عطا کی ضرورت نہیں' میں نے تورات میں پڑھا ہے' انجیل میں دیکھا ہے' زبور میں مطالعہ کیا ہے کہ قیامت کے دن تیرے شوہر کے علاوہ کوئی شافعِ محشر نہیں ہوگا' لہٰذا اگر تم میری شفاعت کی ذمہ داری لے لو تو یہ کام میں کراتا ہوں۔

خدیجہؑ نے کہا' میں ضامن' میں ضامن!!

نیاز بیگ کے مومنین!

میرا بیان سمٹ رہا ہے' ہم مل کر پوچھیں یہ کوئی مسلمان تو نہیں' یہ تو عیسائی ہے' Cristian ہے۔ خدیجہؑ بی بی آپ کس کی شفاعت کی ذمہ داری لے رہی ہیں.....

جواب ملا' اگر محمدؐ کے گھر نہ جا رہی ہوتی تو میرا دل دھڑکتا' الحمدللہ میں تو شفاعت کے گھرانے میں جا رہی ہوں' جیسے چاہوں گی کہہ دوں گی' احمد مختار کو کہہ دوں گی' حیدر کرارؑ سے کہہ دوں گی' عباسؑ وفادار سے کہہ دوں گی..... ان میں سے کسی نے میری بات نہ

مانی تو شام کے قافلہ سالار سے کہہ دوں گی۔ خدا کی قسم! عزیزو! شام کا قافلہ سالار کہ جس کا نام تو علیؑ ہے مگر لقب ہے سید الساجدین' زین العابدین..... ماں ایران کی شہزادی' باپ عالمین کا شہزادہ..... رگوں میں شاہی خون..... عبادت کا یہ عالم کہ شیعہ سنی روایات میں ہے کہ شیطان ایک دن سانپ کی صورت میں میرے اس امامؑ کے مصلے پر چلا گیا' میرا یہ امامؑ مشغول نماز تھا۔ روایت میں ہے کہ سانپ صرف مصلے پر نہیں گیا' بلکہ اس نے میرے امامؑ کا انگوٹھا منہ میں لے کر چبایا..... چہرۂ امامؑ دیکھا تو خضوع و خشوع میں ذرا فرق نہ آیا تھا۔ روایت کا یہ جملہ ہے کہ شیطان گھبرا کر پیچھے ہٹا اور کانپتی ہوئی آواز میں آسمان کی طرف نگاہ کر کے کہنے لگا' یا اللہ! میں بھی گواہی دیتا ہوں' بے شک یہ زین العابدین ہے' بے شک یہ سید الساجدین ہے۔

عزیزانِ محترم!

اسی لئے امیرالمومنینؑ فرمایا کرتے تھے' بیٹا زینبؑ! باقی بچوں کا مزاج اور ہے' زین العابدین کا مزاج اور ہے۔ اس کی ماں ایران کی شہزادی ہے' اس کا باپ عالمین کا شہزادہ ہے' اس کی رگوں میں شاہی خون ہے' اس کا مزاج بڑا نازک ہے' اس کے لئے ٹھنڈا پانی لایا کرو' اس کے لئے نرم بستر بچھایا کرو اور دیکھو یہ بازار میں نہ نکلنے پائے' اگر شاہی لہو کے بچے بازاروں میں نکلیں تو انہیں نظر لگ جاتی ہے۔

امیرالمومنینؑ نے رمضان المبارک کی ۲۱ تاریخ کو اس دنیا سے آنکھیں بند کرتے ہوئے فرمایا تھا' بیٹی زینبؑ! بیٹی اُمِ کلثومؑ! میں تاکید کرتا ہوں کہ گھر میں کوئی عورت ننگے سر اس کے سامنے نہ آیا کرے' اس کی شاہی غیرت یہ برداشت نہیں کر سکے گی' بھول کر بھی ننگے سر اس کے سامنے نہ آنا۔

عزیزانِ محترم!

Presented by www.ziaraat.com

ان کا چہرہ قمر ہے' ان کی جبین اطہر ہے' گفتگو شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ چلتے ہیں تو فرزند جمیل ہیں' آتے ہیں تو بطل جلیل ہیں اور ان کی زبان کا ہر ہر لفظ تفسیر انجیل ہے۔

خدیجہؑ نے پھر کہا' ہم کہتے ہیں عیب بیان کرو' تم نے پھر فضائل سنانا شروع کر دیئے.... تنگ آ کر ورقہ نے کہا' جب محمدؐ کی پوری زندگی میں کہیں عیب نظر ہی نہ آئے تو کہاں سے بیان کروں۔ (صلواۃ)

سامعین محترم!

خدیجہؑ کے دل نے جھوم کر کہا' کشتی کو کنارا مل گیا' عاشق کو سہارا مل گیا' زمین کو افلاک کا تارا مل گیا' اب اگر میں شادی کروں گی تو محمدؐ سے کروں گی۔

ورقہ نے کہا' اگر میں تمہاری شادی محمدؐ سے کرا دوں تو انعام میں کیا دو گی؟

خدیجہؑ بولی' سارا خزینہ تیرا اور شاہِ مدینہ میرا......

ورقہ نے کہا' مجھے عطا کی ضرورت نہیں' میں نے تورات میں پڑھا ہے' انجیل میں دیکھا ہے' زبور میں مطالعہ کیا ہے کہ قیامت کے دن تیرے شوہر کے علاوہ کوئی شافعِ محشر نہیں ہوگا' لہٰذا اگر تم میری شفاعت کی ذمہ داری لے لو تو یہ کام میں کراتا ہوں۔

خدیجہؑ نے کہا' میں ضامن' میں ضامن!!

نیاز بیگ کے مومنین!

میرا بیان سمٹ رہا ہے' ہم مل کر پوچھیں یہ کوئی مسلمان تو نہیں' یہ تو عیسائی ہے' Cristian ہے۔ خدیجہؑ بی بی آپ کس کی شفاعت کی ذمہ داری لے رہی ہیں.....

جواب ملا' اگر محمدؐ کے گھر نہ جا رہی ہوتی تو میرا دل دھڑکتا' الحمدللہ میں تو شفاعت کے گھرانے میں جا رہی ہوں' جسے چاہوں گی کہہ دوں گی' احمد مختار کو کہہ دوں گی' حیدر کرارؑ سے کہہ دوں گی' عباسؑ وفادار سے کہہ دوں گی.... ان میں سے کسی نے میری بات نہ

مانی تو شام کے قافلہ سالار سے کہہ دوں گی۔ خدا کی قسم! عزیزو! شام کا قافلہ سالار کہ جس کا نام تو علیؑ ہے مگر لقب ہے سیدالساجدینؑ زین العابدین.... ماں ایران کی شہزادی' باپ عالمین کا شہزادہ..... رگوں میں شاہی خون..... عبادت کا یہ عالم کہ شیعہ سنی روایات میں ہے کہ شیطان ایک دن سانپ کی صورت میں میرے اس امامؑ کے مصلے پر چلا گیا' میرا یہ امامؑ مشغول نماز تھا۔ روایت میں ہے کہ سانپ صرف مصلے پر نہیں گیا' بلکہ اس نے میرے امامؑ کا انگوٹھا منہ میں لے کر چبایا.... چہرۂ امامؑ دیکھا تو خضوع و خشوع میں ذرا فرق نہ آیا تھا۔ روایت کا یہ جملہ ہے کہ شیطان گھبرا کر پیچھے ہٹا اور کانپتی ہوئی آواز میں آسمان کی طرف نگاہ کر کے کہنے لگا' یااللہ! میں بھی گواہی دیتا ہوں' بے شک یہ زین العابدین ہے' بے شک یہ سیدالساجدین ہے۔

عزیزانِ محترم!

اسی لئے امیرالمومنینؑ فرمایا کرتے تھے' بیٹا زینبؑ! باقی بچوں کا مزاج اور ہے' زین العابدین کا مزاج اور ہے۔ اس کی ماں ایران کی شہزادی ہے' اس کا باپ عالمین کا شہزادہ ہے' اس کی رگوں میں شاہی خون ہے' اس کا مزاج بڑا نازک ہے' اس کے لئے ٹھنڈا پانی لایا کرو' اس کے لئے نرم بستر بچھایا کرو اور دیکھو یہ بازار میں نہ نکلنے پائے' اگر شاہی لہو کے بچے بازاروں میں نکلیں تو انہیں نظر لگ جاتی ہے۔

امیرالمومنینؑ نے رمضان المبارک کی ۲۱ تاریخ کو اس دنیا سے آنکھیں بند کرتے ہوئے فرمایا تھا' بیٹی زینبؑ! بیٹی اُم کلثومؑ! میں تاکید کرتا ہوں کہ گھر میں کوئی عورت ننگے سر اس کے سامنے نہ آیا کرے' اس کی شاہی غیرت یہ برداشت نہیں کر سکے گی' بھول کر بھی ننگے سر اس کے سامنے نہ آنا۔

عزیزانِ محترم!

خدا کی قسم! آج میں بہت تھکا ہوا ہوں' ساری را

Presented by www.ziaraat.com

ب نہیں پڑھ سکتا' کل تفصیلی مصائب سناؤں گا' آج صرف اتنا پوچھتا ہوں کہ اتنا غیرت
ی غیرت کا مالک بچہ کیا اس قابل تھا کہ ننگے سر ماؤں' بہنوں کو ساتھ لے کر کبھی کوفے
ار میں اور کبھی شرابی کے دربار میں جاتا؟

یک والو!

خدا تجھے کسی غم میں نہ رلائے۔ دنیا مجھے بھی سید کہتی ہے' حقیقت کی خبر صرف اللہ کو
ت مصائب میں نہیں پڑھ سکتا' اس لئے کہ میرے سینے میں درد ہونے لگتا ہے۔ جب
اس امامؑ کے القاب پڑھے تو ایک لقب تھا' غیرت اللہ...... اب آپ خود اندازہ کر
س کے اتنے القابات ہیں اور ایک لقب غیرت اللہ ہے' یعنی اللہ کی غیرت۔ تو کیا
ہو گی اس کے دل پر' جب امام سجادؑ' ابن زیاد ملعون کے دربار میں ہتھکڑیوں اور
ں جکڑے ہوئے لائے گئے' تو تھر تھر کانپ رہے تھے...... عبداللہ بن عمیر نامی ایک
نے کہا' مولاؑ! میں نے اسی دربار میں مسلم بن عقیلؑ کو دیکھا' وہ زخمی تھے' ہتھکڑیوں
چہرۂ مبارک سے لہو بہہ رہا تھا' مگر وہ تو کانپ نہیں رہے تھے بلکہ ابن زیاد کی
ں آنکھیں ڈال کر بات کر رہے تھے...... مولاؑ! آپ کانپ کیوں رہے ہیں؟
میرے بیمار امامؑ نے ٹھنڈی آہ بھری اور کہا' تو نے انصاف نہیں کیا' مسلمؑ کے
نداز اور تھا' میرے آنے کا انداز اور ہے۔ مسلمؑ اکیلا تھا' لیکن میں جب سر اٹھا کر
ں تو مجھے اماں کا کھلا سر نظر آتا ہے' کہیں بہنیں کھلے سر ہیں تو کہیں پھوپھیوں کے
ن ہیں...... خدا شاہد ہے' ان امتحانات سے گزرنا اسی معصوم کا کام تھا۔
میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اللہ نے سجادؑ کی جگہ شہزادہ علی اکبرؑ کو کیوں نہ بچا لیا'
وں نہ بچا لیا؟ مگر یاد رکھو' سجادؑ کو امامت کا ملنا اس امر کی دلیل ہے کہ جن سختیوں
زرا' شاید کوئی نہ گزرتا...... تاریخ وہ دردناک منظر کبھی نہیں بھول سکتی جب ابن زیاد
ں قیدیوں کا تماشہ دیکھنے کے لئے حسینؑ کے عاشق قیدی کو جو زندان میں بند ہے'

جائے۔ اس کا نام مختارؓ ہے' مختارؓ کا نام آیا' نبی زادیوںؑ کا دل گھبرایا کہ ہمارا مختارؓ ہمیں
عام میں دیکھے گا۔ خدا کی قسم! بی بی زینبؑ نے بی بی فضہؓ کے پیچھے سر چھپا لیا' ان کے
بی بی اُم کلثومؑ نے سر چھپایا اور جو ساڑھے تین سال کی پردہ دار تھی' اس نے دونوں ہاتھ
ں (چہرے پر) رکھ لئے۔

مختارؓ زنجیروں میں جکڑا ہوا لایا گیا' وہ ابن زیاد کی طرف سے منہ موڑ کر کھڑا ہو
یا۔ کسی نے کہا' مختارؓ امیر کو سلام کر۔ اس نے انگڑائی لی تو ہتھکڑیاں ٹوٹ گئیں' مختارؓ کہنے لگا'
ان کو روک' یہ میرا امیر نہیں۔ اس شخص نے کہا' تیرا امیر کون ہے؟...... مختار نے کہا' میں اس
ں دربار میں اپنے امیر کا نام کیونکر لے سکتا ہوں؟ اتنے میں ابن زیاد کے منہ سے نکل گیا'
حسینؑ کے علاوہ کسی کو امیر نہیں مانتا...... حسینؑ کا نام آنا تھا' مختارؓ نے تڑپ کر کسی سپاہی کی
دار پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا' خبردار! اپنی نجس زبان سے میرے معصوم امامؑ کا نام نہ لو...... وہ
ون کہنے لگا' اگر میں تیرے معصوم امامؑ کو اسی دربار میں ملا دوں تو کیا انعام دو گے؟......
ار جیل سے آ رہا تھا' اسے کچھ پتہ نہیں تھا...... کہنے لگا' یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تیرے نجس دربار
ں میرا امامؑ آ جائے......

ابھی یہ جملے ختم نہیں ہوئے تھے کہ اس ملعون نے تھال سے رومال ہٹا دیا۔ ادھر
ومال ہٹا' ادھر مختارؓ کی نظر میرے امامؑ کے سر پر پڑی' دونوں آنکھیں بند کر کے کہتا ہے:

**السلام علیک یا ابن فاطمۃ الزھراؑ! السلام علیکم یا بن
رسول اللہؐ!**

میرے مرشد حسینؑ تو اس عالم میں اس نجس دربار میں کیسے آ گیا؟ مختار نے سپاہی
ں تلوار چھین کر جو حملہ کرنا چاہا تو دربار میں ہلچل مچ گئی۔ کسی نے مختارؓ کا دامن کھینچا......
پ کر کہتا ہے' کون ہے تو میرا دامن کھینچنے والا؟ پیچھے سے بیڑیاں ہلیں' زنجیریں چھنکیں'
واز آئی' چچا مختارؓ! جنگ نہ کرنا...... پھوپھیاں میرے ساتھ ہیں' بہنیں میرے ساتھ ہیں۔
تارؓ نے تڑپ کر کہا' تو کون ہے؟ آواز آئی' چچا! پہچان' میں...

Presented by www.ziaraat.com

مختارؒ نے کہا' سیدالساجدینؑ تو کس طرح پھوپھیوں کے ہمراہ اس نجس دربار میں آ گیا؟

این این علیؑ؟ این این عباسؑ؟ این این قاسمؑ؟

''علی اکبرؑ کہاں چلا گیا؟ عباسؑ کہاں چلا گیا؟ قاسمؑ کہاں چلا گیا؟''

❁ ❁ ❁

مجلس پنجم

حضراتِ محترم!

دین کے راستے میں کسی قسم کا جبر نہیں ہے...... ارشاد خداوندی ہے:

قدتبین الرشد من الغی

''ہم نے نیکی اور بھلائی کے راستے کو گمراہی کے راستے کے مقابلے میں بڑا واضح کر کے دکھایا ہے۔''

عزیزانِ محترم!

جہاں تک دین کے مفہوم کا تعلق ہے' تو ہر ایک نے اپنی عقل' اپنے علم اور اپنے فہم کے مطابق دین کے معنی بیان کئے ہیں۔ کسی نے کہا دین کا معنی ہے بدلہ' کسی نے کہا دین کا مطلب ہے جزا...... ہر مسلمان اپنی پنجگانہ نماز میں سورۂ حمد پڑھتا ہے:

مالک یوم الدین

''یااللہ! تو مالک ہے' دین کے دن کا۔''

Presented by www.ziaraat.com

دن کا مالک ہے...... چنانچہ کسی ڈکشنری یا کسی لغت میں مجھے تو یہ نہیں ملا کہ دین کے معنی قیامت کے ہوتے ہیں۔ تو یہ دین کے اتنے معنی بیان ہو گئے' مولوی صاحبان نے دین کے معنی کو الجھا کر رکھ دیا۔ مولویوں کے بعد میں ولیوں سے سمجھنے چلا' درویشوں سے سمجھنے چلا' تو اچانک اجمیر سے آواز آئی کہ سن:

دین ہست حسینؑ

حسینؑ دین ہے اور اللہ مالک یوم الدین' اور خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ حسینؑ دین ہے' اللہ مالک یوم الدین ہے' اور مالک یوم الدین کا سیدھا سادا ترجمہ ہے' مالک یوم الحسینؑ ......(نعرۂ حیدری)

جس دن اللہ کی نگرانی میں ساری کائنات مل کر یومِ حسینؑ منائے گی' اسی دن کا نام ہے قیامت......

میں نے کل ٹیلی ویژن پر خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی اس رباعی پر بڑے اختصار کے ساتھ ایک تقریر ریکارڈ کروائی۔ میرے ایک عزیز محترم جو یہاں بیٹھے ہیں' کہنے لگے کہ وہاں وقت کم تھا' اس لئے وہاں اس رباعی کے آخری دو مصرعے آپ نے چھوڑ دیئے' ان کی وضاحت کر دیں۔ اب میں وضاحت تو کر دوں لیکن خدا جانے آپ اسے تھک کر سنتے ہیں یا بیدار ہو کر۔

دیکھئے بزرگانِ محترم!

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں کون سا ایسا مسلمان ہے جو عزت و احترام سے حاضری دینے کو سعادت نہ سمجھتا ہو۔ (توجہ کیجئے گا!) قوالیوں میں بھی آپ نے بار بار خواجہ اجمیریؒ کا ذکر سنا ہو گا۔ خواجہ اجمیرؒ کے مزار پر ہر جانے والا مرادیں مانگنے جاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے خواجہؒ بیٹا چاہئے' کوئی کہتا ہے دولت چاہئے' کوئی کہتا ہے صحت چاہئے۔ کوئی کچھ مراد مانگتا ہے' کوئی کچھ مراد مانگتا ہے' اور یہ سوچ کر جاتا ہے کہ امام الہند

ہیں خواجہؒ' ولی ہند ہیں خواجہ۔ دنیا انہیں ولی الہند کے نام سے یاد کرتی ہے' لیکن جس خواجہؒ ولی الہند کی بارگاہ میں آپ مانگنے جاتے ہیں' اس کی آواز آتی ہے کہ تو میری بارگاہ میں مجھ سے مانگنے آیا ہے' میں کس سے مانگتا ہوں۔

شاہ ہست حسینؑ' بادشاہ ہست حسینؑ

بعض مولوی صاحبان نے اس رباعی پر اعتراض کیا تھا۔ ایوب خان کے دور میں ریڈیو پاکستان میں اس پر پابندی لگا دی گئی تھی' کہ یہ خواجہ اجمیریؒ کا کلام ہی نہیں ہے۔ (بڑے غور سے سنئے گا) کہتے ہیں یہ کلام خواجہؒ کا ہے ہی نہیں...... ہم نے پوچھا آپ کے پاس دلیل کیا ہے کہ یہ کلام خواجہ صاحبؒ کا نہیں ہے؟ کہنے لگے' خواجہؒ صاحب عرفان ہیں' خواجہؒ صوفی بزرگ ہیں' خواجہ اجمیریؒ معرفت کی دنیا کے شاعر بھی ہیں' ولی بھی ہیں' اور اتنے بڑے مرتبے کا آدمی یہ غلطی نہیں کر سکتا کہ ایک ہی مصرعے میں دو ہم معنی الفاظ رکھ دے۔ (ذرا اعتراض سمجھئے گا) اس نے کہا کہ شاہ کے بھی وہی معنی ہیں اور بادشاہ کے بھی وہی معنی ہیں۔ وہ کہتا ہے' شاہ بھی حسینؑ ہے' بادشاہ بھی حسینؑ! تو شاعری کے نقطہ نگاہ سے یہ بہت بڑی غلطی ہے' جو خواجہ سے نہیں ہو سکتی۔ (اعتراض سمجھ میں آ رہا ہے' ہوں ہاں کرتے رہئے گا' پڑھے لکھوں سے میرا خطاب ہے' جو بیچارے میری طرح ہیں' ان کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں......) اب انہوں نے کہا کہ جناب یہ خواجہ صاحب کا کلام ہی نہیں ہو سکتا کہ حسینؑ شاہ بھی ہے اور بادشاہ بھی ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے کہ جیسے کوئی شخص کہے کہ مجھے نان چاہئے' مجھے روٹی چاہئے' مجھے بریڈ (Bread) چاہئے۔ نان کے بھی وہی معنی ہیں' بریڈ کے بھی وہی معنی ہیں' روٹی کے بھی وہی۔ شروع شروع میں اس زمانے میں ہم طالب علم تھے' بڑا سوچا ہم نے کہ اعتراض تو بڑا معقول ہے۔ میں آپریشن کے لئے کیمبرج گیا' تو کیمبرج علم کا گہوارہ سمجھا جاتا ہے۔ لندن میں جب میرے بھائی عباس کے دل کا آپریشن ہوا تو مجھے ڈاکٹروں نے کہا کہ آپ کی دل لگی کا کیا سامان کریں؟ میں نے کہا' مجھے آپ کتابیں دے دیجئے' ڈکشنری دے دیجئے' انسائیکلوپیڈیا دے دیجئے' لہٰذا انگلش اور فارسی ڈکشنری

Presented by www.ziaraat.com

(بقیہ) میں کہہ رہا ہوں کہ میں قبرستان میں کیوں بول رہا ہوں؟ دیکھئے! آج میرے پاس وقت بہت کم ہے۔ ظاہر ہے کہ میں پوری رباعی پہ تبصرہ نہیں کرسکوں گا' لیکن یہ وعدہ کرتا ہوں کہ جو آج رہ جائے گا' انشاء اللہ کل اس کی تکمیل کروں گا)۔

عزیزانِ محترم!

(کچھ آپ کوشش کریں' کچھ میں کرتا ہوں) اعتراض سمجھ آیا؟ اس نے کہا کہ یہ رباعی خواجہؒ کی نہیں ہوسکتی کہ دو ہم معنی لفظ خواجہؒ نے ایک مصرعے میں کیوں رکھ دیئے؟ شاہ کے بھی وہی معنی ہیں' بادشاہ کے بھی وہی معنی ہیں۔ جب میرے سامنے ڈکشنری آئی اور میں نے کھول کر پڑھا' تو میں نے خواجہ کی معرفت کو سلام کیا۔ جب میں نے شاہ کے معنی دیکھے تو لکھا ہوا تھا' شاہ کے معنی ہیں "Universal Hero"' جہاں تک "Universe" ہے' جہاں جہاں تک کائنات ہے' جہاں جہاں تک اللہ کے عالمین ہیں' ان کے ہیرو ہیں تو حسینؑ ......(نعرۂ حیدری)

پھر جب میں نے بادشاہ کے معنی پڑھے تو لکھے ہوئے تھے کہ بادشاہ کے معنی ہیں "King of the Earth" ''زمین کا حکمران''...... گویا زمین کے حکمران کو بادشاہ کہتے ہیں اور کائنات کے حکمران کو شاہ کہتے ہیں۔ اب خواجہؒ یہ کہہ رہے ہیں کہ یونیورسل ہیرو بھی ہے تو حسینؑ اور زمین کا بادشاہ بھی ہے تو حسینؑ ......(نعرۂ حیدری' حسینیت زندہ باد)

عزیزانِ محترم!

اب یہ یونیورس کتنی ہے' یہ کائنات کتنی ہے' اس پہ تبصرہ پھر کسی دن' آج میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ میں پھر ایک سوچ میں پڑ گیا۔ میں نے کہا کہ شاہ کی جو حکومت ہے وہ پوری کائنات ہے اور خواجہؒ نے اس کا پہلے ذکر کر دیا اور پھر کہا کہ زمین کا بادشاہ بھی حسینؑ ہے۔ تو زمین کی حکومت چھوٹی' شاعری کے اصول کے حساب سے پہلے چھوٹی

حکومت کا ذکر ہونا چاہئے تھا' پھر بڑی حکومت کا...... لیکن خدا کی قسم! جب معرفت کی نگاہ سے دیکھا تو خواجہؒ کی عظمت اور نکھر گئی' اس لئے کہ اگر خواجہ صاحبؒ پہلے کہتے کہ حسینؑ بادشاہ ہے' یعنی زمین کا حکمران ہے اور پھر کہتے کہ شاہ ہے' یعنی کائنات کا حکمران ہے' تو لوگوں کے ذہنوں میں یہ آتا کہ حسینؑ پہلے چھوٹا تھا' پھر ترقی کرتے کرتے بڑا ہو گیا۔(نعرۂ حیدری)

اور یہ بھی ہے کہ ہر فاتح دعویٰ کرسکتا ہے کہ زمین کا حکمران میں ہوں تو خواجہؒ نے ایک معیار مقرر کر دیا تاکہ ہر دعویدار کا منہ بند ہو جائے' جو کہے کہ زمین کا حکمران میں ہوں' پہلے وہ شاہ بن کے دکھائے' بعد میں وہ زمین کا بادشاہ کہلائے گا (توجہ ہے یا نہیں ہے) اور یہی وجہ ہے دوستو کہ اب خواجہؒ نے یوں کہہ دیا:

عزیزانِ محترم! میرے شیعہ سنی بھائیو!

حسینؑ کائنات کا ہیرو' کائنات کا بادشاہ حسینؑ' جہاں جہاں تک خدا کی خدائی ہے' وہاں وہاں تک حسینؑ کی شاہی ہے۔ اب کہیں گے دلیل کیا ہے؟ دلیل اس کی یہ ہے کہ رعایا کا فرض ہے کہ شاہ کی خوشی میں خوشی منائے اور بادشاہ کے غم میں غم زدہ ہو۔ خواجہؒ نے جب کہا کہ حسینؑ کائنات کا شاہ ہے تو میں نے پہلے تو اس کی خوشی دیکھی' خوشی کب ہوئی' جب ۳ شعبان کو وہ شاہ اس کائنات میں ظاہر ہوا۔ دنیا کی ملکوتی طاقتیں جبرائیلؑ کی قیادت میں سرکار دو عالمؐ کو شہزادے کی مبارک باد دینے چلے...... (توجہ کیجئے گا!) جبرائیلؑ سیدالملائکہ کی قیادت میں کائنات کے فرشتے مبارک باد دینے جا رہے ہیں اور یہ جو کچھ ہیں' عرض کر رہا ہوں' یہی برادران اہل سنت نے بھی لکھا ہے اور شیعوں نے بھی لکھا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ جو فرشتے جا رہے ہیں' ان کا کام کیا ہے؟ تو ہر ایک نے لکھا کہ فرشتوں کا منصب یہ ہے کہ جب سے کوئی فرشتہ پیدا ہوا ہے اور جس عالم میں پیدا ہوا ہے' قیامت تک اسی عالم میں رہے۔ رکوع والا قیامت تک رکوع میں رہے گا' قیام والا قیامت تک قیام میں رہے گا' سجدے والا قیامت تک سجدے میں رہے گا' قعود والا قیامت تک قعود میں رہے گا' تشہد والا قیامت تک

Presented by www.ziaraat.com

تشہد میں رہے گا' جو تسبیح پڑھ رہا ہے وہ قیامت تک تسبیح پڑھتا رہے گا۔ مگر یہ کائنات میں کون شہزادہ آیا کہ کائنات کے جتنے بھی فرشتے ہیں' انہوں نے عبادتیں چھوڑ دیں' رکوع والے نے رکوع چھوڑا' سجدے والے نے سجدہ چھوڑا' قیام والے نے قیام چھوڑا' مبارک باد دینے چلے گئے۔ (نعرۂ حیدری)

سامعین!

اور عجیب بات یہ ہے کہ جتنے فرشتے بھی جبرائیل کی قیادت میں چلے' انہوں نے آج اپنا روٹ ہی بدل لیا۔ (توجہ چاہتا ہوں!) یہ روٹ کیسے بدل لیا؟ یہ لاکھوں فرشتے وہاں سے گزرے جہاں ایک مغضوب فرشتہ جس کے بال و پَر چھن چکے تھے' شیعوں نے اس کا نام ''فطرس'' لکھا ہے اور اہل سنت کے علماء نے اس کا نام ''قلقائیل'' وہ بیچارہ مغضوب حالت میں ایک وادی میں پڑا تھا۔ صدیاں گزر گئیں' بال و پَر چھن گئے...... یہ معتوب کیوں ہوا؟ کچھ نے لکھا ہے کہ اس کا سبب ترکِ اولیٰ تھا اور کچھ کا خیال ہے کہ اس سے گناہ سرزد ہوا تھا۔

فقہ جعفریہ نے کہا کہ نہیں' ترکِ اولیٰ ہوا تھا' اس لئے کہ معصوم سے گناہ ہوتا ہی نہیں' ہاں البتہ ترکِ اولیٰ کی گنجائش ہے۔ ترکِ اولیٰ کسے کہتے ہیں؟ منصب کے اعتبار سے' رتبے کے اعتبار سے' کسی ایسے کام کا کرنا جو شایانِ شان نہ ہو...... پتہ نہیں میں سمجھا سکا کہ نہیں' مثال دوں۔

کیوں بھائی! ایئرپورٹ پر کبھی گئے ہیں آپ؟ وہاں پر ایک ٹاور بنا ہوا ہے' اس میں ایک شخص بیٹھا ہوتا ہے جس کا کام ہوائی جہاز کو اڑانا اور ایئرپورٹ پر اتارنا ہوتا ہے۔ گویا ایئرپورٹ سے ہوائی جہاز کا اڑانا اور اسے ایئرپورٹ پر اتارنا پائلٹ کا کام ہے اور اگر یہی کام وزیرِاعظم شروع کر دے تو اسے کہتے ہیں ترکِ اولیٰ...... اس کی سزا ملتی ہے۔ (نعرۂ حیدری)

...عین!

سمجھ میں آیا ہے مسئلہ یا نہیں' یعنی کسی بڑے کام کو چھوڑ کر کوئی چھوٹا کام کر لو اور ...ب بڑا ہو تو ایسے [illegible] کو ترکِ اولیٰ کہا جاتا ہے۔ فطرس بیچارے سے بھی ترکِ اولیٰ ہوا۔ ...یوں سے پڑا تھا بے بال و پَر...... اس نے فرشتوں کی فوج دیکھی تو کہنے لگا کہ کہاں کا ...ادہ ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا' شہزادۂ حسینؑ کی ولادت ہوئی ہے' مبارک باد دینے جا ...ہے ہیں۔ فطرس نے تڑپ کر کہا' تو پھر مجھے بھی نجات کا پروانہ ملنے والا ہے۔ جبرائیلؑ! ...ے بھی ساتھ لے چلو۔ فرشتوں نے اسے اٹھایا اور خدمت رسولؐ میں پہنچا دیا۔ رسول خداؐ ...نے پوچھا' اسے کیسے لائے ہو؟ جبرائیلؑ نے عرض کیا' یا رسول اللہؐ! آپؐ بہتر جانتے ہیں اس ...ے ترکِ اولیٰ ہوا تھا' یہ صدیوں سے معتوب پڑا تھا۔ رسول معظمؐ نے فرمایا' پھر یہاں کیوں ...لائے ہو؟

جبرائیلؑ نے سر جھکا کر کہا' یارسول اللہؐ! بڑے بڑے گھروں میں شہزادوں کی ولادت ہوتی ہے تو قیدیوں کو بھی نجات ملتی ہے۔ سرکارؐ نے فرمایا' صدیاں گزر گئیں' آدمؑ کا دور بھی گزر گیا' نوحؑ کا دور بھی گزر گیا' ابراہیمؑ کا دور بھی گزر گیا' موسیٰؑ و عیسیٰؑ کے ادوار بھی گزر گئے' میری اتنی عمر گزر گئی' لیکن تمہیں اب خیال آیا؟ کہنے لگے' شہزادہ بھی تو اب آیا ہے ...تا!

رسول اللہؐ نے کہا' اس کا مطلب ہے میرے پاس نہیں لائے ہو' جس کے لئے لائے ہو جاؤ اس کے گہوارے ہی سے مس کر دو۔ جیسے ہی فرشتوں نے فطرس کے جسم کو گہوارۂ حسینؑ سے مس کیا' تو چھنی ہوئی توانائی' اور گئی ہوئی رعنائی' زلیخا کے شباب اور ڈوبے ہوئے آفتاب کی مانند پلٹ کر واپس آ گئی......

فطرس نے عرض کیا' سرکارؐ! ترکِ اولیٰ ہو گیا تھا...... وہ اس طرح کہ میں نے اپنی رعنائی اور بھرپور توانائی کو دیکھا تو دل ہی دل میں سوچا کہ میں تو اپنی دو ہی پروازوں میں

Presented by www.ziaraat.com

پورے عالم کو سمیٹ لوں گا' یہ کہہ کر میں نے پرواز شروع کر دی۔ میں اڑتا چلا گیا' اڑتا چلا گیا' اڑتا چلا گیا' کائنات پھیلتی چلی گئی' میں اور تیز ہوا' اللہ کا عالمین اور بڑھتا چلا گیا' جب میں تھک گیا تو میں نے کہا کہ یہ کائنات تو ختم ہی نہیں ہو رہی۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہیں پر کھڑا تھا جہاں سے چلا تھا۔ (نعرۂ حیدری)

ارے! اتنی بڑی یونیورس' اتنی بڑی کائنات' میری طاقت پرواز جواب دے گئی تو اللہ نے کہا' فطرس تو نے میرے عالمین کو کیا سمجھا ہے؟ تجھے اپنی قلیل سی طاقت پہ اتنا غرور...... ! ہم غرور کی سزا دیتے ہیں اور بال و پَر چھین لیتے ہیں۔

یارسول اللہؐ! میرے بال و پَر چھن گئے اور مجھے وادی غضب میں پھینک دیا گیا' صدیاں گزر گئیں اور آج جب یہ وقت آیا تو جبرائیلؑ کا ممنون ہوں کہ وہ مجھے یہاں لے آیا۔ فطرس نے پر پرواز کھولے اور یہ کہتے ہوئے آسمانوں کی جانب اڑا:

من مثلی

''کون ہے میری طرح' کون ہے میری طرح؟؟؟''

ارے ہم نے کہا' فطرس تجھے کیا ہو گیا' پھر وہی غرور' پھر وہی تکبر!! جس تکبر کی تجھے سزا ملی تھی۔ اس نے کہا' پہلے غرور کیا تھا دلیل میرے پاس نہیں تھی' اب میرے پاس دلیل ہے۔ کسی میں ہمت ہے تو سزا دلا کر دیکھے:

انا عتیق الحسینؑ

''میں حسینؑ کا آزاد کردہ غلام ہوں۔'' (نعرۂ حیدری)

عزیزانِ محترم!

مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس وقت کچھ کم ہے کہ میں تفصیل میں جاؤں...... البتہ وعدہ کر چکا ہوں کہ کل اس سے آگے چلوں گا' آج صرف اتنا کہتا ہوں کہ فطرس کو سزا ملی آسمانوں میں' (توجہ کا طالب ہوں!) میرے دوست اخباروں میں روزانہ پڑھتے ہیں کہ

ڈیفالٹر ملک چھوڑ گئے' کوئی لندن' کوئی امریکہ' کوئی فرانس' کوئی دبئی۔ گورنمنٹ کو ت'' ڈالا ہوا ہے ان لوگوں نے' گورنمنٹ بین الاقوامی پولیس سے رابطے کرتی ہے کہ ب ہمارا ایک مجرم آیا ہے' واپس کر دو...... تو گویا ڈیفالٹر بھاگ جاتے ہیں...... کیوں گتے ہیں؟ صرف اس لئے بھاگتے ہیں کہ اس ملک کی حدود میں رہیں گے تو سزا ملے گی' ن ملک کو چھوڑ کر سرحد پار کر کے دبئی پہنچ جائیں گے تو وہاں یہاں کا قانون نہیں چلے گا' ن میں ہوں گے تو یہاں کا قانون نہیں وہاں پکڑ سکتا ہے نہ سزا دے سکتا ہے۔ اسی طرح طرس نے ترکِ اولیٰ یا جرم کیا ہے آسمانوں پر مگر اس کی معافی ملی ہے زمین پر...... بھئی! ہاں اس نے جرم کیا وہیں معافی ملتی! یہاں معافی کیسی؟ تو فطرس نے آواز دے کر کہا' ولوی! جس سے معافی ملی ہے تو اس کی حدود کو نہیں جانتا۔ خواجہؒ سے پوچھ:

شاہ ہست حسینؑ (نعرۂ حیدری)

پوری کائنات کا ہیرو ہے حسینؑ' پوری یونیورس کا شاہ ہے حسینؑ۔ یہ خواجہ اجمیریؒ نے یونہی نہیں کہہ دیا' شاہ ہست حسینؑ! پھر اس نے کہا' بادشاہ ہست حسینؑ' زمین کا بھی اگر حکمران ہے تو حسینؑ...... پڑھے لکھے حضرات بیٹھے ہیں' دور دور سے آئے ہوئے لوگ یہاں تشریف فرما ہیں' مطالعہ کیجئے! خدا کی قسم! اس دنیا پر جتنی بڑی حکومت یزید کو ملی......

یہ پورا مسقط یزید کی حکومت میں شامل تھا۔ یہ دوبئی' یہ عمان' یہ پورا گلف یزید کی سلطنت میں شامل تھا...... اور یہ ثمرقند و بخارا' افغانستان' تاجکستان' روسی ترکمانستان یہ سبھی یزید کی حکومت میں شامل تھے۔ پورا ترکی یزید کی حکومت کا حصہ تھا' پورا شام' اسرائیل' اردن (Jordan)' عراق یہ سب یزید کی حکومت میں شامل تھے۔ اس سے آگے چلیں تو پورا مصر' نائیجیریا اور اس سے آگے حبشہ اور ایتھوپیا کا علاقہ بھی یزید کی سلطنت میں شامل...... پورا سعودی عرب بھی یزید کی سلطنت تھا اور اس کی سلطنت کا دائرہ چین کے صوبہ سنکیان تک محیط تھا اور روم کی سلطنت کے کناروں تک پھیلا ہوا تھا...... میں نے تحقیقی جائزہ لیا تو یزید کی سلطنت آج کی کم از کم ۶۵ یا ۶۶ سٹیٹس (States) پر مبنی تھی......

Presented by www.ziaraat.com

نہیں ہو گیا تھا کہ وہ حرام کو حلال بنا رہا تھا اور حلال کو حرام کر رہا تھا' یہاں تک کہ بہنوں سے نکاح کو جائز قرار دے رہا تھا اور جو دل میں آئے کئے جا رہا تھا۔ معاف کیجئے گا! اس کو علم تھا کہ میری زبان سے نکلنے والا ہر ہر لفظ قانون ہے...... آپ تو خوش نصیب ہیں کہ آپ نے اس زمانے میں یزید کو دیکھا نہیں' آپ تو آج دیکھا ہے یزید کو کہ جیسے فاطمہؑ کے لالؑ نے گالی بنا کر رکھ دیا ہے...... (صلواۃ)

سامعین!

وہ اتنا چھوٹا نہیں تھا جتنا آج آپ کی نگاہوں میں ہے۔ کتنا بڑا ایمپائر (Empire) اس کے پاس تھا کہ جس کا نام سلطنت یزید تھا۔ اس سلطنت کے ہر ہر فرد نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر رکھی تھی' تمام لوگ اسے اپنا بادشاہ مان چکے تھے۔ البتہ ساری دنیا کسی کو نہیں مانتی' یہ پولیٹیکل سائنس اور سیاست کے اصولوں کے خلاف ہے' نہ آج کسی حکمران کو سب مانتے ہیں نہ گزشتہ ادوار میں ایسا ہوتا تھا' صرف اکثریت مانتی ہے۔ یزید کو بھی اکثریت اپنا بادشاہ تسلیم کر چکی تھی اور اس کی بیعت کر چکی تھی' پھر اسے کیا فرق پڑتا تھا کہ ایک حسینؑ ابن علیؑ نے اس کی بیعت نہیں کی؟ اس کی نیندیں کیوں حرام ہو گئیں؟ اسے تو چاہئے تھا کہ وہ توجہ بھی نہ کرتا حسینؑ کی طرف' کیونکہ یہ اصول سیاست کے خلاف ہے۔ مگر اس نے اپنی ساری توانائیاں' ساری دولت' سارا خزانہ' ساری ملٹری' سارے سپاہی' سارے عوام ایک فاطمہؑ کے لال کے پیچھے لگا دیئے' کیوں پیچھے پڑ گیا وہ حسینؑ کے؟

یاد رکھئے! صرف اس لئے کہ ساری دنیا نے بیعت کر لی تو بھی اس بے ضمیر کا ضمیر یہ گواہی دے رہا تھا کہ سب کی بیعت ایک طرف اور حسینؑ ایک طرف...... اگر حسینؑ میری بیعت نہیں کرتا تو نہ میری سلطنت ہے' نہ شاہی ہے۔ یعنی اس کا ضمیر مطمئن نہ تھا کہ یہ سب کچھ حقیقی معنوں میں کچھ ہیں۔ بادشاہ ہست حسینؑ ...... (نعرۂ حیدری)

ہے دوستو!

خدا شاہد ہے کہ خواجہ اجمیریؒ نے یوں ہی یہ نہیں کہہ دیا ہے۔

شاہ ہست حسینؑ' بادشاہ ہست حسینؑ
دین ہست حسینؑ' دین پناہ ہست حسینؑ

پھر کہا' حسینؑ دین بھی ہے اور صرف دین ہی نہیں وہ تو دین کو پناہ دینے والا بھی ہے۔ خواجہ اجمیریؒ یہ بھی کہہ سکتے تھے "دین پرست ہست حسینؑ" کہ حسینؑ دین پرست ہے۔ اس نے دین پرست کا لفظ استعمال نہیں کیا' بلکہ کہا دین پناہ ہست حسینؑ ...... اب اس سے زیادہ آسان میں نہیں کر سکتا۔ افسوس کہ میرے پاس وقت بھی نہیں کہ بتاؤں کہ دین پناہ کیا ہوتا ہے۔ آپ تو لاہور کے رہنے والے ہیں' پرانا لاہور دروازوں میں گھرا ہوا ہے' بھائی دروازہ ہے' موچی دروازہ ہے' لوہاری دروازہ ہے' موری دروازہ' یکی دروازہ ہے...... ملتان بھی دروازوں میں گھرا ہوا ہے' کیوں؟ اس لئے کہ جتنے بھی بڑے بڑے شہر ہیں وہ ان دروازوں میں بند تھے' ان کے گرد دیوار کھنچی ہوتی تھی تا کہ ڈاکو آئیں' حملہ آور آئیں اور شہر پر حملہ کریں' دروازے بند ہو جایا کرتے تھے اور دیوار سے شہر کا دفاع ہوا کرتا تھا' ڈیفنس ہوتا تھا' دیوار حملہ آوروں کو روک لیتی تھی۔ زیادہ تفصیل میں نہیں جا سکتا' خواجہ اجمیریؒ یہی بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ کی نگاہوں میں اس کا قیمتی ترین شہر دین تھا' یزید جیسے ڈاکو نے اس پر حملہ کیا تو حسینؑ دین پناہ بن کر سامنے آیا۔ (نعرۂ حیدری)

سامعین!

(اللہ آپ کو سلامت رکھے' آباد رکھے' میں نیاز بیگ والوں میں ڈر ڈر کر بولتا ہوں' اس لئے تفصیل میں نہیں جاتا) خواجہؒ نے کہا' حسینؑ صرف دین ہی نہیں' دین پناہ بھی ہے تو اب دین کس چیز کا نام ہے؟ یہ کل بتاؤں گا کہ دین اصولِ دین اور فروعِ دین کے مجموعے کا

Presented by www.ziaraat.com

نام ہے......

توجہ چاہتا ہوں!

اصول دین میں پہلا ہے توحید۔ خواجہؒ نے کہا' دین پناہ بن کر حسینؑ نے پہلے توحید
بچائی۔ (توجہ چاہتا ہوں!) حسینؑ نے توحید کیسے بچائی؟ اس طرح کہ یزید کا مقابلہ
حسینؑ سے تھا ہی نہیں' وہ تو یہ کہہ کر حسینؑ کا مقابلہ کر رہا تھا کہ بنوہاشم نے حکومت کا ڈھونگ
رچایا تھا' نہ کوئی وحی آئی' نہ کوئی کتاب ہے' نہ نبوت' نہ رسالت' نہ توحید۔ گویا یزید کی ٹکر
حسینؑ سے نہیں ہو رہی تھی' وہ اللہ سے ٹکرا رہا تھا۔ اللہ نے کہا' یزید تو جھوٹا ہے۔ اس نے کہا'
نہیں میں سچا ہوں...... اللہ نے فرمایا' نہیں سچا تو میں ہوں۔ اب اگر اللہ ہارتا تو یزید جیتتا اور
یزید ہارتا تو اللہ جیتتا...... اللہ نے کہا' آ کسی کھلی عدالت میں فیصلہ کروا لیں کہ سچا کون ہے؟
یزید نے چیلنج قبول کیا' کربلا کا میدان عدالت بن گیا۔ اللہ نے کہا' جتنے تیرے گواہ ہیں انہیں
لے آ۔ وہ اپنے گواہ لایا' خزانے' فوجیں' رے کی گورنری...... اور اللہ نے کہا' کوئی ہے جو
میری توحید کا گواہ بن کر اس کے مقابلے کو نکلے؟ ساری دنیا خاموش رہی' کوئی نہ اٹھا' ایک
چکی پیسنے والی ماں کا بیٹا اٹھا...... اس نے کہا' یااللہ! تو فکر نہ کر' میں دوں گا تیری توحید کی
گواہی......!

عزیزانِ محترم!

اللہ نے کہا' شاباش حسینؑ! کربلا کی عدالت میں' جتنے گواہ تمہارے پاس ہیں
ساتھ لے جا...... اور حسینؑ نے جتنی ضروری ضروری مسلیں' تحریریں اور کاغذات تھے' وہ
جمع کر کے اونٹوں پر لاد لئے۔

وقت نہیں ہے میرے پاس' آج میں صرف اشارہ کر کے ہی چلا جاؤں گا'
تفصیلات کل بیان کروں گا...... حسینؑ عجیب عجیب مسلیں لے کر چلا' کوئی ڈیڑھ سو سال کا

کاغذ تھا' کوئی ۳۲ سال کی تحریر تھی' کوئی ۱۸ سالہ مسل تھی' کوئی ۱۳ سال کی تحریر تھی...... اور
سکو تو حوصلے سے سننا' کوئی ٦ ماہ کی تحریر بھی تھی...... حسینؑ یہ سب لے کر روانہ ہوا۔ بہن
نے کہا' زینبؑ تم بھی چلو۔ کسی نے آواز دی' حسینؑ تم تو توحید کی گواہی کے لئے جا رہے ہو'
زینبؑ کو کیوں ساتھ لئے جا رہے ہو؟ کہا بڑا لمبا مقدمہ ہے......؟ حسینؑ نے کہا' ہاں بہت
لمبا مقدمہ ہے' دو میدانوں میں جیتنا ہے' ایک کربلا اور دوسرا شام!! دونوں بہن بھائی ایک
ایک میدان فتح کریں گے۔ زینبؑ نے یہ جملہ سن لیا' کہا اچھا حسینؑ فکر نہ کر جو آسان
میدان ہو وہ تو لے لے اور جو مشکل میدان ہو وہ مجھے دے دے' برابر شریک نہ رہوں تو
شریکتہ الحسینؑ نہ کہنا۔

حسینؑ نے کہا' میری بہن یاد رکھو! جب کربلا کے میدان میں اللہ رب العزت
کے حق میں گواہیاں ہو جائیں اور فیصلہ اس کے حق میں ہو جائے تو تم میرے بچے ہوئے
کاغذات لے کر شام چلی جانا اور وہاں ایک شرابی کی سلطنت نیلام کر کے میری ڈگری کا
اجراء کروا لینا۔

عزیزو!

۲ محرم کو بہن بھائی کربلا پہنچے' ۲ سے لے کر ۹ تک حسینؑ مقدمے کی تیاری میں
مصروف رہے۔ ایک ایک مسل کو دیکھا' ایک ایک مسل کا جائزہ لیا' شب عاشور کو ضروری
ضروری کاغذات چھانٹ لئے اور غیر ضروری کاغذات کو جلا کر چراغ گل کر دیا۔ صبح عدالت
میں کیس پیش ہوا' بہن گواہ کو تیار کرتی' حسینؑ عدالت میں کھڑا کر دیتا۔

نیاز بیگ والو!

گواہ تب معتبر ہوتا ہے جب فریق مخالف جرح کرے۔ جرح کا مطلب عربی میں
زخمی کرنا ہوتا ہے۔ حسینؑ کے ایک ایک گواہ پر بڑی جرح ہوئی...... (بھئی! اس سے زیادہ

Presented by www.ziaraat.com

میں بیان نہیں کرسکتا) حسینؑ کے ہر ایک گواہ پر بڑی جرح ہوئی اور ایک ۱۳ سالہ مسل پر تو اتنی جرح ہوئی' اتنی جرح ہوئی کہ میرے بارھویں امامؑ نے آواز دے کر کہا' میرا سلام ہو اس نازک مسل پر کہ جس کے پہلے صفحے پھٹ کر آخر میں چلے گئے اور جس کے آخری صفحے پھٹ کر پہلے صفحوں کی جگہ آ گئے۔

عزیزو!

جب ۷۲ گواہیاں منظور ہو گئیں اور فیصلہ اللہ کے حق میں ہو گیا تو حسینؑ کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا...... خیمے میں آ کر کہا' بہن مبارک ہو' میں مقدمہ جیت گیا' اللہ کے حق میں فیصلہ ہو گیا۔

زینبؑ نے کہا' حسینؑ تجھے بھی مبارک ہو۔

حسینؑ نے کہا' بہن! اب لباس لے کر آ' مجھے بھی تیار کرا کہ میں اپنی گواہی کا حق بھی ادا کر سکوں۔

بہن نے لباس دیا' بھائی حق ادا کرنے چلا۔ چلتے چلتے سب کو دیکھ کر کہنے لگا' مقدمہ تو میں جیت گیا ہوں' اب میں "احکم الحاکمین" کے دربار میں جانے لگا ہوں۔ سخی ابن سخی ہوں' خالی ہاتھ جاتے ہوئے شرم آتی ہے' تمہارے پاس کوئی ایسا تحفہ ہے جو مجھے دے سکو؟ زینبؑ نے کہا' حسینؑ میرے دو ہیرے تھے جو تیرے کام آ گئے۔

اکبرؑ کی ماں نے کہا' میرا ایک عقیق تھا وہ تجھ پر کٹ گیا' حسنؑ کی بیوہ نے کہا' میرا ایک زمرد تھا تجھ پر قربان ہو گیا۔ (شریف لہو کے لئے ایک جملہ کہتا ہوں یعنی جو تحفے تحائف کا تبادلہ کرتے ہیں وہ ذرا غور سے سنیں!)

جب کوئی تحفہ نظر نہ آیا تو اچانک ایک کونے سے بی بی ربابؑ کی آواز آئی' میرے پاس نیلم کا ایک ٹکڑا ہے' حسینؑ فکر نہ کر یہ نیلم حاضر ہے۔

(مجھے حکم دیا گیا تھا کہ شہزادۂ علی اصغرؑ کی شہادت پڑھوں' وقت نہیں ہے' پڑھنے

لے یہ شہادت پڑھتے رہیں گے' اشارہ کر کے آگے بڑھتا ہوں......) نیلم صرف اسی لئے کہا کہ تین دن کی پیاس نے اصغرؑ کا رنگ نیلا ہو گیا تھا' مٹھیاں بند تھیں' آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں۔

ایسے یمنی کی بیٹی اس کی ماں تھی' اتنے بڑے گھرانے کی بیٹی بیاہ کر آئی ہوئی تھی حسینؑ مولاؑ کے گھر...... اللہ نے اسے دو تحفے دیئے تھے' ایک نام سکینہؑ تھا' ایک کا نام علی اصغرؑ۔ یہ دونوں سگے بہن بھائی تھے' جبکہ بی بی صغریٰؑ اور علی اکبرؑ سگے بہن بھائی تھے۔ جب حسینؑ رباب کا یہ تحفہ لے کر چلے تو ماں نے علی اصغرؑ کے چھوٹے چھوٹے پاؤں پکڑ لئے۔ پاؤں پکڑ کر کہنے لگی' اصغرؑ میں غیر خاندان کی ہوں' میرے دودھ میں زینبؑ کے دودھ کا اثر نہیں ہے' دیکھ میرے لالؑ مجھے امام زمانہؑ نے بتایا ہے کہ تجھے تیر لگے گا' ماں کی وصیت یاد رکھنا! تیر کھا کے رونا نہیں' مسکرا دینا' اس لئے کہ اگر تو رو پڑا تو دنیا کہے گی کہ حسینؑ کا بیٹا کبھی نہ روتا یہ تو ربابؑ کے خون کی خرابی تھی...... اصغرؑ! میرے دودھ کی لاج رکھنا۔

(میں چودھری اسلم صاحب سے معافی مانگوں گا' یہ شہادت میں ذاکرین کے لئے چھوڑ رہا ہوں' جب کوئی جھولا برآمد کروائے گا نا! تو وہ تفصیلی شہادت پڑھے گا۔ یہ دو جملے میں صرف اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اللہ اس شہزادے کے صدقے میں آپ کی گود کو آباد کرنے' آپ کو اولاد نرینہ سے سرفراز کرے......) یہ کہہ کر ماں نے اصغرؑ کو حسینؑ کے حوالے کر دیا۔ یاد رکھئے! باقی تو تھیں شہادتیں...... اصغرؑ ہے تحفہ!

عزیزو' بزرگو!

مجھے افسوس ہے کہ وقت نہیں ہے' میں بار بار یہ جملے اس لئے کہتا ہوں کہ مجھے کہیں اور بھی پہنچنا ہے...... ایک شاعر نے بڑا خوبصورت مصرعہ کہا ہے' کہیں' تو سنا دوں! اس نے کہا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

یہ شیر مسکرا کے بڑا کام کر گیا
ورنہ زمانہ کہتا کہ بچہ تھا ڈر گیا

خدا شاہد ہے' آپ جتنے سر ننگے بیٹھے ہیں نا! فاطمہؑ کے لال نے آپ سب کو یاد کیا تھا...... یاد کیا تھا تو تبھی آپ اس کی یاد میں بیٹھے ہیں نا!...... مگر کب یاد کیا تھا؟ عباسؑ کی لاش پر؟ نہیں...... علی اکبرؑ کے لاشے پر؟ نہیں...... قاسم...... کے ٹکڑوں پر؟ نہیں...... حسینؑ فرماتے ہیں:

''او میرے قیامت تک آنے والے شیعو! کاش تم اس وقت ہوتے اور یہ منظر دیکھتے کہ میں کیسے سوال کر رہا تھا۔''

افسوس صرف اتنا ہے دوستو! کہ سوال وہ کر رہا تھا جسے سوال کرنا آتا ہی نہیں تھا...... مانگنا اسے پڑ گیا تھا جس کے دَر پر دنیا مانگنے آتی تھی اور سوال بھی کس چیز کا؟ یہ سوال اگر ہندوؤں سے کرتا پورا ہو جاتا' عیسائیوں سے مانگتا' مل جاتا۔ خدا کی قسم! دولت کا سوال نہ تھا' سوال کیا تو پانی کا اور پانی بھی کتنا...... ! میں بھی دیہات کا رہنے والا ہوں اور آپ بھی ماشاء اللہ زمیندار ہیں۔ میری مائیں بہنیں بھی بہتر جانتی ہیں کہ چھ مہینے کے بچے کے لئے کتنا پانی چاہئے...... !

خدا کی قسم! ہم دیہات میں دیکھتے ہیں کہ جب گندم کی فصل کاٹی جاتی ہے تو دیہاتی عورتیں چھوٹے چھوٹے بچوں کو سینے سے لگا کر آتی ہیں۔ وہ بچوں کو چھاؤں میں لٹا دیتی ہیں اور خود فصل کاٹتی ہیں' اگر کوئی بچہ پیاس سے رونے لگ جائے تو وہ دوڑ کر جاتی ہیں' اسے پانی نہ گلاس سے پلاتی ہیں' نہ جگ سے...... بلکہ ایک پیالی میں پانی ڈال کر اس میں دو انگلیاں ڈبو کر بچے کے منہ سے لگاتی ہیں' جس سے بچے کی پیاس ختم ہو جاتی ہے...... صرف اتنا پانی مانگا تھا حسینؑ نے...... جواب میں کیا آیا؟

آپ ہی بتا دیں کیا آیا...... تیر آیا! استاد محترم زیدی صاحب مرحوم نے لکھا ہے کہ تیر کا وزن علی اصغرؑ کے وزن سے زیادہ تھا۔ اتنا وزنی تیر جب حرملہ ملعون نے چلایا تو ...

...ے کے دَر پر کھڑی دیکھ رہی تھی...... ماں نے وہیں سے آواز دی' اصغرؑ! ہوشیار' اصغرؑ کہیں ...یانہ ہو کہ یہ تیر حسینؑ کو لگ جائے۔

ماں کی صدا کانوں سے ٹکرائی تو بچے نے اچھل کر یہ تیر گردن پر لیا۔

سامعین!

خدا کی قسم! میرا بچپنا تھا کہ پنڈت گوپی ناتھ امن جو ہندوستان کا وزیر نشریات تھا' موچی دروازے میں آیا تھا' اس نے ''حسینؑ ڈے'' پر ایک تقریر کی تھی۔ میں وہ تقریر آج تک نہیں بھولا' اس نے کہا تھا:

''لوگو! میں ہندو ہوں مگر دشمن شبیرؑ نہیں ہوں۔''

اس کے بعد اس نے ایک اور جملہ کہا تھا کہ

''میری سمجھ میں آج تک وہ کربلا کا مسلمان نہیں آ سکا کہ جس نے ایسے معصوم کو اتنا وزنی تیر مار دیا کہ جسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ تیر کھا کر روتے ہیں یا مسکراتے ہیں۔''

شہادت کا باقی حصہ میں ذاکرین کے لئے چھوڑتا ہوں......

عزیزو!

خدا شاہد ہے کہ وہ دلیر حسینؑ' اکبرؑ کی لاش کو خیموں میں لے آیا' عونؑ و محمدؑ کی لاشوں کو ۹' ۹ میل سے اٹھا کر لایا' وہ جری حسینؑ جو قاسمؑ کے ٹکڑوں کی گٹھڑی سر پر اٹھا کر لے آیا' کیا اصغرؑ کی لاش اتنی وزنی تھی کہ خیمے میں نہ لے جا سکا؟ خیمے کے قریب پہنچا تو پھر پیچھے ہٹ گیا' زبان پر تھا:

رضا بقضائه و تسليماً لامره' انا لله و انا اليه راجعون

عزیزو!

میں بہت سوچتا رہا کہ حسینؑ آقا نے اصغرؑ کی لاش خیمے ...

Presented by www.ziaraat.com

جب میں نے بارہویں سرکارؑ کی زیارت ناحیہ پڑھی تو یہ مسئلہ میری سمجھ میں آیا کہ تیر کا کام ہے کہ جہاں لگے وہاں سوراخ کر دیتا ہے' لیکن میرا بارہواں امامؑ کہتا ہے کہ جو تیر اصغرؑ کو لگا' اس نے سوراخ نہیں کیا۔ میرا بارہواں امامؑ فرماتا ہے:

"میرا سلام ہو اس دودھ پیتے معصوم شہیدؑ پر جس کا کام (تالو) تک شہید ہو گیا۔"

فاطمہؑ کا لالؑ سمجھ گیا کہ اگر اس کو خیمے میں لے جاؤں گا تو اس کی ماں بھی مر جائے گی' بہن بھی مر جائے گی' پھوپھی مر جائے گی...... یہ سوچ کر فیصلہ کیا کہ اسے دفن کر دیتا ہوں' جب لے کر چلے تو......

اہل سنت کے ایک بہت بڑے عالم علامہ محمد مبین' فرنگی مہدی لکھنو کے رہنے والے اور حیدر آباد کے ایک شیعہ عالم آقا رضا مجتہد العصر دونوں نے اس واقع کو بیان کیا ہے کہ جیسے ہی حسینؑ علی اصغرؑ کو دفن کرنے کے لئے لے کر چلے تو ایک بچی خیمے کے دروازے پر آ گئی۔ آواز دے کر کہنے لگی' بابا! ذرا ٹھہرو' ذرا ٹھہرو!......

بچی حسینؑ کے قریب آ گئی اور معصومیت بھرے لہجے میں کہنے لگی' بابا! تجھے اصغرؑ زیادہ پیارا تھا کہ اسے پانی پلا دیا' لیکن میں بھی تو پیاسی تھی' مجھے پانی کیوں نہیں پلایا؟

عزیزو!

(اگلا جملہ سن لیجئے' میرا بیان ختم ہو گیا) یہ سنی عالم اور شیعہ عالم دونوں لکھتے ہیں...... پھر وہ بچی بابا سے کہنے لگی' بابا! اگر آپؑ مجھے اجازت دیں تو میں اپنے بھیا کا منہ چوم لوں۔ یہ کہہ کر اس نے عبا کا دامن ہٹایا' جیسے ہی علی اصغرؑ کے گلے پر نظر پڑی' دونوں آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کر خیمے کو دوڑی اور خیمے کے در پر چیخ مار کر کہنے لگی' اماں جلدی آ! اماں جلدی آ' دیکھ میرا بھائی کیسے پانی پی کے آیا ہے!

بی بی ربابؑ سیاہ چادر میں لپٹی ہوئی خیمے کے در پر آ کر کھڑی ہو گئی......

حسینؑ نے آواز دے کر کہا' اصغرؑ کی ماں! دین اسلام کی ساری زندگی تیرے اصغرؑ کے صدقے میں قائم ہو گئی' اب واپس نہ جانا' میرے پیچھے پیچھے آ جا۔ ماں پیچھے پیچھے چلی......

علامہ مبین لکھتے ہیں کہ جب حسینؑ نے کہا' ربابؑ چادر سے ہاتھ تو نکال' ماں نے کانپتے ہوئے ہاتھ چادر سے باہر نکالے' زمین کربلا تھرا گئی' جب حسینؑ نے اناللہ پڑھ کر ماں کے ہاتھوں پہ اصغرؑ کی لاش رکھی...... جونہی لاشِ اصغرؑ بی بی ربابؑ کے ہاتھوں پہ آئی اور ماں کی نظر اصغرؑ کے گلے پر پڑی تو ٹھنڈی آہ بھر کر ایک جملہ کہا' وہ جملہ ختم ہوا تو رباب کے سارے بال سفید ہو گئے۔

نیاز بیگ والو!

(سن لو گے وہ جملہ!) میری ماؤں' بہنو!! سنو' جونہی ربابؑ نے علی اصغرؑ کے گلے کو دیکھا تو کہنے لگی' میرے لال علی اصغرؑ! کیا تمہارا قاتل صاحب اولاد نہیں تھا! کیا تیرے قاتل کے گھر کوئی بچہ نہیں تھا!

لعنة الله علی قوم الظالمین

❁ ❁ ❁

Presented by www.ziaraat.com

مجلس ششم

سامعین محترم!

سلسلہ بیان آپ کے اذہان عالی میں ہوگا......کل میں نے آپ کی خدمت میں خواجہ معین الدین اجمیریؒ کی یہ مشہور اور معرکتہ الآرا رباعی عرض کی تھی۔

شاہ ہست حسینؑ' بادشاہ ہست حسینؑ
دین ہست حسینؑ' دین پناہ ہست حسینؑ

یعنی حسینؑ شاہ بھی ہے اور بادشاہ بھی ہے...... میں نے بتایا تھا کہ شاہ کے معنی ہیں یونیورسل ہیرو' نیز جہاں جہاں تک خدا کی خدائی ہے' وہاں وہاں تک حسینؑ کی بادشاہی ہے اور کوئی ایسا مقام نہیں جہاں اس بادشاہ کا ذکر نہ ہوتا ہو......(نعرۂ حیدری)

حضرات گرامی قدر!

عشرۂ محرم کے دوران میں بی بی سی اور وائس آف امریکہ سے لے کر روس کے چھوٹے چھوٹے نشریاتی اسٹیشنوں سے بھی اس مظلوم کا ذکر نشر ہوتا ہے' حالانکہ روس دہریوں کی سرزمین ہے' لیکن ماسکو شہر میں تو محرم کے جلوس تک نکلتے ہیں...... شکاگو کے جلوس اور

...ں پر برآمد ہونے والے علم کی تصویریں میرے پاس موجود ہیں۔ میں نے امریکہ کے شہر ...کو سے نکلنے والے علم سے خوبصورت علم آج تک نہیں دیکھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی ...ت جہاں جہاں لوگوں کو معرفت خدا بھی نصیب نہیں ہوئی' وہاں وہاں بھی لوگوں کے دلوں ...ں حسینؑ کا ٹھکانہ ہے۔ دیکھ لیجئے کہ وہ شاہ کہاں کہاں پر قابض ہے؟ دنیا جہان کے ...ویژنوں اور ریڈیو اسٹیشنوں پر اس شاہ کا ذکر نشر ہوتا ہے' جگہ جگہ اس کے نام کی سبیلیں لگتی ...ں اور گلی کوچے سبیلوں کے پانی سے تر ہوتے ہیں۔ ماتمی جلتے انگاروں پر ماتم کرتے اور ...کتے ہوئے انگارے حسینؑ کی صدا سے پیروں تلے آ کر گلزار بن جاتے ہیں...... گویا ہوا ...یں اس کا ذکر ہو رہا ہے' پانی پر اس کا ذکر ہو رہا' زمین پر اس کا ذکر ہو رہا ہے...... زمین کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں گامزن ہو کر لوگ اس کا ذکر سننے نہ جا رہے ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے مٹی' پانی' آگ' ہوا کے مرکب پر جسے سائنسدان سائنس کی زبان میں کائنات کہتے ہیں' اس شہنشاہ کا قبضہ ہے......

عزیزان!

آج مٹی پر بھی اس کا قبضہ' ہوا پر بھی اس کا قبضہ' آگ پر بھی اس کا قبضہ' پانی پر بھی اس کا قبضہ' رہ گئی سیاروں اور ستاروں کی بات! تو آیئے میں آپ کو بحارالانوار کی ایک روایت سناتا ہوں' پھر اندازہ لگانا کہ اس کا ذکر کہاں کہاں ہو رہا ہے۔(صلواۃ)

ایک دن حضرت سلیمان فارسیؓ نے میرے مولا امیرالمومنینؑ سے روتے ہوئے کہا:

''اس دنیا سے پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے بعد میرا دل اس دنیا میں نہیں لگتا۔''

تو سرکار مولائے کائناتؑ نے فرمایا:

''سلمانؓ! حبشہ کے شہنشاہ نے جو دو خچر سرور کائناتؐ کو دیئے تھے' وہ لاؤ۔''

Presented by www.ziaraat.com

میرے مولاؑ نے غور سے ان خچروں کو دیکھا تو وہ دونوں کانپنے لگے اور ان کے بازو سے پر نکل آئے۔

مولاؑ نے سلمانؓ سے کہا:

"سلمانؓ! ایک پر تم بیٹھ جاؤ' ایک پر میں بیٹھتا ہوں۔"

دونوں خچر سواروں کے سوار ہونے کے بعد فضا میں محو پرواز ہوئے۔ جب خطہ زمین نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو سلمانؓ نے کچھ آوازیں سنیں اور مولاؑ سے عرض کیا:

"مولاؑ! یہ آوازیں کیسی آ رہی ہیں؟"

مولاؑ نے فرمایا:

"سلمانؓ! ہم سیاروں اور ستاروں کے قریب سے گزر رہے ہیں اور یہاں پر رہنے والی مخلوق حمد وثنائے پروردگار میں مصروف ہے اور یہ ان کی عبادت کی آوازیں ہیں۔"

پھر اور آگے بڑھے تو جہاں سمندر کی بپھری ہوئی موجیں دکھائی دیں۔ ایک ایک موج میلوں اوپر اٹھتی اور پھر نیچے گرتی تھی۔

سلمانؓ نے عرض کیا:

"مولاؑ! یہ تو کوئی بپھرا ہوا سمندر ہے۔"

مولاؑ نے فرمایا:

"سلمانؓ! اس کا جوش وخروش ابھی ختم ہو جائے گا۔"

پھر مولاؑ نے اس سمندر کو حکم دیا کہ ساکن ہو جاؤ...... لہریں ساکن ہوئیں تو اچانک ایک سبز رنگ کا تخت بچھ گیا۔ مولاؑ نے سلمانؓ کو حکم دیا:

"سلمانؓ! اب اتر آؤ۔"

سلمانؓ اتر آیا۔ سلمانؓ اس تخت پر مولاؑ کے ساتھ روانہ سفر ہوا۔ چلتے چلتے ایک بہت بڑی سبز رنگ کی دیوار نظر آئی' جوں جوں یہ دونوں حضرات اس دیوار کے قریب ہوتے

گئے' دیوار سمٹتی چلی گئی۔ جب دیوار کے بالکل قریب پہنچے تو وہ سمٹ کر ایک دروازے میں تبدیل ہو گئی۔ مولاؑ نے کہا:

"سلمانؓ! آؤ اندر چلیں......"

دروازے میں داخل ہوئے تو سلمانؓ نے دیکھا کہ انتہائی خوبصورت جوانوں کے گروہ ادھر ادھر کھڑے ہیں' جونہی انہوں نے مولاؑ کو دیکھا تو سبھی فوراً سجدہ ریز ہو گئے۔

سلمانؓ نے کہا:

"مولاؑ! یہ کون لوگ ہیں؟"

مولاؑ نے فرمایا:

"سلمانؓ! پہچان یہ ہمارے وہ ماننے والے ہیں جو رات کو یہاں ہوتے ہیں اور دن کو میرے پاس نجف اشرف آ جاتے ہیں۔"

اکثر آتا جاتا رہتا ہوں' تو جوانوں نے مولاؑ سے عرض کیا:

"مولاؑ! آپ کی مصروفیت لگتی ہے بڑھ گئی ہے' آج کئی دن ہو گئے ہیں کہ آپؑ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔"

مولاؑ نے فرمایا:

"آج جی بھر کر میری زیارت کر لو۔"

پھر فرمایا:

"سلمانؓ! اس دنیا سے گزر جانے کے بعد تم بھی یہاں آؤ گے اور ابوذرؓ بھی آئے گا۔"

سلمانؓ نے عرض کیا:

"مولاؑ! یہ اتنی خوبصورت جگہ ہے کہ یہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا۔"

مولاؑ نے کہا:

Presented by www.ziaraat.com

"نہیں! ایک دفعہ تو تمہیں جانا ہی پڑے گا...... البتہ اگر چاہو تو میں تمہیں یہاں پر تمہارا محل دکھائے دیتا ہوں......"

پھر فرمایا:

"سلمانؓ! چلو وہ محل تمہیں بعد میں دکھاؤں گا اور تمہیں تحفے میں عطا کروں گا۔ پہلے ہم سب مل کر مظلوم کربلاؑ کی مجلس پڑھ لیں۔"

توجہ ہے صاحبان!

یہ کونسا سیارہ تھا' کونسا ستارہ تھا' جہاں خود شہنشاہِ نجف مولائے کائناتؑ نے کربلا کے مصائب پڑھے اور ان نوجوانوں نے سماعت کیے؟ اور کتنے ہی ایسے تھے جن سے یہ مصائب برداشت نہ ہو سکے اور وہ بے ہوش ہو گئے؟ مولاؑ سب کو ہوش میں لائے اور فرمایا:

"سلمانؓ! اب جاؤ!"

مولاؑ نے دو نوجوانوں کی ڈیوٹی لگائی کہ سلمانؓ کو اس کا محل دکھاؤ۔ سلمانؓ گئے' زبرجد اور عقیق کا بنا ہوا محل سلمانؓ کو دکھایا گیا۔ سلمانؓ جب اس محل کے صحن میں پہنچا تو دیکھا کہ خوبصورت ترین سیب کے پھل اس محل کے صحن میں اُگے ہوئے درختوں سے لٹک رہے تھے۔ سلمانؓ کے دل میں یہ خیال آیا کہ اتنے پرکشش' دل آویز اور خوبصورت سیب تو شاید ابوذرؓ نے بھی نہیں دیکھے ہوں گے؟ چنانچہ دو تین سیب توڑ کر جیب میں رکھ لئے کہ وہاں جاؤں گا تو ابوذرؓ کو دکھاؤں گا۔ سلمانؓ جب واپس آیا تو دیکھا کہ مولاؑ! ایک ایک نوجوان سے رخصت ہو رہے تھے۔ سلمانؓ نے عرض کیا:

"مولاؑ! اب واپسی کی تیاری ہے۔"

مولاؑ نے فرمایا:

"ہاں......"

لیکن مولاؑ نے فرمایا:

"سلمانؓ! وہ سیب وہیں رکھ کر آ جو تیری جیب میں ہیں' کیونکہ یہ تمہارے مقدر کے سیب ہیں اور ابوذرؓ کے اپنے سیب ہیں اور وہ تیرے سیبوں کا محتاج نہیں ہے۔"

چنانچہ سلمانؓ نے وہ سیب رکھ دیئے۔

مومنین!

اب پتہ چلا کہ اس شہنشاہ کی حکومت کا دائرہ کتنا وسیع ہے' جہاں مولا حسینؑ کی مظلومیت کا ذکر ہوتا ہے۔ کچھ سال قبل کی بات ہے کہ میں علی پور گھلواں (مظفرگڑھ) میں محرم پڑھتا تھا۔ وہاں ایک بہت بڑے زمیندار تھے' نام تھا ان کا ملک شیر محمد گھلو۔ وہ انگریز دور میں آنریری مجسٹریٹ رہے۔ زمیندار تھے' مگر صاحب' سکالر تھے۔ ایک دن وہ بہت پرانا ڈائجسٹ "ریڈرز" اٹھا کر لائے اور اس میں مجھے ایک سمندر کے سیاح کا تذکرہ پڑھنے کو کہا۔ سیاح کا کہنا ہے کہ ایک دن میں سمندر پار کر کے سیر کے لئے نکلا تا کہ ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک کا جائزہ لوں کہ اتنے میں محرم کا چاند نمودار ہوا۔ مجھے سمندر سے کچھ سر نکلے ہوئے نظر آئے جو بے تحاشا رو رہے تھے' ان کے رونے کی صداؤں میں سے جو مجھے ایک لفظ یاد رہ گیا ہے' وہ ہائے حسینؑ ہے۔ "ریڈرز" ڈائجسٹ کی پرانی فائلیں پڑھے لکھے لوگوں کے پاس محفوظ ہوں گی اور وہ یہ واقعہ خود پڑھ چکے ہوں گے۔

عزیزانِ گرامی!

معلوم ہوا کہ سمندر سے لے کر آسمانوں تک کوئی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں حسینؑ نہ ہو اور جہاں اس کی بادشاہی نہ ہو۔ میں اکثر کہا کرتا ہوں' دنیا میں کسی کے اتنے لنگر نہیں ہیں جتنے کہ اس کے ہیں' دنیا میں کسی کے اتنے مکان نہیں جتنے حسینؑ کے ہیں' کسی کے اتنے رضا کار نہیں جتنے حسینؑ کے ہیں' کسی کے پاس اتنی سواریاں نہیں جتنی اس کے پاس ہیں' دنیا

Presented by www.ziaraat.com

سی کا اتنا بجٹ نہیں جتنا بڑا بجٹ حسینؑ کا ہے۔ اگر وہ تمام انبیاءؑ اپنی اپنی امتوں کو لے
س کے مہمان ہو جائیں تو حسینؑ اتنا بڑا بادشاہ ہے کہ سب کو جگہ دے سکتا ہے' سب کو
سکتا ہے' اپنے رضا کاروں سے ان کی خدمت کروا سکتا ہے اور سب کو رہائش کے لئے
ں میسر کر سکتا ہے......

زو!

جب کائنات میں اتنا بڑا شہنشاہ خواجہ اجمیریؒ کو نظر آیا تو بے ساختہ پکار اٹھے۔

شاہ ہست حسینؑ ......

ری یونیورس کا اگر کوئی بے تاج بادشاہ ہے تو حسینؑ ہے' شہنشاہ ہست حسینؑ اور شہنشاہ
ینؑ ہے۔ کل میں اس کی وضاحت کر چکا ہوں۔ خواجہؒ نے پھر کہا' دین ہست حسینؑ!
دین بھی ہے' لیکن ابھی خواجہؒ کا دل مطمئن نہیں ہوا تھا' پکار کر کہا' دین پناہ ہست
' حسینؑ دین کو پناہ دینے والا بھی ہے...... گویا دین کو پناہ ملی تو وہ بھی آغوش
میں۔

نِ محترم!

یقین جانئے اس گھرانے کا ہر فرد دین ہے۔ میں پڑھے لکھے لوگوں کو ایک اشارہ
آگے نکلتا ہوں۔ ایک رات امیر المومنینؑ کے دروازے پر عرب کے ایک تسلیم شدہ
دان نے آ کر دستک دی' جس کی آنکھوں پر پولیٹکس (Politics) کی مہر ثبت تھی'
رب کے مزاج سے بہت آشنا تھا۔ آ کر کہنے لگا:

"یا علیؑ! میں آپؑ کی خدمت میں اس لئے آیا ہوں کہ دنیا تخت و تاج
سنبھال کر بیٹھ گئی اور آپؑ خاموش بیٹھے ہیں۔ کیا آپؑ کے مددگار اور
اعوان و انصار کم ہیں؟"

مولاؑ نے فرمایا:

"نہیں' میرے پاس تو اتنی فورس ہے کہ میں عرب کے تمام شہروں کو
سواروں اور پیادوں سے بھر دوں اور اتنے گھوڑے ہیں کہ جن کا کچھ
شمار نہیں......"

باب مدینۃ العلم اس کی سازش کو جانتے تھے کہ یہ مجھ سے خون خرابہ کروا کر میرا نام
بدنام کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ مولاؑ نے فرمایا:

"ابوسفیان! تو کب سے دین کا خیر خواہ بن گیا۔"

عزیزو!

میں سوچتا ہوں ابوسفیان دین کا خیر خواہ ہو یا نہ ہو مولاؑ کا تو خیر خواہ بن کر آیا تھا۔
مولاؑ نے اسے کیوں محروم کیا؟ اس کی خیر خواہی کی قدر کیوں نہ کی؟ تو مولاؑ کی آواز آتی ہے:

"میں علیؑ ہوں' میں ہر شخص کے دل کی گہرائیوں میں جھانک کر دیکھتا
ہوں کہ وہ کس قدر مخلص اور خیر خواہ ہے۔ میں وہ ہوں جس کی ولایت
کے اعلان پر جبرائیلؑ نے کہا تھا' اکملت لکم دینکم و اتممت
علیکم نعمتی۔"

اب سمجھ میں آیا کہ جس کی ولایت کے اعلان پر دین مکمل ہو جائے اس کا نور نظر
اور گوشہ جگر کیوں کر دین نہیں ہوگا؟

(گھبرا تو نہیں گئے سامعین! صلواۃ پڑھ دیجئے)۔

باپ بھی دین' بیٹا بھی دین...... مسجد نبویؐ کا صحن ہے' صحابہ کرامؓ کا مجمع ہے۔ مسجد
بھی افضل المساجد' نمازی بھی جلیل القدر صحابی۔ نماز کا وقت ہے' امام الانبیاءؑ امام جماعت
ہیں' صفیں تیار' پیغمبرؐ نے تکبیر کہی تو سب نے تکبیر کہی' قیام کیا تو سب نے قیام کیا' رکوع کیا تو
سب نے رکوع کیا۔ پھر پیغمبرؐ سجدہ ریز ہوئے' تین دفعہ سبحان ربی الاعلی کہا کہ چشم

Presented by www.ziaraat.com

آفتاب نے ستاروں کی عینک لگا کر ایک عجیب منظر دیکھا کہ آغوشِ رسالتؐ میں کھیلنے والا اور دوشِ رسالتؐ پر سواری کرنے والا شہزادہ' صحابہ کی صفوں سے گزرتا ہوا آیا..... ایک صف' دوسری صف' تیسری صف صحابہ کی صفیں راستہ چھوڑ رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا کہ حسینؑ نہیں گزر رہے رسولؐ معراج کی شب آسمانوں کو پار کر رہے ہیں یا پھر موسیٰؑ دریائے نیل کی موجوں میں رستہ بنا رہے ہیں یا پھر ایسے رستہ بن رہا تھا جیسے ولادت علیؑ پر دیوار کعبہ میں رستہ بنا تھا..... حسینؑ صحابہ کی صفوں سے گزرے اور سیدھے جا کر ناناؐ کی پشت اطہر پر بیٹھ گئے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ ادھر حسینؑ پشت رسولؐ پر بیٹھے' ادھر جبرائیلؑ خدمت رسولؐ میں پہنچے.....

نیاز بیگ والو!

آپ کے گھروں میں ایسا واقعہ ہوسکتا ہے کہ کوئی بزرگ نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی بچہ آ کر اس کی پشت پر سوار ہو جائے' لیکن وہ بزرگ سجدے کو طول ہرگز نہیں دیتا اور دیکھنے والے بھی نمازی کو کچھ نہیں کہتے' بچے کو سنبھالتے ہیں.....

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ جو سیدالملائکہ' حامل وحی' جبرائیل امینؑ آیا ہے' یہ بچے کو سنبھالتا ہے یا نمازی سے کچھ کہتا ہے.....!!

شیعہ سنی علماء رقم طراز ہیں کہ جبرائیلؑ نے بچے سے کچھ نہیں کہا' بلکہ نمازی کے قریب پہنچ کر عرض کیا:

''اللہ رب العزت تحفہ درود و سلام کے بعد فرما رہا ہے کہ جب تک میرا حسینؑ اپنی مرضی سے نہ اتر جائے' سجدے سے سر نہیں اٹھانا۔''

یہ کہہ کر جبرائیلؑ واپس چلا گیا۔ اب میں ارباب فکر سے پوچھتا ہوں کہ جبرائیلؑ آیا کیوں؟ کیا خود نمازی کو یہ معلوم نہیں کہ کون آ کر بیٹھ گیا ہے؟..... خدا کی قسم! اگر نمازی ہم جیسا بشر ہوتا تو اسے معلوم ہو جاتا' اس لئے کہ ہماری نماز بھی کوئی نماز ہے' نہ

خضوع و خشوع' ہم دوران نماز بھی دنیا کی یادوں میں کھوئے رہتے ہیں۔ مگر یہ وہ نماز ہے کہ جسے سوائے ذات باری کے کسی چیز کا خیال نہیں..... یہ بہت بہتر جانتا ہے کہ **سبحان ربی الاعلی** کون ہے؟..... اگر اب بھی نہیں سمجھ سکے تو سنو یہ وہ ہے کہ جس کے وصی کے پاؤں سے سجدے کی حالت میں ہڈی میں دھنسا ہوا تیر نکلے تو اسے کچھ خبر نہیں ہوتی' تو پھر اس کے سردار کا خضوع و خشوع کس قدر ہوگا!

اس کے ذہن میں سوائے ذات واجب کے کسی کا کچھ تخیل بھی نہیں۔ چنانچہ خود ذات واجب نے جبرائیلؑ کو بھیجا کہ جا کر بتا دو کہ آپؐ کی پشت پر کون بیٹھا ہے؟

آیئے جبرائیلؑ سے پوچھتے ہیں کہ تم نے بتا دیا کہ بچہ آپ کی پشت مبارک پر بیٹھ گیا ہے' اب جب بچہ اتر جائے تو پھر آ کر یہ بھی بتا دینا کہ بچہ اتر گیا ہے' لیکن جبرائیلؑ نے ایسا نہیں کیا بلکہ پیغمبرؐ پر ہی چھوڑ گیا..... پیغمبرؐ کہ جن کے ذہن میں کسی کا خیال بھی نہیں آیا' اب وہ مسلسل تسبیح بھی پڑھ رہے ہیں اور ساتھ ساتھ حسینؑ کا خیال بھی آ رہا ہے کہ بیٹھا ہے یا اتر گیا۔ زبان پر ہے **سبحان ربی الاعلی' سبحان ربی الاعلی' سبحان ربی الاعلی**..... اور اذنِ خداوندی یہ ہے کہ اے صاحب معراج! آج تیری معراج کی بھی معراج ہے' لہٰذا زبان پہ تو میرا ذکر رہے اور ذہن میں تخیل حسینؑ رہے۔ (نعرۂ حیدری)

بزرگانِ محترم!

توجہ فرمایئے گا..... اگر آپ اجازت دیں تو اب مولوی صاحبان سے ایک سوال پوچھتا ہوں کہ رسولؐ نے سجدہ میں تین دفعہ **سبحان ربی الاعلی** پڑھا تھا' لیکن پڑھا ستر مرتبہ فتویٰ دیں..... کیا اس سے نمازِ نبوتؐ میں خلل نہیں آیا؟ جتنے شیعہ سنی بیٹھے ہوئے ہو' پوچھو اپنے اپنے علماء سے کہ ستر دفعہ تخیل حسینؑ آنے سے نبیؐ کی نماز برقرار رہی یا ٹوٹ گئی؟؟ خدارا غور کیجئے! سوچئے! کہ اگر تخیل حسینؑ سے نمازِ نبوتؐ میں خلل نہیں آتا تو تشہد میں علیؑ سے نمازِ امت میں خلل کیسے آ سکتا ہے.....!! (نعرۂ حیدری)

Presented by www.ziaraat.com

عزیزانِ محترم!

(ناراض تو نہیں بیٹھے آپ!)

میں کہتا ہوں اگر تخیل حسینؑ سے نمازِ نبوتؐ میں فرق نہیں آتا تو ذکر حسینؑ سے نمازِ امت میں کیسے خلل آ سکتا ہے..... تاریخ کے جھروکوں سے ذرا نمازِ پیغمبرؐ کو دیکھو..... آپؐ نے جب تین دفعہ سبحان ربی الاعلی و بحمدہ پڑھا تو پیچھے جتنے نمازی تھے انہوں نے بھی تین دفعہ یہی پڑھا۔ پھر سبھی نے سر اٹھا کر دیکھا کہ پیغمبرؐ ابھی سجدے میں ہیں تو دوبارہ سر سجدے میں رکھ دیا..... اب بتائیے کہ سجدے سے سر اٹھانے سے سب سے پہلے کس پر نظر پڑی؟ حسینؑ پر..... ! تو دراصل اللہ یہ بتانا چاہتا تھا کہ صحابہ کرام آج تمہاری نماز یہ ہے کہ سجدے سے سر اٹھاؤ اور میرے حسینؑ کی زیارت کر کے پھر سر سجدے میں رکھ دو۔

سامعین گرامی!

مجھے اس بات کا احساس ہے کہ آپ سارے دن کے تھکے ہوئے ہیں لیکن مجھے یہ بھی یقین ہے کہ محبت حسینؑ سب تھکاوٹوں کا خاتمہ کر دیتی ہے..... خدا شاہد ہے کہ حسینؑ نے بھی یہ تہیہ کر لیا میں اس وقت تک ناناؐ کی پشت پر بیٹھا رہوں گا جب تک ہر نمازی ناناؐ کی پشت پر میرے وجود کا عین گواہ نہ بن جائے..... لوگ کہتے ہیں صاحب! یہ تو بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ انہیں سواری پر بیٹھنے کا شوق ہوتا ہے لہٰذا یہ تو حسینؑ کی بچپن کی ادا تھی لیکن خدا کے لئے انصاف کریں..... میں کہتا ہوں مجھے کوئی ایک مثال بھی دکھا دیں کہ بچہ حالت سجدہ میں پشت پر سوار ہو جائے تو کسی نے سجدے کو طول دے دیا ہو۔ یقیناً ہر کوئی اہل جل کر بچے کو گرا دے گا اور ساتھ ہی نماز سے فراغت کے بعد یہ بھی سمجھایا جاتا ہے:

''فیر ایداں نہ کریں اے اللہ دی عبادت اے اللہ دی نماز اے۔''

لیکن میں علماء کو چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ پیغمبرؐ سے مروی کوئی چھوٹی سے چھوٹی

...ایت ہی دکھا دیں کہ فرمایا ہو میرے لال حسینؑ! آئندہ یہ حرکت نہ کرنا..... پیغمبرؐ کا یہ نہ ...نا اور سجدے کو طول دینا اس بات کی سند ہے کہ یہ بچپن کی ادا ہرگز نہیں تھی بلکہ مشیت کی ...ضا تھی..... (باآواز بلند صلوٰۃ)

...حضرات محترم!

اگر کوئی مولوی اب بھی ضد کرے کہ یہ تو بچپن کی ادا ہی تھی تو پھر ایک بات کہوں ...اراض نہیں ہونا! میں کہتا ہوں اگر حسینؑ کو سواری ہی کا شوق تھا تو پھر اتنی صفیں چیر کر حسینؑ کو ...ناناؐ کے پاس جانے کی کیا ضرورت تھی پیغمبرؐ سے پہلے کتنی تیز رفتار سواریاں سجدے میں ...تھیں..... ! حسینؑ کسی پر بیٹھ جاتے۔

...بھئی!

حیرانگی کی بات ہے کہ جو بات صحابہ کرام نے بھی نہ کہی آج کے مولوی وہ بات ...کہنے کی جسارت کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں بچوں پر تو کسی قانون کا اطلاق نہیں ہوتا..... اتنا ...بڑا مجمع میرے سامنے ہے۔ فرض کیجئے میرے ہاتھ میں ایک کیمرہ تھا جو ہزاروں روپے کی ...مالیت کا ہے۔ اب ایک بچہ مجھے کہتا ہے انکل ذرا یہ کیمرہ مجھے دکھاؤ۔ میں نے کیمرہ اسے تھما ...دیا اب اس کے ہاتھ سے یہ کیمرہ گرا اور چور چور ہو گیا۔ میں تھانے پہنچ گیا کہ اس بچے نے ...میرا کیمرہ توڑ دیا ہے اسے گرفتار کیا جائے۔ تھانے والوں نے کہا جناب! اپنی عقل کا علاج ...کروائیں کوئی قانون ایسا نہیں ہے کہ ہم چار سال کے معصوم بچے پر مقدمہ درج کر لیں۔ ...آپ نے اتنے چھوٹے بچے کو کیمرہ دیا کیوں؟

اب کسی مولوی صاحب سے رجوع کیا کہ آپ تو اکثر فتوے دیتے رہتے ہیں اس ...بچے نے میرا کیمرہ توڑ دیا ہے ذرا اس کے خلاف فتویٰ دے دیجئے۔ مولوی صاحب نے کہا ...شریعت کا کوئی قانون ایسا نہیں کہ میں بچے کے خلاف فتویٰ دے دوں بلکہ بتائیے کہ آ...

Presented by www.ziaraat.com

نے اسے کیمرہ دیا کیوں؟ اب سوچا کہ چلو اس کے ماں باپ سے شکایت کرتے ہیں۔ انہوں نے شکایت کے جواب میں کہا' حضرت! یہ تو بچہ ہے' آپ ماشاء اللہ بڑے ہیں' آپ نے کیمرہ اسے دیا ہی کیوں؟ آپ کی عقل تو نہیں ماری گئی تھی۔

عزیزانِ گرامی!

اب جو کہتے ہیں یہ بچپن کی ادا تھی' چلو حسینؑ نے بچپن کی ادا ہی دکھا دی تو وہ صحابہ کرام کیسے تھے جو اٹھ کر دوبارہ سجدے میں سر جھکاتے رہے...... وہ جبرائیلؑ کیسا تھا کہ بچے کے کھیل میں آ کر پیغمبرؐ سے باتیں کرنے لگا اور وہ کیسے تھے کہ بچے کے کھیل میں سجدے کو طول دے دیا!! بلکہ میں تو یہ کہنے پہ مجبور ہوں کہ وہ اللہ کیسا ہے کہ جس نے بچے کے کھیل میں سیدالملائکہ کو بھیج دیا...... یہ اعتراض حسینؑ پر تو نہیں رکے گا' بلکہ جبرائیلؑ سے لے کر اللہ تک چلے گا۔

میں کہتا ہوں' یا اللہ! حسینؑ تو بچہ ہے' جبرائیلؑ سے کہہ دو کہ اسے ہٹا دے' پیغمبرؐ سے کہو کہ اسے اتار دے' صحابہ کرام سے کہہ کہ اسے اٹھا لیں...... ارے نواسہ ہی تو ہے سجدے کو طول کیوں دیا جا رہا ہے...... اب صحابہ' پیغمبرؐ' جبرائیلؑ اور اللہ سبھی آواز دے کر کہیں گے' اگر محض بچہ ہوتا تو اتار دیتے' صرف نواسہ رسولؐ ہوتا تو اتار دیتے' مگر مجبوری یہ ہے کہ دین ہست حسینؑ ......(صلواۃ)

سامعین!

اب خواجہ اجمیریؒ کی معرفت سمجھ میں آئی۔ خواجہؒ نے یونہی نہیں کہہ دیا' دین ہست حسینؑ ...... اب یہاں میں پڑھے لکھوں کے لئے دو جملے اور کہتا ہوں' اس کے بعد میرا بیان ختم ہوتا ہے...... اس سے اگلے جملے سنئے۔

سرداد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ

اب مجھ سے زیادہ پڑھے لکھے احباب بیٹھے ہیں' میں تو بہت کم پڑھا لکھا ہوں۔ آیئے سب مل کر خواجہ اجمیریؒ کی عظمت کو سلام کرتے ہیں' کتنا عصمت شناس ذہن تھا حضرت خواجہؒ کا کہ جس مصرعے میں اس نے حسینؑ کا نام رکھا' وہاں یزید کا نام نہیں آنے دیا۔ (بھئی توجہ فرمایئے گا!) خواجہ اجمیریؒ کہتا چلا گیا۔

شاہ ہست حسینؑ' بادشاہ ہست حسینؑ
دین ہست حسینؑ' دین پناہ ہست حسینؑ
سرداد نہ داد دست در دست یزید

جس مصرعے میں یزید کو لایا گیا وہاں حسینؑ کو نہیں لایا گیا۔ اب خواجہ اجمیریؒ کے ذہن میں آیا کہ شاید مولویوں اور اس طرح کے دوسرے لوگوں کا ذہن اس بات کو قبول نہ کرے' تو خواجہؒ نے اس کے بعد حق کی قسم کھائی۔

کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ

''مجھے قسم ہے حق تعالیٰ کی' دین کی بنیاد حسینؑ ہے۔''

آپ نے سوچا کہ ایک ہی مصرعے میں حسینؑ اور یزید کو کیوں نہیں ملایا؟ اس لئے کہ خواجہؒ کو علم تھا کہ حسینؑ ایک تسلسل کا نام ہے...... حسینؑ طہارت و پاکیزگی اور عصمت کی ایک لڑی ہے اور لڑی ہی نہیں خود اس کا نقطہ منتہا ہے اور یزید بھی ایک تسلسل کا نام ہے...... بلکہ نجاست کی لڑی اور سلسلے کے نقطہ آخر کا نام ہے اور طہارت و نجاست ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے...... (ایک دفعہ مل کر صلواۃ پڑھ لیں محمدؐ و آلِ محمدؐ کی ذات پر)

عزیزو!

بس اختتام ہوا آج کے بیان کا' باقی باتیں کل' آج صرف اتنا کہتا ہوں

Presented by www.ziaraat.com

دین ہست حسینؑ، دین پناہ ہست حسینؑ
سرداد نہ داد دست در دست یزید
حق کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ

چونکہ شاعری فطرتاً اختصار پسند ہے اور تفصیل میں جانا شاعری کا منصب نہیں......

اب غور طلب یہ بات ہے کہ خواجہؒ نے یہ کیوں کہا کہ اگر لا الہ کی بنیاد ہے تو وہ حسینؑ ہے؟ دراصل خواجہؒ دیکھ رہا تھا کہ تین دن تک پیغمبرؐ نے عیسائیوں اور ان کے پادریوں کو سمجھایا کہ اللہ ایک ہے' اللہ ایک ہے' اللہ ایک ہے۔ لیکن وہ کہتے رہے کہ نہیں اللہ تین ہیں' اللہ تین ہیں' اللہ تین ہیں......تو حکم الٰہی ہوا:

''میرے حبیبؐ! اگر یہ علم حاصل ہو جانے کے بعد بھی بحثوں سے کام لیتے ہیں تو انہیں کہہ دیجئے:

قل تعالوا ابنانا و ابنا کم

ہم اپنے بیٹے لاتے ہیں اور تم لے آؤ اپنے بیٹے......''

اب پیغمبرؐ کا اپنا بیٹا کوئی نہ تھا' لیکن مرید بھی تو پیر کے بیٹے ہوتے ہیں' چنانچہ ساری دنیا سمجھی کہ ہم میں سے کسی کو لے جائیں گے' لہٰذا نہا دھو کر مسجد میں آ بیٹھے۔ پیغمبرؐ نے آ کر دیکھا' تو فرمایا' ''بڑے سوہنے لگ رئے او''، یہ کہہ کر فرمایا' حسنؑ بیٹے ادھر آؤ۔ حسنؑ کو انگلی پکڑائی' حسینؑ کو گود میں اٹھایا اور لے کر چلے میدان مباہلہ کی طرف......اب وہ جنہیں تین دن تک پیغمبرؐ نے سورۂ توحید سنائی اور ان کی سمجھ میں نہ آئی۔ اب جب انہوں نے حسینؑ کو دیکھا تو شیعہ سنی تاریخیں بھری پڑی ہیں کہ ان کے پادری نے حسینؑ کا چہرہ دیکھ کر پکار کر کہا:

''مباہلہ نہ کرنا' اب میں وہ چہرہ دیکھ رہا ہوں کہ اگر اس نے بددعا کر دی تو سارے غرق ہو جاؤ گے' وہ اشارہ کر دے تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں......''

ارے ابھی تک اس کو پیغمبرؐ سمجھاتے رہے' لیکن اسے سمجھ نہ آیا' قرآن کی آیات میں' سمجھ نہ آیا' وہی رٹ رہی کہ خدا تین ہیں' لیکن حسینؑ کا چہرہ دیکھتے ہی سبھی نے سر جھکا لیا' اس لئے خواجہ اجمیریؒ پکار اٹھے۔

حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ (نعرۂ حیدری)

عزیزانِ گرامی!

میرا معبود گواہ ہے کہ لا الہ کی بنیاد بھی بتائی تو حسینؑ نے اور لا الہ کو بچایا بھی تو حسینؑ نے......لیکن صرف اکیلے حسینؑ نے نہیں۔

حدیث عشق دو باب است کربلا و دمشق
یکے حسینؑ رقم کرد دیگرے زینبؑ

''حدیث عشق دو ابواب پر مشتمل ہے' ایک کو حسینؑ نے رقم کیا اور دوسرے کو زینبؑ نے......''

زینب عالیہؑ وہ بہن کہ جب دنیا میں آئی تو پیغمبرؐ نے ہاتھوں پر اٹھایا' نواسی کا چہرہ دیکھا' پھر اس کے باپ کا چہرہ دیکھا' دونوں کے چہروں کو آپس میں ملایا تو پیغمبرؐ کی زبان سے بے ساختہ نکلا:

زین اب

یہ تو اپنے باپ کی زینت ہے اور خدا کی قسم! زینبؑ نے اپنے باپ کی زینت بن کر دکھایا۔ اللہ کی آواز آئی' حسینؑ تو رسولؐ کا نمائندہ ہے' تو اپنی ماں بتولؑ کا نمائندہ بن کر اپنی ماں کو بچانے جا رہا ہے۔ پھر عرش سے آواز آئی' زینبؑ! علیؑ کی بیٹی! تو اللہ کی نمائندہ بن کر جا...... میں احسان فراموش نہیں ہوں' حسینؑ نے دین کو مٹنے سے بچایا ہے' لہٰذا تم حسینؑ کے نام کو مٹنے سے بچاؤ...... یہی سبب ہے کہ جب کربلا والے لا الہ کو بچانے جا رہے تھے' شہر سے ابھی تھوڑا ہی دور گئے ہوں گے کہ ایک آواز آئی:

Presented by www.ziaraat.com

''حسینؑ ! ذرا ٹھہر جائیے' حسینؑ ! ذرا ٹھہر جائیے۔''

حسینؑ نے کہا:

''عباسؑ بھائی! ذرا دیکھنا یہ کون آ رہا ہے؟''

عباسؑ نے دیکھا تو کہا:

''آقاؑ ! جناب عبداللہؑ آ رہے ہیں۔''

عبداللہؑ قریب آئے اور عرض کیا:

''فاطمہؑ کے لال! ہم سے مشورہ بھی نہ لیا اور روانہ ہو گئے۔''

حسینؑ نے کہا:

''عبداللہؑ ! میری ماں نے خواب میں تاکید کی ہے کہ حسینؑ جس مقصد کے لئے تجھے چکیاں پیس پیس کر پالا تھا' اس مقصد (یعنی لا الہ الا اللہ) کی حفاظت کر اور اللہ کے نام کو مٹنے سے بچا...... میں اپنے ناناؐ اور اپنی ماں کے حکم کی تعمیل کے لئے جا رہا ہوں۔''

عبداللہؑ نے کہا:

''حسینؑ ! آپ تو اپنے ناناؐ کے نمائندے ہیں' لیکن یہ بتولؑ کی چادر کی وارثوں کو کیوں لے کر جا رہے ہو؟''

اب حسینؑ نے یہ جواب نہیں دیا کہ یہ بھی ناناؐ کا حکم تھا' بلکہ فرمایا:

''اللہ چاہتا ہے کہ زینبؑ قید ہو جائے۔''

اب غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ یہ کیوں چاہتا ہے؟ اللہ کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ زینبؑ قید ہو جائے؟ بات صرف اتنی ہے کہ حسینؑ تو نمائندہ رسولؐ تھا جس نے لا الہ کو بچانا تھا اور زینبؑ نمائندہ خدا بن کر جا رہی ہے۔ اللہ محسن الاحسان کا منشا ہے کہ زینبؑ تم مٹ جاؤ' مگر حسینؑ کا نام مٹنے نہ پائے...... خدا شاہد ہے کہ جب یہ باتیں ہو رہی تھیں تو شہزادی زینبؑ نے گفتگو سن کر فرمایا:

''یا بن العم! اے میرے چچا کے بیٹے عبداللہؑ ! میں اللہ کے حکم سے جا رہی ہوں' مگر آپؑ کی اجازت سے جا رہی ہوں۔ میں نے آپؑ سے اجازت طلب کی تھی اور آپؑ نے اجازت دی تھی' اسی لئے جا رہی ہوں۔ کیا اب آپؑ مجھے روکنے آئے ہیں؟''

شریفو!

اب دیکھو محمدؐ کے گھرانے کے آداب زندگی کہ یہ نہیں کہا عبداللہؑ نے' اے عونؑ و محمدؑ کی ماں! (یہ جو اس طرح سے خطاب کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ اس سے بچیں' منبر پر ایسا جملہ منہ سے نہ نکالا کریں جس سے توہین اہل بیتؑ کا ذرہ برابر پہلو بھی نکلتا ہو۔ یہ فقرہ کہہ سکتے ہیں تو صرف جناب عبداللہؑ ...... میرے جیسے جاہل کو یہ کہنے کا ہرگز حق نہیں' لیکن جناب عبداللہؑ جو تہذیب و شرافت کی معراج پر فائز' ان کی زبان سے بھی یہ جملہ نہیں نکلا) انہوں نے یہ بھی نہیں کہا کہ اے میری رفیقہ حیات! بلکہ کانپتی ہوئی آواز سے کہا' اے میرے امامؑ کی بیٹی! میں آپؑ کو روکنے نہیں آیا۔

زینبؑ نے کہا:

''پھر کس لئے آئے ہیں آپؑ ؟''

عبداللہؑ نے کہا:

''میں کہنے آیا ہوں کہ حسینؑ جیسی قیمتی امانت آپؑ کے پاس ہے۔ اب اگر رستے میں کوئی مشکل آن پڑی تو کیا کرو گی؟''

زینبؑ نے کہا:

''میرے چچا کے بیٹے! بتاؤ پھر میں کیا کروں؟''

عبداللہؑ نے کہا:

''میرے امامؑ کی بیٹی! اگر کسی شریف پر مشکل اور مصیبت پڑ جائے تو

Presented by www.ziaraat.com

وہ اس مشکل اور مصیبت کو ٹالنے کے لئے صدقہ دیتا ہے' آپؑ خالی ہاتھ جا رہی ہیں' صدقہ دینے کا وقت آیا تو پچھتائیں گی۔ میں آپ کے لئے صدقے کا بندوبست کر کے لایا ہوں' یہ لو عونؑ و محمدؑ ' بڑے کو اپنی طرف سے اور چھوٹے کو میری طرف سے آقا حسینؑ کا صدقہ کر دینا۔''

یہ کہہ کر عبداللہؓ نے زینبؑ کو روانہ سفر کیا۔

نیاز بیگ والو!

۲ محرم کو شہزادی زینبؑ کربلا پہنچی۔ ۲ محرم سے یوم عاشورہ تک کبھی اپنے بیٹے کو بیٹا نہ کہا' بلکہ سلاتے وقت لوری دیتیں تو فرماتیں' حسینؑ کے صدقو! اب سو جاؤ' اب آرام کرو۔ حسینؑ کے صدقو! میں نے تمہارے اعتماد پر اماں زہراؑ سے بوقت ملاقات کہنا ہے کہ میں نے آپؑ کے بیٹے حسینؑ کو اپنے بیٹوں سے پہلے زخمی نہیں ہونے دیا اور جب صبح عاشور ہوئی' قربانی کا وقت آیا تو زینبؑ نے کہا:

''اماں فضہؑ! ذرا نانے کے نمائندے کو بلاؤ۔''

مولاؑ تشریف لائے تو دیکھا کہ بہن اپنے دونوں شہزادوں کو سر پہ عمامے رکھا کر اور کمروں میں تلواریں لٹکوا کر جہاد کے لئے تیار کئے کھڑی ہے۔

علم لدنی کے مالک امامؑ نے کہا:

''بہن میرا سلام قبول ہو۔''

زینبؑ نے سلام کا جواب دیا اور کہا: (اسے کوئی خاندانی بندہ ہی سمجھ سکے گا)

''حسینؑ! دو منٹ کے لئے بہن بھائی کے تعلق اور رشتے کو ایک طرف رکھ دے۔''

حسینؑ نے کہا:

''کیوں میری بہن؟''

زینبؑ نے کہا:

''حسینؑ اس لئے کہ تو ہے حیدر کرارؑ کا بیٹا اور میں ہوں جعفر طیارؑ کی بہو۔ آج جعفرؑ کی بہو حیدرؑ کے بیٹے سے جعفرؑ کے پوتوں کی شہادت کی بھیک مانگتی ہے۔ حسینؑ! میری جھولی میں شہادت کی خیرات ڈال دے۔ حسینؑ! میں چاہتی ہوں کہ میرے بچے تجھ پر قربان ہو جائیں۔''

حسینؑ نے زمین کی طرف دیکھا' پھر آسمان کو دیکھا' پھر بہن کو دیکھا اور پھر بھانجوں کو دیکھا۔ یوں سمجھو کہ قیامت تک کے لئے ختم ہو جانے والی نسل کو دیکھا اور بے ساختہ بولے:

''میری بہن! جو تو چاہے گی وہی ہوگا......''

زینبؑ خوش ہوگئی اور دسویں کے دن اپنے بیٹوں کو اس طرح آگے آگے لے کر چل جیسے قربانی کے دن حاجی اپنی قربانی کو آگے آگے لے کر خود پیچھے پیچھے چلتا ہے۔ جب خیمے کے دروازے پر پہنچی تو بھائی سے کہا:

''اگرچہ سب کی لاشیں خیموں میں لاؤ' مگر عونؑ و محمدؑ کی لاشیں خیموں میں نہ لانا۔''

حسینؑ نے کہا:

''بہن! یہ تیرے بیٹے ہیں' لاشیں کیوں نہ لاؤں؟''

زینبؑ نے کہا:

''حسینؑ! یہ تیرا صدقہ ہیں' زینبؑ صدقہ دے کر واپس نہیں لے گی۔''

عزیزو!

پھر زینبؑ نے بیٹوں سے مخاطب ہو کر کہا:

Presented by www.ziaraat.com

"میرے بیٹو! اب خیمے میں زندہ واپس نہ آنا' اگر تم زندہ واپس آئے تو
میں تمہیں دودھ نہیں بخشوں گی۔"

پھر ایک عجیب تاکید کی کہ

"جب تم باہر نکلو گے تو تمہیں فرات کا پانی نظر آئے گا' لیکن خبردار! پانی
کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھنا....."

اب زینبؑ نے بچوں کو الوداع کیا۔ حسینؑ ابن علیؑ نے مرج البحرین کے یہ دو موتی اٹھا کر صدف زین پر رکھ دیئے۔ بچے روانہ ہو گئے' حسینؑ ٹیلے پر کھڑے تھے' فضہؓ خیمے کے در پر تھی' بچوں کی ماں خیمے کے اندر مصلیٰ عبادت پر تھی' بچوں کی نظر پانی کی بجائے شہادت پر تھی' فضہؓ کی نظر حسینؑ پر تھی اور ماں کی نظر فضہؓ کے چہرے پر..... نظروں کا ایک سلسلہ بن گیا۔ تھوڑی دیر بعد بچے گھوڑے سے گرے' حسینؑ ٹیلے سے گرے' فضہؓ خیمے کے در پر گری' ماں یہ کہہ کر سجدے میں گری:

"یاالٰہی! تیرا شکر ہے کہ میری نیک کمائی نیک کام آئی۔"

مومنین نیاز بیگ!

زندگی کا کچھ پتہ نہیں' خدا جانے یہ رات پھر کبھی زندگی میں نصیب ہو کہ نہ ہو' چلتے چلتے دو جملے اور سن لو۔ ایک بچہ بڑا تھا اور ایک چھوٹا' بڑا جب گھوڑے سے گرا تو اس نے آواز دی' مولاؑ! میری مدد کو پہنچیے' مولاؑ! میرا آخری سلام ہو.....

لیکن میری مائیں' بہنیں اور بھائی بہتر جانتے ہیں کہ چھوٹے بچوں کی نفسیات ذرا مختلف ہوتی ہے' چھوٹے بچے کی ادائیں ہی الگ ہوتی ہیں' اس کا انداز مخاطب بھی الگ ہوتا ہے۔ خدا کی قسم! جب ظالم نے چھوٹے بچے کے سینے میں نیزہ مارا اور پھول کی طرح پرو دیا ہوا بچہ زمین پر گرنے لگا تو گرتے گرتے خیمے کی طرف منہ کر کے ناناؐ کو بلایا' نہ داداؑ کو اور نہ مولا حسینؑ کو' بلکہ بے ساختہ کہا' اماں میں گر گیا' اماں میں گر گیا.....

یہ کربلا کا انوکھا شہید ہے کہ جس نے ماں کو آواز دی ہے۔ ادھر حسینؑ ابن علیؑ نے بؑ کے لال کی آواز سنی تو میدان جنگ کی طرف چلے۔ خدا کی قسم! فوج یزید نے امامؑ کو تے ہوئے دیکھا تو فوج میں بھگدڑ مچ گئی..... مولاؑ نے شدت جذبات میں ایک نوحہ ھا' جس کا پہلا مصرع کچھ یوں تھا:

"میری بہن کا گھر برباد کرنے والو! اب کہاں جاتے ہو؟"

لیکن فوج بھاگ چکی تھی' حسینؑ بچوں کے پاس پہنچے' بڑے بچے کی روح پرواز کر چکی تھی' لیکن چھوٹے بچے میں کچھ سانس باقی تھے۔ حسینؑ جھکے تو اس نے ہچکی لی اور ہچکی لے کر کہا:

"ماموں! مجھے اماں سے ملا دو' ماموں! مجھے اماں سے ملا دو۔"

اب بتاؤ کربلا کا مظلوم کیا کرے؟ بہن نے کہا تھا کہ میرے بچوں کی لاشیں خیموں میں نہ لانا اور بچہ کہہ رہا ہے کہ مجھے اماں سے ملا دیجئے۔ اب ذرا سینوں پہ ہاتھ رکھ کر سنئے' مقتل کا جملہ ہے حسینؑ بجلی کی چمک کی طرح بھانجے کو سینے سے لگائے ہوئے ایک دم خیمے میں آئے۔ زینبؑ کو آواز دی:

"بہن جلدی آؤ....."

زینبؑ نے کہا:

"کیا بات ہے بھائی؟"

حسینؑ نے کہا:

"بہن! تیرا بیٹا لایا ہوں....."

زینبؑ نے کہا:

"حسینؑ! گنج شہیداں میں رکھ دیجئے' میں نے صدقہ کر دیا ہے' علیؑ کی
بیٹی صدقہ دے کر واپس نہیں لیتی....."

حسینؑ نے جب دیکھا کہ زینبؑ قریب نہیں آ رہی تو کہا:

"بہن تجھے میرے حق کی قسم! ذرا قریب آ۔"

Presented by www.ziaraat.com

ماں بچے کے پاس آئی' مگر جیسے ہی شہزادی کی نظر بچے پر پڑی' خدا کی قسم! شہزادی زینبؑ' زینبؑ نہ رہی' چہرہ کندن کی طرح سرخ ہوگیا۔ ہاتھوں میں کپکپی نہ تھی' پاؤں میں لرزہ نہ تھا' دل میں دھڑکن کی تیزی نہ تھی...... ایک دم بچے کو دیکھا تو بچے نے کانپتے ہوئے ہاتھ ماں کے قدموں پر رکھ دیئے اور آخری ہچکی لیتے ہوئے صرف اتنا کہا:

''اماں! اب تو راضی ہو نا......!''

❁ ❁ ❁

مجلس ہفتم

بسم الله الرحمن الرحيمo

الحمدلله لرب العلمين و الصلواة و السلام على نبى الامى المكى المدنى التهامى. سيدالوحى و سراج المجى و كوكب درى' صاحب الوقار و السكينه المدفون بارض المدينه اباالقاسم محمدً (صلواة)

لا اكراه فى الدين قدتبين الرشد من الغى

(ایک دفعہ مل کر صلواۃ پڑھ لیں!)

حضراتِ محترم!

ارشادِ معصوم ہے کہ

''ہم پر باآواز بلند صلواۃ پڑھا کرو تا کہ تمہارے بدن سے نجاست نکلتی رہے اور طہارت آتی رہے۔'' (صلواۃ)

ایک اور فرمان بھی سن لیجئے:

Presented by www.ziaraat.com

''ہماری ذات پر اونچی آواز میں صلواۃ پڑھنے کا اثر یہ ہے' دلوں سے منافقت کا خاتمہ ہو جاتا ہے......'' (صلواۃ)

حضراتِ محترم!

میں آپ حضرات کا مسلسل توجہات کے لئے شکرگزار ہوں' خداوند عالم آپ حضرات کی محنت کو اپنی بارگاہِ اقدس میں بحق جنابِ سیدہ صلواۃ وسلام اللہ علیہا قبول ومنظور فرمائے...... اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ لوگ سارا دن مصروف رہتے ہیں' مجھے آپ کی تھکاوٹ کا بھی احساس ہے...... لاؤڈ سپیکر بھی خراب ہیں' لیکن آپ میری طرف توجہ فرمائیں گے تو فاطمہؑ کے لال کے صدقے میں یہ خود بخود کام شروع کر دیں گے۔

میں گزارش کر رہا تھا کہ آپ نے جس محبت سے اور جس خلوص سے میری معروضات کو سنا' خداوند عالم آپ کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ میرا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ہم جو یہاں فاطمہؑ کے لال کے صدقے میں جمع ہوتے ہیں تو کم از کم ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا رہے...... اور یہ دس دن باب مدینۃ العلم کی یونیورسٹی کی کلاسیں لگتی رہیں۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم حقیقتوں کو دل و دماغ تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ ارشاد الٰہی ہو رہا ہے:

لا اکراہ فی الدین

''دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔''

قدتبین الرشد من الغی

''ہدایت کو' نیکی کو' گمراہی کے مقابلے میں بڑا واضح کر کے' بڑا کھول کے بیان کر دیا گیا ہے۔''

آج میں اس کی وضاحت یوں کروں گا کہ بچہ بچہ اس کو سمجھے اور بڑے بزرگ جو بیٹھے ہیں وہ تو سمجھے سمجھائے ہوئے ہیں' کہیں نہ کہیں میری اصلاح کرتے رہیں... ...

اصول دین وہ ہیں کہ جن میں اصل عقائد شامل ہیں اور لفظ دین کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جس میں جبر نہیں۔ اب دین کا تعلق ہے' اصول دین سے اور اصول دین کا تعلق ہے' دین سے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اصول پائے جاتے ہیں تحقیق کے ساتھ اور فروع مانے جاتے ہیں تقلید کے ساتھ...... (توجہ چاہتا ہوں سامعین!)

اصول دین میں توحید' عدل' نبوت' امامت اور قیامت شامل ہیں۔ ہمارے پانچ اصول دین ہیں اور باقی ۷۲ فرقوں کے تین! افسوس صرف اس بات کا ہے کہ ہمارے اصول بھی ایک جیسے نہ رہے' کہیں پانچ ہیں اور کہیں تین ہیں' اردو کے محاورے میں اسے کہتے ہیں' تیا پانچا کر دینا... ...

سامعین محترم!

تو میں کہہ رہا تھا اصول دین میں توحید ہے' نبوت ہے' امامت ہے' قیامت ہے اور عدل ہے۔ ان سب کو مانا جاتا ہے تحقیق کے ساتھ! توحید یعنی اللہ کو احد اس لئے نہیں مانا جاتا کہ چونکہ ہمارے بزرگ مانتے تھے اس لئے ہم بھی اپنے بزرگوں کی پیروی اور تقلید کرتے چلیں گے۔ اصول میں تقلید نہیں ہے بلکہ آپ کو چاہئے کہ آپ تحقیق کریں اور جب آپ کی عقل وفکر تسلیم کرلے کہ خدا احد ہے' خدا یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' تو ایسی صورت میں آپ توحید کو قبول کریں۔

توجہ فرما رہے ہیں آپ میری بات پر...... آج بڑے اطمینان اور بڑے سکون سے میری معروضات سنئے گا' آج آپ جب تک سنیں گے یہی سناتا چلا جاؤں گا۔ آج نہ مجھے کچھ جلدی ہے' نہ آپ کو جلدی ہونی چاہئے...... (صلواۃ)

میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ آدمی یہ سوچتا ہے کہ دین میں جبر نہیں ہے تو پھر نماز پڑھنے کی سزا کیوں ہے؟ روزہ نہ رکھنے کی سزا کیوں ہے؟

توجہ کیجئے تو سزا صرف ملتی ہے تو فروع دین میں' کیونکہ فروع کا تعلق ہے اعمال

Presented by www.ziaraat.com

ہے' اصول کا تعلق ہے عقیدے سے۔ عقیدے میں جبر نہیں ہے (توجہ)...... عقیدے میں جبر نہیں ہے۔ آپ کا دل و دماغ مان لے تو تسلیم کرو...... اور جب تسلیم کرلیا تو اب فروع دین میں جبر ہے۔ یہ جبر کیوں ہے؟ اس لئے ہے کہ کسی ڈاکٹر کو منتخب کرنا آپ کی عقل کا فیصلہ ہے' زبردستی ہرگز نہیں ہے کہ آپ فلاں ڈاکٹر یا فلاں حکیم ہی کو اپنے علاج کے لئے منتخب کریں......

آپ اسے تسلیم کریں جسے آپ کی عقل تسلیم کرے کہ وہ ماہر ہے' قابل ہے' بیماری کے علاج پر قدرت رکھتا ہے۔ جب آپ کی عقل فیصلہ کردے' آپ اسے منتخب کرلیں' اس میں قطعی جبر نہیں ہے...... جبر اس بات میں ہے کہ جب آپ نے وہ ڈاکٹر چن ہی لیا ہے تو اب جو نسخہ وہ لکھ کردے گا' آپ کو اس کی تقلید کرنا ہوگی اور اس کی ہدایات پر عمل کرنا پڑے گا' اسی میں جبر ہے...... (توجہ فرمارہے ہیں آپ!)

بزرگانِ محترم!

جب دین میں جبر نہیں ہے تو اس کا تعلق ہے اول دین کے ساتھ اور جب جبر ہے تو اس کا تعلق ہے فروع دین کے ساتھ۔ اب اگر میدان غدیر میں پیغمبرؐ کسی کی ولایت و امامت کا اعلان کرے اور جبرائیلؑ آ کر کہے:

الیوم اکملت لکم دینکم

''اللہ کہہ رہا ہے کہ آج اس اعلانِ ولایت کے بعد میں نے دین کو مکمل کردیا ہے۔''

تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ غدیر جس میں اعلان امامت و ولایت ہورہا ہے' اس کا تعلق فروع سے نہیں بلکہ یہ اصول دین میں سے ایک اصول ہے...... (توجہ ہے!) تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیغمبرؐ نے غدیر کے مقام پر اصول دین میں سے ایک دین کا اعلان کیا ہے۔

آج اگر آپ مجھے یہ اجازت دے دیں تو میں ان الجھنوں کو ختم کروں کہ سوچنے

والے سوچتے ہیں کہ یہ مسئلہ کیا ہے؟ ذرا ذرا سی بات میں اختلاف' کبھی طریقہ نماز میں اختلاف' کبھی روزے کے افطار و سحر میں اختلاف' کبھی زکوٰۃ کے نصاب میں اختلاف' کبھی مناسک حج میں اختلاف کہ اس کے ارکان میں طواف النساء ہے کہ نہیں ہے......

توجہ کیجئے گا!

تو کہاں سے اور کن سے یہ جھگڑے پیدا ہوئے؟ اب اگر میں شخصیتوں کا نام لے کر بیان کروں تو جذبات بھڑکتے ہیں' لہٰذا مجھے شخصیتوں میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ان تمام چیزوں کا دارومدار تو قبلہ دو واقعات پر ہے' میں آج آپ کو پوری تاریخ سناؤں گا' لیکن یہ نہ سمجھئے کہ میں آپ کو جبراً بٹھائے رکھوں گا' اگر دل و دماغ قبول کریں تو بیٹھئے گا' ورنہ میری تقریر جبری تقریر نہیں ہے۔

توجہ ہے صاحبان!

بات یہ ہے کہ تاریخ میں دو واقعات ہوئے ہیں' ایک کا نام ہے غدیر اور دوسرے کا نام ہے سقیفہ...... (بھئی! ذرا جاگ کر سنئے گا......! صلواۃ)

اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہ دونوں تاریخی واقعات ہیں۔ اب مسلمانوں کے درمیان دو ہی بڑے فرقے ہیں' ایک شیعہ اور دوسرا سنی۔ ان دونوں نے ان واقعات کو لکھا ہے۔ براوران اہل سنت نے غدیر کے واقعے کو لکھا اور شیعہ مورخوں نے سقیفے کے واقعہ کو لکھا۔ دونوں اعتراف کرتے ہیں کہ یہ دونوں واقعات رونما ہوئے۔ سقیفہ کے واقعہ سے شیعوں کو انکار نہیں' غدیر کے واقعہ سے سنیوں کو انکار نہیں' البتہ یہ بات الگ ہے کہ پیروی الگ الگ واقعات کی' کی جاتی ہے' کوئی غدیر کی پیروی کرتا ہے' کوئی سقیفہ کی پیروی کرتا ہے۔

اب میں نے شیعوں سے پوچھا' یعنی شیعوں کے علما

Presented by www.ziaraat.com

لکھا' کیا یہ تاریخ میں ہوا تھا؟ تو انہوں نے کہا' ہوا تھا۔ میں نے کہا' کیا واقعہ ہوا؟ تو انہوں نے باقاعدہ بیان کیا کہ بظاہر سرکار دو عالمؐ کی آنکھیں بند ہوئیں تو اہل بیتؑ وصحابہ کرام وہاں موجود تھے' انہوں نے رونا شروع کیا۔ جب رونے کی آہ و بکا بلند ہوئی تو ایک جلیل القدر شخصیت نے پوچھا کہ کیوں رو رہے ہو؟ لوگوں نے کہا' حضور! سرکار دو عالمؐ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں تو انہوں نے ہر رونے والے کو روکا اور کہا' خبردار! جب تک میں تصدیق نہ کرلوں کسی کو نہیں رونا۔ پھر اسی شخصیت نے ایک اور بزرگ ہستی کو بلایا' وہ کہیں ساتھ والی بستی میں گئے ہوئے تھے' جب وہاں سے تشریف لائے تو جا کر جائزہ لیا اور اس امر کی تصدیق کی کہ واقعتاً سرکار دو عالمؐ اس دنیا سے چلے گئے ہیں اور دنیا کی ہر شے فانی ہے' باقی رہنے والی ذات ہے تو اللہ کی .....

میری بات پہ غور ہے صاحبان!

یہ وہ واقعہ ہے کہ جس کو شیعہ مورخین نے لکھا اور اس سے انکار نہیں کیا' چنانچہ ابھی یہاں بحث و مباحثہ چل رہا تھا کہ اچانک کسی نے خبر دی کہ انصار کے دو قبیلے اوس و خزرج اسی امر پر بحث کر رہے ہیں کہ پیغمبرؐ کے بعد ان کا قائم مقام کون ہوگا؟......

اوس کہتے تھے ہماری خدمات زیادہ ہیں' خزرج کہتے تھے ہماری خدمات زیادہ ہیں۔ دونوں جھگڑ رہے تھے' ایک کہتا تھا جانشینی رسولؐ ہم میں سے ہونا چاہئے' دوسرا کہتا تھا نہیں ہم میں سے ہونا چاہئے۔ جیسے ہی یہ خبر یہاں پہنچی تو یہاں سے بھی کچھ لوگ وہاں سقیفہ میں پہنچ گئے..... اب یہ بتانا بھی ضروری معلوم ہو رہا ہے کہ سقیفہ کہتے کسے ہیں؟ میں تاریخ طبری کے حوالے سے بیان کر رہا ہوں' سقف کہتے ہیں چھت کو سقیفہ کہتے ہیں چھپر کو۔ ریگستان کا ماحول تھا' مدینے سے دو تین کلومیٹر پر جہاں خزرج قبیلے کے انصار کے لیڈر سعد بن عبادہ کا مکان تھا اور ان کے مکان کے ساتھ وہ چھپر یعنی سقیفہ واقع تھا' مورخین کا کہنا ہے کہ دن کو تھکے ماندے مسافر چلچلاتی دھوپ سے عاجز آ کر اس کے نیچے آرام کرتے تھے اور

رات کے وقت چور اور ڈاکو چوری اور لوٹ کا مال یہاں تقسیم کرتے تھے..... (توجہ ہے صاحبان یا نہیں! ایک صلواۃ پڑھ لیں!)

چنانچہ یہ لوگ وہاں پہنچ گئے اور وہاں پہنچے تو پھر بحث و مباحثہ شروع ہو گیا۔ تین دن متواتر یہ سلسلہ چلتا رہا۔ انصار کہتے تھے کہ ہماری خدمات زیادہ ہیں' مہاجرین نے کہا کہ نہیں ہم سرکارؐ کے ساتھ وہاں سے ہجرت کر کے آئے ہیں' ہم نے تکلیفیں برداشت کی ہیں' ہم نے مصیبتیں اٹھائی ہیں' لہٰذا یہ حق ہمارا بنتا ہے اور یہ حق انصار کا نہیں بنتا۔ پھر کیا ہوا؟ پھر یہ ہوا کہ ایک نے دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو پھر دوسروں سے کہا کہ تم بھی یہاں بیعت کرو اور کوئی یہاں سے ہل نہیں سکتا جب تک کہ وہ بیعت نہ کر لے۔ اس طریقے سے یہ سلسلہ بیعت چلتا رہا۔

ادھر جو کچھ حضرات پیغمبر اکرمؐ کے پاس تھے' ظاہر ہے کہ ان میں علی امیرالمومنینؑ تھے' حسنینؑ تھے' صحابہ کا ایک خاص طبقہ تھا جو نبیؐ کے جنازے کے پاس بیٹھا ہوا تھا' سلمانؓ تھے' ابوذرؓ تھے' مقدادؓ تے' حذیفہ یمانیؓ تھے' بلال حبشیؓ تھے' اسی طرح دو چار اور صحابہ کرام بھی وہاں جمع تھے..... چنانچہ باقی سب حصرات نے سقیفہ میں بیعت کر لی' لیکن یہ لوگ جو یہاں جمع تھے انہوں نے بیعت نہ کی' یہ یہیں پر نبی اکرمؐ کی میت اطہر کے پاس بیٹھے رہے۔ میرے مولا علیؑ نے تین دن تک پیغمبر اکرمؐ کی لاش کو رکھا' یہ تین دن تک کیوں رکھا؟ دنیا کہتی ہے کہ علیؑ کو سیاست نہ آتی تھی' علیؑ تو پاکیزہ سیاست کا شہنشاہ اصلی و حقیقی تھا۔ علیؑ کو معلوم تھا کہ میں نے اگر رسول اکرمؐ کے جنازے کو جلدی دفن کرنے کی کوشش کی تو کیا نتیجہ نکلے گا۔

عزیزانِ محترم!

اس کے لئے دو روایتیں ہیں' ایک یہ ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کا وصال ہوا پیر کے دن اور میت دفن ہوئی بدھ کی شام کو..... اور دوسری روایت ہے کہ بدھ کو انتقال ہوا اور میت دفن

Presented by www.ziaraat.com

ہوئی جمعہ کی شام کو...... چنانچہ تین دن تک میرے مولاؑ نے نہ صرف میت کو رکھا بلکہ اعلان کرواتے رہے کہ آؤ نبیؐ کا جنازہ پڑھو' اپنے نبیؐ کے جنازے میں شرکت کرو۔ میرے مولاؑ نے کبھی سلمانؓ کی ڈیوٹی لگائی' کبھی ابوذرؓ کی ڈیوٹی لگائی' کبھی مقدادؓ کی ڈیوٹی لگائی...... اور وہ گلی گلی گھوم گھوم کر یہ اعلان کرتے رہے۔ چنانچہ جنازۂ رسولؐ کو مسلسل اور متواتر تین دن تک رکھ کر ایک طرف تو میرے مولا علیؑ نے اپنی سیاسی بصیرت کا ثبوت دیا کیونکہ آنے والا مورخ یہ الزام لگا سکتا تھا کہ علیؑ نے کسی کو شرکت کا موقع ہی نہیں دیا' تو دوسری طرف علیؑ نے تین دن تک بغیر کسی ایئرکنڈیشنڈ روم کے' بغیر کسی کولڈ سٹوریج کے' بغیر کسی برف کی سل کے نبی اکرمؐ کی میت کو چلچلاتی دھوپ اور مدینے کی سخت گرمی میں یہ ثابت کر دیا کہ پیغمبرؐ تمہارے جیسا بشر نہیں ہے اور تین دن کی چلچلاتی دھوپ اور سخت گرمی کے باوجود بھی تاریخ کے کسی کونے سے کوئی بدترین دشمن بھی پکار کر یہ نہ کہہ سکا کہ نبیؐ کے جسم میں کسی قسم کی خستگی دخرابی پیدا ہوئی ہو۔(نعرۂ حیدری)

توجہ ہے میرے سننے والو!

(میری بات کو غور سے سن رہے ہیں آپ!...... مجھے کسی قسم کی واہ واہ کی ضرورت ہے' ضرورت ہے تو اس امر کی ہے کہ میں نے جو محنت اور ریسرچ (Research) کی ہے' آپ اپنے دل و دماغ میں اسے جگہ دیتے جائیں' تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ تاریخ کے مسائل کیا ہیں؟ انشاء اللہ میں آپ کو اس طرح ایمان کے چمن زار تک پہنچاؤں گا کہ خارزار کے خاروں سے آپ کا دامن تار تار ہونے کی بجائے' گل بہار ہو جائے)۔

سامعین!

نہ رسولؐ کا جسم پھولا' نہ شکل بدلی' نہ کسی قسم کی بو آئی' بلکہ پیغمبرؐ کے جسم میں چلچلاتی دھوپ میں تین دن پڑے رہنے کے باوجود بھی ویسی ہی تازگی تھی' جیسی کہ زندگی میں پھوٹا

کرتی تھی۔علیؑ نے قیامت تک کے لئے یہ بات ثابت کر دی کہ نبیؐ کے جسم سے تین دن کی شدت' چلچلاتی دھوپ اور گرمی کے زور کے باوجود' روح کے نکل جانے کے بعد بھی ذرہ بھر تبدیلی اور خرابی نہیں آئی' ذرہ بھر بیماری میں ذہن میں خرابی بھلا کیسے آ سکتی ہے......؟

(نعرۂ حیدری)

توجہ چاہتا ہوں سامعین!

پھر جنازہ اٹھایا رسولؐ کا علیؑ نے...... اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی ہم سے کہے کہ جناب پیغمبرؐ کے بعد آپ لوگوں نے بیعت کیوں نہیں کی؟ معاف کیجئے اس لئے نہیں کی کہ ہمارا دور تو ۱۴ سو سال دور ہے۔ آپ ہم سے کہتے ہیں' وہاں جا کر تو کتنے صحابہ نے بھی بیعت نہیں کی......! سلمانؓ نے بیعت نہیں کی' ابوذرؓ نے بیعت نہیں کی' حذیفہؓ نے بیعت نہیں کی' مقدادؓ نے بیعت نہیں کی۔ یہ بھی تو صحابی ہیں اور ان میں وہ صحابی بھی ہیں جن کو پیغمبرؐ نے کہا تھا:

منا اهل البیتؑ

''یہ میری اہل بیتؑ میں سے ہیں۔''

ہم نے بیعت نہیں کی تو انہی صحابی کی پیروی میں نہیں کی' جنہیں آپ بھی ماننے والے ہیں اور ہم بھی ماننے والے ہیں......! ہم نے صحابہ کرام کا دامن نہیں چھوڑا' ہم نے ان کو مانا' ان کی پیروی کی اور جب علماء کہتے ہیں کہ

کل هم عدول

''سارے صحابہ عادل ہیں۔''

جو وہاں گئے وہ بھی عادل اور جو یہاں رہے وہ بھی عادل ہیں' تو پھر جب دونوں برابر ہیں تو ہم پر ان کی پیروی کرنے پر اعتراض کیسا؟ کہتے ہیں آپ نہیں گئے وہاں پر! ارے بھائی یہ بھی تو نہیں گئے وہاں پر' یہ بھی تو صحابی ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

(توجہ چاہتا ہوں!) تو آپ نے انہیں مانا جنہوں نے وہاں مانا' ہم نے انہیں مانا جنہوں نے وہاں جا کر نہیں مانا۔ نبیؐ کی میت نہیں چھوڑی...... ہم کوئی بحث تھوڑا ہی کرتے ہیں' ہم تو دعا کرتے ہیں کہ اللہ آپ کا حشر ان کے ساتھ کرے' جنہیں آپ نے مانا اور ہمارا حشر ان کے ساتھ کرے جنہیں ہم نے مانا...... (نعرۂ حیدری)

بزرگانِ محترم!

جیسے ہی نبی اکرمؐ کی میت دفن ہوگئی......

جنازے تو آج بھی اٹھتے ہیں اور ایسے جنازے بھی اٹھتے ہیں کہ تابوت میں میت تک نہیں ہوتی...... محرم کے ایام تھے' اندر سے تابوت خالی تھے اور جو تھوڑی راکھ رکھی تھی یہ بھی پتہ نہ چل سکا کہ ہے کس کی اور جنازہ جا رہا تھا اسلام آباد میں...... اور بڑے بڑے مولوی صاحبان جن کے تابوت کے نام ہی سے نکاح ٹوٹتے تھے وہ اس تابوت کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے...... (توجہ چاہتا ہوں!) آج تک کسی کو خیال نہ آیا کہ کس کس کا نکاح ٹوٹا ہے۔ پیغمبر اکرمؐ کا جنازہ پڑھا میرے مولا علیؑ نے' کفن دیا میرے مولا علیؑ نے' نہلایا میرے مولا علیؑ نے...... اب جو یہ سوال کیا جاتا ہے کہ نبی اکرمؐ کا فرقہ کونسا تھا؟ ارے تم نبی اکرمؐ کے فرقے کی بات کرتے ہو' سید ہونے کے ناطے تو کبھی کبھی میرا خون بھی کھولتا ہے۔ بھئی! اگر کسی کو پتہ نہ چلے کہ یہ میت کس کی آ رہی ہے تو دیکھا یہ جاتا ہے کہ اٹھانے والے کون ہیں؟

(توجہ چاہتا ہوں!) سیدھی سادی سی بات ہے' بھئی! اگر میت ہندوؤں نے اٹھائی ہوئی ہے تو سمجھ لو کہ کسی ہندو کی میت ہے' مسلمانوں نے اٹھائی ہوئی ہے تو سمجھ لو مسلمانوں کی میت ہے' سنیوں نے اٹھائی ہوئی ہے تو پتہ چل جائے گا کہ میت اہل سنت ہے' شیعوں نے اٹھا رکھی ہے تو معلوم ہو جائے گا کہ مرنے والا شیعہ ہے۔ یہ تو کامن سینس (Common Sence) کا فیصلہ ہے...... بلکہ عقل کا اندھا بھی یہ دیکھ کر بتا سکتا ہے کہ میت کو اٹھانے

والے کون ہیں اور میت کس فرقے کی ہے...... بات آ گئی ذہن میں!

اب میں پوچھتا ہوں لوگوں سے کہ ابوطالبؑ کافر تھے یا مسلمان؟ اگر ساری عمر تمہیں یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ابوطالبؑ کا مذہب کیا ہے تو پھر یہ دیکھو کہ ابوطالبؑ کا جنازہ کس نے اٹھایا ہے؟

(توجہ چاہتا ہوں!) ابوطالبؑ کی میت کس نے اٹھائی؟ پوچھو تاریخ سے' نہ ابولہب آیا' نہ ابوجہل آیا' نہ عتبہ آیا' نہ عتیبہ آیا۔ آگے سے میت اٹھا رکھی ہے' محمد مصطفیٰؐ نے پیچھے سے علی مرتضیٰؑ نے۔ محمد مصطفیٰؐ اور علی مرتضیٰؑ کسی کافر کی میت نہیں اٹھاتے...... (نعرۂ حیدری)

اور نبی اکرمؐ کے بارے میں یہ سوال ہی کتنا گھٹیا اور احمقانہ ہے کہ نبی اکرمؐ کس فرقے کے تھے اور اگر فرقے کی اتنی ہی تلاش ہے تو دیکھو اس کی میت کس نے اٹھائی ہوئی ہے' کفن کس نے پہنایا؟ غسل کس نے دیا؟...... کفن پہنایا علیؑ نے' غسل دیا علیؑ نے' میت اٹھائی علیؑ اور علیؑ والوں نے۔ جا کر تاریخ سے پوچھ کہ وہ کس مذہب کے تھے......

میں کہتا ہوں کہ جب کفن ہی علیؑ نے پہنایا تو اسلام کے ۷۳ فرقوں کے لوگوں نے کفن کے طریقے ہی بدل لئے' علیؑ والا کفن تو صرف ایک ہی فرقہ پہناتا ہے۔

(توجہ چاہتا ہوں!) ایک ہی فرقہ علی والا کفن پہناتا ہے اور قبر کے فرشتے بھی وہی ہیں جو ہر کسی کی قبر میں جاتے ہیں' تو کیا فرشتوں نے نہیں دیکھا ہوگا کہ نبی اکرمؐ نے کیسا کفن پہنا ہوا ہے؟ فرشتوں کا حافظہ ملاؤں کی طرح کمزور نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قبر میں وہ فرشتے آتے ہیں اور آتے ہی دیکھتے ہیں کہ کفن نبیؐ کی طرح کا ہے یا کوئی اور ہے...... میں کہتا ہوں علیؑ والے کا تو کفن ہی دیکھ کر فرشتہ سمجھ جاتا ہے' اب اس کا حساب و کتاب کیسا؟...... یہ علیؑ والا کفن ہے' یہ وہی کفن ہے جو نبیؐ کا کفن تھا۔

(تھک گئے ہو تو میں ختم کر دیتا ہوں اپنا بیان......! نعرۂ حیدری)

عزیزانِ محترم!

(توجہ کیجئے گا!) ادھر میٹنگ ختم ہوئی' ادھر رسولؐ [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

ادھر سے علیؑ آ رہے تھے رسولؐ کو دفن کر کے، راستے میں ملاقات ہوئی۔ میرے مولاؑ نے پوچھا:

"کیا ہوا؟"

ایک بزرگ نے کہا کہ

"لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔"

کہا:

"کیسے؟"

جواب ملا:

"اکثریت مہاجرین کی۔"

میرے مولاؑ نے کہا:

"اکثریت تو انصار کی تھی، مہاجرین کی تعداد تو کم تھی۔"

کہنے لگے:

"نہیں، یا علیؑ! میں نے ان کے سامنے ایک دلیل دی۔"

علیؑ نے کہا:

"تو پھر اکثریت سے تو فیصلہ نہیں ہوا نا! دلیل سے بات منوائی آپ نے...... دلیل کیا دی تھی تم نے؟"

کہنے لگے:

"ہم نے کہا تھا کہ ہم قریش سے ہیں اور قریشی نبی اکرمؐ کے رشتہ دار ہیں۔ یہ سن کر انصار چپ ہو گئے۔"

میرے مولاؑ نے پلٹ کر کہا:

"جو تمہاری دلیل انصار پر ہے وہ ہی میری دلیل تم پر ہے۔ اب اس سے زیادہ میں تاریخ کو آسان اور غیر جانبدار طریقے سے بیان ہی

نہیں کر سکتا۔"

علیؑ نے کہا:

"میری وہی دلیل تم پر...... فیصلہ کرواؤ تاریخ سے کہ نبیؐ کے زیادہ قریب میں ہوں کہ تم؟"

آج تک علیؑ کے اس قول کا جواب نہ کسی نے دیا اور نہ کسی نے دینے کی جرات کی۔

توجہ ہے!

یہ واقعہ کہلاتا ہے سقیفہ...... یہ واقعہ شیعہ مورخین نے بھی لکھا اور شیعہ مورخین یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ واقعہ رونما ہوا تھا۔ اب میں نے سنی مورخین سے پوچھا، کیونکہ میں نے دونوں استادوں سے پڑھا ہے، شیعہ سے بھی سنی سے بھی۔ میں نے کہا، جناب یہ غدیر کا واقعہ بھی ہوا یا نہیں؟ کہنے لگے، ہوا۔

میں نے سنی مورخین سے پوچھا، تو پھر کیا واقعہ ہوا؟ انہوں نے کہا، صاحب! نبی اکرمؐ آخری حج سے واپس آ رہے تھے۔

(میں یہ بات اس لئے تفصیل سے بیان کر رہا ہوں کہ یہ جو نوجوان بیٹھے ہیں ان کے پاس ٹائم نہیں ہے، کہاں کہاں یہ بیچارے مطالعہ کریں گے، یہاں ہزاروں کتابوں کا نچوڑ فاطمہؑ کے لال کے صدقے میں حاضر ہے)۔

تو میں نے پوچھا، کیا ہوا غدیر کا واقعہ؟

جواب ملا، نبی اکرمؐ حجتہ الوداع سے واپس آ رہے تھے کہ راستے میں جبرائیلؑ وحی لے کر اترا اور اس نے کہا:

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک

"اے پیغمبرؐ! وہ پیغام پہنچا دیں جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر

Presented by www.ziaraat.com

نازل کیا گیا ہے۔''

مگر پیغمبرؐ چپ کر کے آگے چل دیئے اور یہ موقع تھا کہ جبرائیلؑ نے آ کر کہا ہو' پیغمبرؐ نے سنا ہو اور پھر رکے نہ ہوں۔ پیغمبرؐ چلتے رہے' ایک منزل طے کی' تو جبرائیلؑ پھر آ گیا اور کہنے لگا کہ اللہ کہہ رہا ہے:

وان لم تفعل فما بلغت رسالته

''اگر تم نے یہ پیغام نہ پہنچایا تو گویا رسالتؑ ہی نہیں پہنچائی۔''

یہ جو ترجمہ کیا جاتا ہے نا! کہ رسالتؑ کا کوئی کام نہیں کیا' تو یہ کام والا ترجمہ نہیں ہے۔ یہ کام کس لفظ کا ترجمہ ہے:

فما بلغت رسالته

''تو رسالتؑ ہی نہیں پہنچائی۔''

پیغمبرؐ نے پھر بھی پرواہ نہیں کی۔ مورخ نے لکھا کہ پیغمبرؐ پھر بھی چلتے رہے...... میں کہتا ہوں' علیؑ دشمن آرگنائزیشن اتنا مضبوط ہو چکا تھا...... آخر جب غدیر کے مقام پر پہنچے تو جبرائیلؑ پھر آیا اور اس نے کہا:

واللہ یعصمک من الناس

اللہ کہتا ہے:

''فکر نہ کر میں ضمانت دیتا ہوں پیغام پہنچا' میں تجھے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھوں گا۔''

جیسے ہی یہ سنا کہ اللہ کہہ رہا ہے کہ لوگوں کے شر سے میں بچاؤں گا تو رسولؐ غدیر کے مقام پر سواری سے اتر پڑے۔

سامعین!

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو پیغام رسولؐ غدیر میں پہنچانا چاہتے ہیں' یعنی اعلان

ولایت و امامت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے سامنے شر پیدا کرنے والوں اور شور مچانے والوں کو اللہ نے مسلمان بھی نہیں لکھا' لوگوں میں شمار کیا ہے...... اللہ نے کہا:

''میں تمہیں لوگوں کے شر سے بچاؤں گا......''

اگر پڑھے لکھے حضرات بیٹھے ہیں تو وہ میری اس محنت پر بھی توجہ رکھیں کہ گویا جبرائیلؑ نے لوگوں کے شر کا نام لے کر یہ بات واضح کر دی کہ

وخیرہ و شرہ من اللہ

شر اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا' شر لوگوں سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ کہہ رہا ہے کہ میں بچاؤں گا لوگوں کے شر سے......!

رسولؐ غدیر کے مقام پر اتر پڑے اور بلالؓ کی ڈیوٹی لگائی کہ جو آگے چلے گئے ہیں انہیں واپس بلاؤ۔ بلالؓ نے انہیں واپس بلانے کے لئے یہ جملہ استعمال کیا:

حی علی خیر العمل' حی علی خیر العمل

توجہ!

جو آگے گئے انہیں واپس بلایا گیا جو پیچھے رہ گئے تھے ان کا انتظار کیا گیا۔ جبرائیلؑ کھڑا دیکھتا رہا۔

صاحبان! آپ کی بوریت کو دور کرنے کے لئے بیان کرتا چلوں کہ کبھی کبھی ریلوے کے سفر کے دوران پھاٹک بند ہوتا ہے' لائن لگی ہوئی ہے ٹرانسپورٹ کی۔ لوگ پوچھتے ہیں' بھئی! کیا ہو رہا ہے؟ جواب ملتا ہے' جناب! انجن شنٹنگ کر رہا ہے۔ ٹی ٹی بھائی! یہ شنٹنگ کیا ہوتی ہے؟ جواب ملتا ہے' جو اگلے ڈبے میں ہیں وہ پیچھے لا رہا ہے اور جو پیچھے والے ہیں وہ آگے لا رہا ہے......

میں نے سوچا کہ غدیر کے میدان سے ریلوے والوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ میدان غدیر میں رسولؐ کے فرمان کے مطابق جبرائیلؑ مسلمانوں کی شنٹنگ (Shunting) کر رہا

Presented by www.ziaraat.com

تھا' آگے والے ڈبے پیچھے لا رہا تھا۔ (نعرۂ حیدری)

اور پچھلے ڈبے آگے لا رہا تھا۔ گرمی اتنی تیز تھی کہ آفتاب خیمہ نیلی فام کا کلس بنا ہوا تھا' سینے پسینے میں ڈوبے ہوئے تھے' ماتھے پر عرق جبین ذرعین کی طرح چمک رہا تھا۔ بیچارے حاجیوں نے پاؤں پر کپڑے لپیٹ رکھے تھے تاکہ پاؤں میں چھالے نہ پڑ جائیں' مگر یہ کیسا اعلان تھا کہ کسی کے پیروں میں چھالے پڑ رہے تھے' تو کسی کے دل میں۔ (نعرۂ حیدری)

وحی کے چھڑکاؤ نے زمین ٹھنڈی کی' بادِ نسیم کے جھونکے چلنے لگے' گرمی ٹھنڈک میں تبدیل ہوئی' حاجیوں کے شانوں پر بکھری ہوئی زلفیں لہرانے لگیں' صدر بزم نبوتؐ خطبہ خوانی کے لئے اٹھا کہ اب مجھے بیٹھنے کا حق نہیں ہے...... اس شان سے کہ دست حق پرست میں قرآن صامت کی جگہ مصحف ناطق لئے ہوئے تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ سورج سے چاند طلوع ہو رہا ہے یا نبوتؐ کی انگوٹھی پر امامت کا نگینہ جڑا جا رہا ہے یا پھر یٰسین کے ہاتھوں پر قرآن کی تفسیر جگمگا رہی ہے۔ دلوں پر اپنی حاکمیت کا سکہ جما کر رسول معظمؐ نے فرمایا:

انا من کنت مولاہ یا ایھا الناس

''میںؐ کس کس کا مولا ہوں؟''

دہن رسالتؐ سے آواز کا نکلنا تھا کہ ذرہ ذرہ ناطقے کی زبان بن گیا اور بولنے لگا۔ عرش والوں نے کہا ہمارا مولا' فرش والوں نے کہا ہمارا مولا' زمین والوں نے کہا ہمارا مولا' آسمان والوں نے کہا ہمارا مولا' براڑ والوں نے کہا ہمارا مولا' جہاز والوں نے کہا ہمارا مولا' پہاڑ والوں نے کہا ہمارا مولا...... بقول علماء' تورات والوں نے کہا ہمارا مولا اور جب ہر ایک سے مولائیت کا اقرار لے لیا تو اب فرمایا:

فھذا علی مولا (نعرۂ حیدری)

''جس جس کا میںؐ مولا ہوں' اس اس کا علیؑ مولا ہے۔''

عزیزانِ من!

(پڑھے لکھے حضرات متوجہ رہیں!) اب یہاں پر حالت یہ ہے کہ جب علیؑ کے

فضائل میں کوئی بات آئے تو فکر کے زاویے ٹیڑھے ہوتے ہیں۔ یہاں کسی نے اعتراض کیا کہ

''سر! یہ تو کلام رسولؐ ہی نہیں لگتا۔''

میں نے اس سے پوچھا:

''کیوں نہیں لگتا؟''

کہنے لگے:

''یہ جو ''ھذا'' کہا پیغمبرؐ نے' یہ کلام فصاحت و بلاغت سے گر گیا اور نبیؐ فصاحت و بلاغت سے گری ہوئی گفتگو نہیں کرتا......''

میں نے کہا:

''کیسے گر گیا؟''

کہنے لگے کہ

''بھئی! جب دو خبریں ہوں اور ایک کو ہٹانا مقصود ہو مثلاً یہ سپیکر دو رکھے ہیں تو میں کہوں گا کہ یہ سپیکر ہٹا دو۔ یہ سپیکر کا مطلب یہ ہے کہ دوسرا رہنے دو اور اگر سپیکر ہی ایک ہو اور میں کہوں کہ یہ سپیکر ہٹا دو' تو لوگ یہ سوچیں گے کہ یہ ادب کے قوانین سے ناواقف ہے' یہ وہاں لگتا ہے۔ یہاں تو یہ کہنا چاہئے کہ سپیکر ہٹا دو کیونکہ ہے ہی ایک۔ یہ تو وہاں لگتا ہے جہاں دو ہوں کہ یہ ایک ہٹا دو اور دوسرا رہنے دو اور جب خم غدیر کے میدان میں علیؑ ایک تھا تو پھر......! جب محمدؐ نے غدیر کے میدان میں علیؑ ایک ہی تھا تو پیغمبرؐ کو کہہ دینا چاہئے تھا' جس جس کا میںؐ مولا اس اس کا علیؑ مولا۔ یہ کیوں کہا' ''ھذا علیؑ'' یہ علیؑ مولا۔ اس ''ھذا'' نے کلام کو فصاحت سے گرا دیا' لہٰذا یہ نبیؐ کا کلام نہیں لگتا۔''

Presented by www.ziaraat.com

میں نے کہا:

''میں قربان ہو جاؤں تیری اس عقل پہ..... میں نے کہا علیؑ کے فضائل کا اللہ خود محافظ ہے اور پیغمبرؐ قیامت تک آنے والے تیرے جیسے انسانوں کے دل کی گہرائیوں میں دیکھ رہے تھے۔ پیغمبرؐ کا کلام فصاحت و بلاغت سے کبھی نہیں گرتا اور یہاں ''ھــــــذا'' کہنا عین فصاحت و بلاغت ہے۔''

کہنے لگا:

''وہ کیسے؟''

میں نے کہا:

''معاف کرنا' قرآن نے یہ بتایا کہ علیؑ ایک نہیں ہے' علیؑ دو ہیں' ایک وہ جو ساری کائنات کا خالق ہے اس کا نام بھی علیؑ ہے.....''

(نعرۂ حیدری)

توجہ!

اللہ نے اپنے لئے کہا' ''وھو العلی العظیم'' وہ بھی علی عظیم ہے' اللہ کا نام بھی علی ہے' میرے مولا کا نام بھی علیؑ ہے۔ مگر پیغمبرؐ کہتے ہیں کہ جس کا میں مولا اس کا علیؑ مولا' تو تیرے جیسا کھڑا ہو کر کہتا کہ یہاں علی سے مراد وہ علی ہے' وہ علی ہے اور پیغمبرؐ نے کہا' وہ علی نہیں ''ھذا علی'' ہے اور جب اس کا اعلان ہو گیا تو جلیل القدر صحابہ کرام نے مبارک باد دی اور مبارکباد میں کہا:

بخ بخ یاعلیؑ

''مبارک مبارک یاعلیؑ

مولای و مولا کل مومن و مومنة

یہ سنی' شیعہ تاریخوں کے جملے ہیں' شخصیت کا نام بالکل نہیں لوں گا' نہ وہاں نہ یہاں۔

توجہ چاہتا ہوں صاحبان!

اس لئے کہ لوگ پھر کہتے ہیں کہ تنقید ہو گئی ہے' یہاں نام نہیں لیتا۔ واقعات میں یہ ایسا واقعہ ہے کہ جس کا کوئی منکر ہو ہی نہیں سکتا کہ اس نے مبارکباد نہ دی ہو۔ پیغمبرؐ نے علیؑ سے کہا' تم اس خیمے میں بیٹھ جاؤ اور سب سے کہا کہ اب علیؑ کو مبارک باد دو اور ہاتھ پہ ہاتھ بھی رکھو۔

توجہ کیجئے گا!

انہوں نے کہا' صاحب یہ واقعہ ہوا غدیر میں! وہ سقیفہ کا واقعہ ہے' یہ غدیر کا واقعہ ہے۔ اب کوئی چلتا ہے اس واقعے کی پیروی میں اور کوئی چلتا ہے اس واقعے کی تقلید میں...... اب ان دونوں واقعات کو سامنے رکھئے' شخصیات کی بحث کو چھوڑ دیجئے۔ جب میں نے طالب علمانہ تجزیہ کیا تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ دونوں واقعات میں فرق یہ ہے کہ غدیر نبیؐ کی زندگی کا واقع ہے' سقیفہ ہے نبیؐ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد کا واقعہ..... غدیر میں نبیؐ بھی موجود ہے قرآن بھی اتر رہا ہے' سقیفہ میں نہ نبیؐ ہے نہ قرآن اتر رہا ہے۔ وہاں حدیث موجود ہے کہ پیغمبرؐ بول رہے ہیں' یہاں حدیث بھی نہیں ہے کہ پیغمبرؐ جا چکے ہیں۔ وہاں پر کسی کا اختلاف بھی نہیں' یہاں آپس میں جھگڑا بھی چل رہا ہے۔

بھئی! بڑے غور سے سنئے گا' یہاں چند سو کا مجمع اس لئے کہ جو افراد آئے ہوئے تھے بیچارے مدینے ہی کے تھے یا کچھ مکے سے تجارت وغیرہ کے لئے آئے ہوئے تھے اور وہ اچانک آ گئے۔ زیادہ سے زیادہ تعداد ۸۰ سے لے کر ۱۰۰ یا پھر سوا سو (۱۲۵) تک لکھی گئی ہے..... سقیفہ میں ۱۰۰' سوا سو (۱۲۵) کا مجمع' غدیر میں سوا لاکھ کا مجمع..... (توجہ!) سقیفہ میں نہ

Presented by www.ziaraat.com

علیؑ ہے' نہ حسنؑ ہے' نہ حسینؑ ہے' نہ حذیفہ یمانیؓ ہے' نہ سلمانؓ ہے' نہ مقدادؓ ہے' نہ ابوذرؓ ہے' نہ بلالؓ ہے اور غدیر میں کوئی ایسا نہیں ہے جو نہیں ہے۔ (نعرۂ حیدری)

سامعین!

آج مسلمانوں کے جتنے بھی فرقے ہیں' سب کے ہیڈ (Head)' سب کے لیڈر' سب کے قائد غدیر میں موجود ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ غدیر کا منکر اسلام کے کس فرقے سے تعلق رکھے گا؟

(جان من! میری بات پر غور کیجئے گا!) مزے کی بات یہ ہے کہ غدیر میں نبیؐ نے علیؑ کو اٹھایا تو کسی نے اعتراض نہ کیا کہ سرکارؐ ہم نے بھی آپؐ کو اٹھایا تھا' آج ہمیں بھی اٹھالو......! (توجہ......!) نہیں ابھی میں واضح نہیں کر سکتا......

دیکھیں! غدیر میں نبیؐ کے ہاتھوں پر علیؑ' سقیفے کے دوران نبیؐ کی میت پڑی ہوئی ہے جو علیؑ نے اٹھائی ہے' تو نتیجہ یوں سمجھ میں آیا کہ غدیر میں نبیؐ کے ہاتھوں پہ علیؑ ہے اور سقیفہ میں علیؑ کے ہاتھوں پر نبیؐ ہے......!

عزیزو!

بس! تفصیل اب پھر کبھی' اب وقت تمام ہوا' بس اتنا عرض کرتا ہوں کہ کچھ نے پیروی کی سقیفہ کی' کچھ نے پیروی کی غدیر کی۔ ہمارے ہاتھ میں دامن ہے غدیر کا' اب اس کو وائنڈ اپ (Wind up) کرتا ہوں......

اگر جا رہے ہو تو پڑھے لکھوں کے لئے ایک جملہ کہتا ہوں' سقیفہ سے چلی خلافت' غدیر سے چلی امامت! خلافت چلتے چلتے یزید تک پہنچی' امامت چلتے چلتے حسینؑ تک پہنچی۔ (نعرۂ حیدری)

بھئی!

(اس طرح نہیں باآواز بلند نعرۂ حیدری!)

توجہ ہے یا نہیں! بار بار بار اصرار تھا تو میں نے کہا' بھیا! میں جتنے کنٹروورشل ٹاپک (Controversial Topic) ہیں' وہ ایکس کرتا ہوں' کوشش ہوتی ہے کہ بیان نہ کروں' لیکن اگر تمہارا اصرار ہے تو دو واقعات کے حوالے سے بیان کر دوں گا اور فیصلہ آپ پر چھوڑ دوں گا۔ مجھے یہ ضرورت نہیں ہے کہ میں کہوں کہ آپ فلاں کی پیروی کیوں کرتے ہیں اور فلاں کی پیروی کیوں نہیں کرتے؟ میں نے ایک طالب علمانہ تبصرہ کیا۔

وہاں سے چلی خلافت' یہاں سے چلی امامت! (توجہ کیجئے گا!) خلافت پہنچی یزید تک' امامت پہنچی حسینؑ تک...... اب تاریخ پڑھ کر دیکھیں' کتابیں کھنگال کر تلاش کریں کہ یزید کس کے سلسلہ خلافت میں ہے اور حسینؑ کس کے سلسلہ امامت میں ہے۔ میں فخر سے کہتا ہوں کہ میرا تیسرا امام ہے مولا حسینؑ! اب تم تاریخ سے پوچھو کہ یزید چھٹا خلیفہ کس کا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے سامنے بارہ پیش ہوئے۔ ادھر سے بارہ خلیفے ادھر سے بارہ امامؑ ادھر سے چھٹا خلیفہ یزید ادھر تیسرا امام حسینؑ...... اب امامت انتظار میں رہی نہ خلافت کی پہلی لڑی کو کچھ کہا نہ آخری کو چھیڑا بلکہ حسینؑ نے کہا کہ جو سنٹر (Centre) والی ہے خلافت کی لڑی اسی کو توڑ دوں گا' تاکہ قیامت تک خلافت کی زنجیر نہ ادھر ملے نہ ادھر ملے۔

توجہ ہے!

تو اس طریقے سے فاطمہؑ کے لال نے قیامت تک جھوٹی خلافت اور یزید کا نام ایک گالی بنا کر رکھ دیا۔ یزید نے کہا تھا کہ

"بنی ہاشم کے پاس کوئی وحی نہیں آئی یہ تو ان کا حکومت کا ڈھونگ ہے"

Presented by www.ziaraat.com

نہ کوئی رسول ہے اور نہ خدا ہے......!''

فاطمہؑ کے لال نے یہ سنا کہ یزید لا الہ الا اللہ پر ضرب لگا رہا ہے' تو پکار کر کہا:

''میں خود مٹ جاؤں گا' فنا ہو جاؤں گا' ختم ہو جاؤں گا' مگر لا الہ کو کبھی نہیں مٹنے دوں گا۔''

تبھی تو خواجہ اجمیرؒ کو کہنا پڑا کہ

''میں حق کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بنائے لا الہ حسینؑ ہے......'' (حسینیت زندہ باد)

عزیزو!

پیغمبرؐ کی زندگی میں دین کا سہارا بنا حسینؑ کا باپ اور حسینؑ کے باپ نے کہا:

''یارسول اللہؐ! فکر نہ کریں' دین کے معاملے میں ہر موقع پر میں آپؐ کی مدد کروں گا۔''

علیؑ نے دعوت ذوالعشیرہ سے مدد کا وعدہ کیا اور آج تک علیؑ کا نعرہ بتلاتا ہے کہ علیؑ کی مدد مسلسل چل رہی ہے۔

توجہ ہے!

تو جیسے ہی محمدؐ کو مددگار مل گیا تھا علیؑ کی صورت میں' ایسے ہی فرزند علیؑ کو مل گیا عباسؑ کی صورت میں۔

یہ میرا مولا عباسؑ کون ہے؟ علیؑ کا علیؑ بیٹا ہے' مظہر العجائب کا مظہر العجائب بیٹا ہے......علیؑ نے کہا کہ

''پروردگار مجھے ایک ایسا بیٹا عطا کر جو میری وراثت کا وارث بنے' جو میری دلیری کا وارث بنے' جو میری شجاعت کا وارث بنے۔''

اور خدا نے کہا:

''چار شعبان المعظم کو تمہیں بیٹا عطا کروں گا۔''

علیؑ کو علیؑ بیٹا عطا ہوا' مظہر العجائب کو مظہر العجائب فرزند ملا۔ مبارکبادیں آنا شروع ہوئیں تو عباس غازیؑ کی ماں نے کہا:

''یا علیؑ! اس نے تو ابھی تک آنکھیں ہی نہیں کھولیں۔''

علیؑ نے کہا:

''ہاں نہیں کھولے گا' میرا بیٹا جو ہوا' میں نے بھی آنکھیں نہیں کھولی تھیں کہ جب تک محمدؐ لینے نہیں آئے تھے اور جب تک محمدؐ کا فرزند اسے لینے نہیں آئے گا' یہ بھی آنکھیں نہیں کھولے گا۔''

پھر علیؑ نے آواز دے کر کہا:

''یا ابن رسول اللہؐ! اے فرزند رسولؐ' حسینؑ! ذرا بھائی کے پاس آؤ۔''

جیسے ہی حسینؑ پہنچے' خدا کی قسم! عباسؑ نے ہاتھ کھولنے سے پہلے ننھے ننھے ہاتھ اٹھا دیئے۔ دنیا یہ سمجھی کہ حسینؑ کی گود میں آ رہا ہے حالانکہ وہ ماں کی گود میں ہاتھ اٹھا کر دنیا کو یہ بتلا رہا تھا..........

(کیسٹ ختم ہوگئی......معذرت!)

❁ ❁ ❁

Presented by www.ziaraat.com

مجلس ہشتم

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

لا اکراہ فی الدین قدتبین الرشد من الغی

سامعین گرامی!

خداوند عالم آپ حضرات کی ان کاوشوں اور محنتوں کو قبول فرمائے۔ بانی مجلس کی توفیقات میں اضافہ ہوا' ان کے والد گرامی کو بحق بیمار کربلاؑ شفائے کاملہ و عاجلہ نصیب ہو۔ تمام مرحومین' بالخصوص برادر محترم اسلم صاحب کی والدۂ محترمہ کو خداوند قدوس جوارِ آلِ محمدؐ میں جگہ عطا فرمائے۔

حضرات محترم!

سلسلہ بیان ذہن عالی میں ہوگا۔ عشرۂ محرم الحرام اب اس منزل پر پہنچ چکا ہے' جہاں گفتگو تفصیل کی محتاج نہیں۔ ارشاد الٰہی ہو رہا ہے:

لا اکراہ فی الدین

''دین میں کسی قسم کا کوئی جبر نہیں ہے......''

کل میں نے عرض کیا تھا کہ دین دراصل اصول دین کا نام ہے اور اصول دین میں کسی قسم کا جبر نہیں ہے' بلکہ اصول مانے جاتے ہیں' تحقیق کے ساتھ' جبکہ فروع مانے جاتے ہیں' تقلید کے ساتھ اور تقلید کوئی ایسا پیچیدہ مسئلہ نہیں ہے...... بارہویں سرکارؑ کی غیبت میں دین کی ذمہ داری ان علماء پر عائد کر دی گئی ہے جو نائب امام ہیں' اسی لئے سرکارؑ کا ارشاد گرامی ہے:

فاما من علمائنا من کان عارفاً عالماً بعلومنا......

''ہمارے علماء میں سے جو عالم ہمارے علوم کا عالم ہوگا...... اور ہمارے حق کی معرفت رکھتا ہو...... اپنی خواہش نفس کا مخالف ہو...... اور مولاؑ کے امر کا اطاعت گزار ہو' یعنی جب اس میں یہ سب نشانیاں موجود ہوں...... پھر عوام کا فرض بنتا ہے کہ ہماری غیبت میں اس کی تقلید کریں۔''

دوستانِ محترم!

مجھ سے بچوں نے بار بار یہ پوچھا ہے کہ تقلید کا مفہوم کیا ہے...... عزیزانِ محترم! تقلید کوئی ایسا پیچیدہ مسئلہ نہیں ہے' بلکہ روزمرہ کے مسائل میں' ہم لوگ بغیر تقلید کی تعریف جانے عملی طور پر تقلید ہی کرتے ہیں...... مثلاً جب ایک حکیم یا ڈاکٹر کسی بیماری کا نسخہ لکھ کر دیتا ہے تو ساتھ یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ تم نے یہ خوراکیں اس طرح استعمال کرنی ہیں اور جب آپ وہ دوا مریض کو اسی ہدایت کے مطابق استعمال کراتے ہیں کہ جو حکیم نے کی تھی' تو اس کو شریعت کی زبان میں تقلید کہتے ہیں...... یا مثلاً کسی چوراہے پر ٹریفک کا سپاہی کھڑا ہے' وہ اشارے کرتا ہے' جب وہ روکتا ہے تو آپ رک جاتے ہیں اور جب چلنے کا اشارہ کرتا ہے تو آپ چلنے لگتے ہیں۔ اس کے اشارے پر عمل صرف اس لئے کیا جاتا ہے کہ آپ حادثے

Presented by www.ziaraat.com

سے محفوظ رہیں...... اور حادثے سے محفوظ رہنے کے لئے کئے گئے اس عمل کا نام تقلید ہے۔(صلواۃ پڑھ لیں ایک بار محمدؐ و آلِ محمدؐ پر!)

یہ جو ذہنوں میں کبھی کبھی خیال پیدا ہوتا ہے کہ آخر تقلید کی ضرورت کیا ہے؟ ہم تو آزاد پیدا ہوئے ہیں اس لئے آزاد ہی مریں گے' کوئی ضرورت ہی نہیں کسی کے فتوے پر عمل کرنے کی۔

عزیزانِ محترم!

غور کیجئے! یہ جو اللہ نے آپ کو بدن کی مشینری عطا کی ہے' اس کا مالک وہی تخلیق کرنے والا خالق ہے اور جو مشینری ہم بازار سے پرچیز (Purchase) کرتے ہیں' ہم فوراً دُکاندار سے پوچھتے ہیں اس کو چلانا کس طرح ہے؟ وہ سمجھاتا ہے کہ یہ بٹن آن (On) کرو' پھر یہ آف (Off) کر دینا' یہ بٹن ریورس (Reverse) کا ہے' یہ فارورڈ (Forward) کا ہے' یہ ریکارڈنگ کا ہے۔ لیکن اگر آپ کی سمجھ میں نہ آئے اور آپ دوبارہ سہ بارہ پوچھیں تو وہ کہہ اٹھتا ہے' بھائی! اگر میں صرف آپ ہی کو سمجھاتا رہوں تو میری تو دُکانداری ٹھپ ہو جائے گی...... اب جس کمپنی نے یہ مشینری بنائی ہے اس نے اس کے ساتھ ایک بک لیٹ (Booklet) بھی چھاپی ہوتی ہے۔ آپ چاہے ٹیپ ریکارڈر خریدیں' چاہے لاؤڈ سپیکر' خواہ وہ ٹریکٹر ہو یا کار سب کے ساتھ یہ بک لیٹ (Booklet) میسر ہوتی ہے' تاکہ آپ اس "Booklet" کو پڑھتے رہیں اور اس پر عمل کرتے رہیں' حالانکہ مشینری ہم نے خریدی ہے اور پیسے بھی بھر دیئے ہیں۔ اب جب خریدی ہے اور پیسے بھی ادا کر دیئے ہیں تو پوچھتے کیوں ہیں کہ کس طرح چلانی ہے یہ مشینری......؟ خود کیوں نہیں چلا لیتے؟ دراصل آپ کو فکر اس لئے کہ آپ نے پیسے بھر کر یہ قیمتی مشینری خریدی ہے' لہٰذا آپ چاہتے ہیں کہ اسے چلانے کا طریقہ بھی سیکھ لیں' کہیں ایسا نہ ہو کہ اسے غلط استعمال کر بیٹھیں یا ایسا نہ ہو کہ کرنٹ آ جائے اور فیوز اڑ جائے یا مشینری جل جائے۔

بھائی!

جاپان مشینری بناتا ہے تو بک لیٹ (Booklet) ساتھ بھیجتا ہے' جرمنی بناتا ہے تو بک لیٹ (Booklet) ساتھ' امریکہ بناتا ہے تو بک لیٹ (Booklet) ساتھ۔ اب آپ سوچ کر بتائیں کہ آپ کہاں کے بنے ہوئے ہیں؟ میں نے ویسے ہی بات شروع کر دی ہے' اللہ کرے کہ آپ میرا ساتھ دیتے جائیں...... بھئی! آپ میڈ ان جاپان (Made in Japan) ہیں؟ میڈ ان یو۔ ایس۔ اے (Made in U.S.A) ہیں؟...... جس کمپنی نے بھی آج تک پیچیدہ سے پیچیدہ مشینری بنائی ہے وہ سب آپ ہی کی تو نقلیں ہیں اور اللہ نے آپ کی مشینری یعنی انسانی مشینری اس قدر کمپلیکیٹڈ (Complicated) بنائی ہے کہ ساری مشینیں انسان میں فٹ ہیں...... ٹیپ ریکارڈر بھی آپ میں فٹ (Fit) کر دیا' کیمرہ بھی آپ میں فٹ (Fit) کر دیا' کمپیوٹر بھی آپ میں فٹ (Fit) اور مزے کی بات کہ کرنٹ بھی آپ کے اندر ہی رکھ دیا ہے...... تو جس نے یہ اصلی اور معیاری مشینری بنائی ہے' کیا وہ اتنا ہی غافل ہو گیا کہ اس نے اسے چلانے کے لئے کوئی کتاب ہی نہیں بھیجی...... جس کمپنی نے آپ کی مشینری بنائی ہے' اس کا نام اللہ ہے' ایجاد کردہ مشینری کا نام انسان ہے اور بک لیٹ (Booklet) کا نام قرآن ہے۔ (نعرۂ حیدری)

عزیزانِ گرامی!

یہ قرآن کیا ہے؟ انسانی مشینری کی بک لیٹ (Booklet) ہی تو ہے اور میں تو دیکھتا ہوں کہ ہمارے نوجوان تو سنتے ہی تنقیدی نقطہ نگاہ سے ہیں اور میرے جیسے بیچارے غریب مسکین پڑھنے والے ہوتے ہیں' میں جب اسٹیج (Stage) سے اترتا ہوں تو سوال ہی سوال ہوتے ہیں۔ ہوسکتا ہے آج بھی کوئی پوچھ لے کہ جناب! بک لیٹ (Booklet) تو اللہ نے زبور بھی بھیجی تھی' انجیل بھی' الوہی بک لیٹ (Booklet) تھی اور تورات بھی تو

Presented by www.ziaraat.com

خدائی "Booklet" ہی تھی' تو اتنی "Booklets" بھیجنے کی کیا ضرورت تھی؟..... تو بھائی اس کا سیدھا سادا جواب ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ مجھے "Latest" مشینری چاہیے۔ آپ نے کہا' حاضر ہے' چاہے کار ہو یا ٹریکٹر' فیکٹری چاہیے تو وہ بھی حاضر ہے اور ساتھ "Booklet" بھی پیش کیا۔ اس نے کہا' نہیں مجھے "Booklet" نہیں چاہیے' "Booklet" تو میرے پاس ۱۹۵۰ء کی موجود ہے۔ تو ہر باشعور شخص یہ کہے گا کہ جناب آپ کو کیا ہو گیا ہے' جب ماڈل چینج (Change) ہوتا ہے تو "Booklet" بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ (نعرۂ حیدری)

توجہ ہے صاحبان!

میں اتنا بڑا عالم ہوں نہ اتنا بڑا ذاکر' میں تو سیدھا سادہ آدمی ہوں اور میری کوشش فقط یہی ہوتی ہے کہ سیدھی سادھی باتیں سوچتا ہوں اور وہ بچوں تک پہنچا دیتا ہوں اور بزرگ تو ہوتے ہی سمجھے سمجھائے ہیں..... اب آپ کیا ہیں؟ یقیناً آپ بھی چلتی پھرتی مشینریاں ہیں۔ فرض کرو کہ آپ ایک کار خریدتے ہیں اور خرید کر ایک ڈرائیور سے کہتے ہیں کہ بھائی ڈرائیور صاحب! میں نے یہ کار خریدی ہے' میں اس کا مالک ہوں' تمہیں ڈرائیور رکھنا چاہتا ہوں کہ تم اس کار کو چلاؤ۔ اب اگر ڈرائیور کہے کہ صاحب میں کسی بات کی پابندی نہیں کروں گا' کیونکہ میں تو آزاد پیدا ہوا ہوں۔ لیکن اگر وہ چند لمحے اشاروں کی پابندی نہ کرے تو اس کی آزادی اسے اور آپ کو خدانخواستہ قبرستان پہنچا دے گی' یا پھر کم از کم آپ ہاسپٹل (Hospital) پہنچ جائیں گے' وہ بھیانک ایکسیڈنٹ ہوگا کہ آپ کہیں کے بھی نہیں رہیں گے..... تو معاف کیجئے گا! خداوند عالم نے یہ جو چلتی پھرتی مشینریاں بنائی ہیں۔ مالک وہ ہے لیکن حوالے آپ کے کر دی ہیں' جیسے ایک کار کسی ڈرائیور کے پاس ہے۔ اگر وہ اسے تیز چلائے گا تو تیز چلے گی اور آہستہ چلائے گا تو آہستہ چلے گی' کیچڑ میں چلائے گا تو بھی چلے گی اگرچہ پہیے سلپ (Slip) کریں گے' ریگستان میں چلائے گا تو جھٹکے دے دے کر چلے

گی۔ اب یہ چلانے والے پر موقوف ہے اور وہی مالک ہے۔ آپ اسے بار بار کہتے ہیں' میاں ٹریفک کی خلاف ورزی نہ کرنا' ایسا نہ ہو کہ میری مشینری کسی حادثے کا شکار ہو جائے اور اللہ نے جو آپ کی پیچیدہ مشینری بنائی ہے اور یہ مشینری آپ کے حوالے کر دی ہے اور تاکید بھی کر دی ہے کہ اسے خیال سے چلانا' خلاف ورزی نہ کرنا..... اللہ رب العزت نے تو حلال و حرام کے سگنل لگا دیئے ہیں۔ (نعرۂ تکبیر' نعرۂ رسالتؐ' نعرۂ توحید)

سامعین!

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اصول دین بیان کریں تو مجلس خشک ہو جاتی ہے۔ لہٰذا فروع دین کی پرواہ ہی نہیں کرتے' نہ نماز' نہ روزہ' نہ حج' نہ زکوٰۃ' اس لئے کہ مجمع یہ سنتا ہی نہیں..... میں کہتا ہوں اگر نیاز بیگ کا مجمع سنتا ہے تو دنیا کا ہر مجمع سنے گا۔ (توجہ ہے یا نہیں.....!) اللہ آپ کو سلامت رکھے' مجھے تو ذرا بھی محسوس نہیں ہوتا جو نیاز بیگ کے بارے میں سنا کرتا تھا..... ارے بھائی! مشینری آپ کے پاس ہے نا! آپ ڈرائیور سے کہتے ہیں کہ یہ گاڑی میری ہے' تم اسے ٹیکسی چلاؤ مگر صبح صبح میرے گھر لے آنا' میں ذرا اس کو دیکھ لوں گا کہ اس کا پانی' اس کا پٹرول' اس کا موبل آئل ٹھیک ہے یا نہیں..... اور دوپہر کو جب کھانا وانا کھانے لگنا تو پھر لے آنا' تاکہ میں دیکھ لوں کہ تم نے اس پر کوئی داغ واغ (Dent) تو نہیں لگا دیئے اور سونے سے پہلے بھی چیک کروا جایا کرنا۔ دن میں پانچ دفعہ میں اس گاڑی اور مشینری کو چیک کروں گا..... یہی اللہ نے کہا ہے کہ میں نے تمہیں مشینری دی ہے' تم اسے چلاؤ مگر میرے گھر آ کر مجھے پانچ وقت چیک کروا جانا' اسی کو نماز کہتے ہیں..... یہ نماز کوئی الگ شے نہیں ہے' یہ تو آپ کی مشینری کا عطا کرنے والا اسے چیک (Check) کرتا ہے کہ تم نے اس کی کوئی سروس ورس کرائی ہے یا نہیں..... اس سروس کو دین کی زبان میں وضو کہتے ہیں۔ (سمجھ میں آئی یا نہیں میری بات!.....)

Presented by www.ziaraat.com

سامعین محترم!

اسلام شاہراہ حیات پر پھیلا ہوا ہے۔ یہیں سے روزمرہ کی باتیں دیکھئے اور نتیجے نکالتے جائیے' کسی علیحدہ فلسفۂ وغیرہ کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ اسلام مکمل ضابطہ حیات اور دین فطرت ہے' یہ فطری تقاضوں کے مکمل طور پر ہم آہنگ چلتا ہے۔

اب اس کے بعد آپ پھر ڈرائیور سے کہتے ہیں' اچھا بھائی! سارا سال اس گاڑی کو چلاؤ لیکن سال میں ایک دفعہ اس کی اوور ہالنگ بھی ضروری ہے' کہیں ایسا نہ ہو پسٹن وسٹن سبھی کچھ جام ہو جائے۔ اسی طرح اللہ نے کہا ہے کہ سارا سال میری دی ہوئی مشینری چلاؤ' لیکن سال میں ایک دفعہ اوور ہالنگ بہت ضروری ہے اور یہ ماہِ رمضان میں ہو گی' جسے روزوں کا مہینہ بھی کہتے ہیں۔

توجہ چاہتا ہوں صاحبان!

اس کے بعد آپ ڈرائیور سے کہتے ہیں' اچھا بھائی! میری گاڑیاں ہر جگہ اور شہر میں چل رہی ہیں۔ لاہور میں تو ابھی تھوڑی ہیں لیکن کراچی میں اس سے بھی زیادہ ہیں' کوئٹہ میں بھی چل رہی ہیں' پشاور میں بھی چل رہی ہیں۔ میں ہر سال ان گاڑیوں کی ایک ریلی منعقد کرواتا ہوں اور سبھی کو ایک جگہ اکٹھا کرتا ہوں تاکہ تم ایک دوسرے کو دیکھو' میل ملاقات کرو اور چیک کرو کہ کس نے گاڑی کو کیسے رکھا ہوا ہے...... اسی طرح اللہ نے بھی کہا کہ میں سال میں ایک دفعہ ریلی منعقد کرواتا ہوں کہ تم سب اپنی اپنی مشینریاں لے کر میرے گھر آ جاؤ تاکہ تمہارا آپس میں تعارف بھی ہو جائے اور ایک دوسرے کی مشینری دیکھ دکھا بھی لو کہ کس نے کیسے سنبھال کر رکھی ہوئی اور کون نقصان کر رہا ہے' اسی کو حج کہتے ہیں۔

اب مالک کہتا ہے' اچھا میاں! کماؤ کھاؤ' گاڑی سے بچوں کی روزی کماؤ اور خود بھی کھاؤ' کپڑے وپڑے بھی لو' میں تم پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالتا' بڑی خوشی سے دل کھول کر

خرچ کرو' لیکن آخر تمہارے پاس جو مشینری ہے میں اس کا مالک ہوں' اس لئے تھوڑا سا حصہ مالک کا بھی نکالتے رہو۔ اسی کو خمس اور زکوٰۃ کہتے ہیں۔ (میری بات پہ غور ہے یا نہیں ہے صاحبان!)

دوستو!

یہی ہیں فروعِ دین! عجیب اور نامانوس شے کوئی بھی نہیں ہے ان میں...... اب آپ اپنی مشینری (گاڑی) کا جو ڈرائیور رکھتے ہیں اسے بار بار سمجھاتے ہیں کہ دیکھو میاں! جگہ جگہ بیریئر لگے ہوئے ہیں' چیک پوسٹیں بھی ہیں' اس لئے ڈکی میں کوئی ناجائز اور غیر قانونی مال ہرگز نہ رکھنا اور گاڑی کے اندر سواریوں کو بھی دیکھ بھال کے بعد بٹھانا' ایسا نہ ہو کہ کسی چور' ڈاکو کو بٹھا لو اور نقصان اٹھاؤ یا پھر اپنی بے احتیاطی کے سبب کسی چیک پوسٹ پر گاڑی ضبط کرا لو اور خود بھی اندر ہو جاؤ۔ یہی اللہ کہتا ہے کہ دیکھو حضرتِ انسان! میں نے تمہیں بہترین مشینری عطا کی ہے' تمہیں احسن الخلوقات بنایا ہے' اب تم اس کو حرام اور ناجائز طریقوں سے مت استعمال کرنا' کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں پانی کی جگہ شراب ڈال دو اور ہیروئن اور اس قسم کی چیزیں نہ بھر دو اور مال' مشینری اور لائسنس تک ضبط کروا بیٹھو......

بھئی! یہی اللہ نے کہا ہے کہ میرے حبیبؐ! ان لوگوں کو سمجھا دو کہ ان علاقوں میں جانے سے پرہیز کریں کہ جہاں متعدی امراض پھیلتی ہیں اور ایسا بھی نہ ہو کہ کل دنیا کے بیمار اس میں بٹھا لو۔ تمہیں چاہئے کہ جو لوگ اندر بٹھاؤ وہ بھی صحت مند اور صالح ہوں۔

اب رسولؐ نے کہا' بھئی! میں نے تمہاری مشینریوں کا ۲۳ سال تک جائزہ لیا ہے' ماشاءاللہ تم سے بت پرستی اور جہالت کے جراثیم ختم ہو گئے' لیکن بعض مشینریاں میں اب بھی ایسی دیکھ رہا ہوں جن کے اندر بیماری کے جراثیم بدستور موجود ہیں اور تمہیں محسوس تک نہیں ہوتا' کیونکہ وہ جراثیم چیونٹی کی چال چل رہے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ ان کے یہ جراثیم بھی ختم ہو جائیں' لہٰذا لاؤ قلم دوات کہ میں تمہیں نسخہ لکھ دوں' ایسا نسخہ جو تمہارے لئے اکسیر ہو

Presented by www.ziaraat.com

اور جیسے استعمال کر کے تم ہر قسم کی روحانی متعدی امراض سے نجات پاؤ۔ لیکن افسوس کہ انسانی مشینری کے ڈرائیوروں نے یہ نسخہ لکھوانے سے انکار کر دیا کہ سرکارؐ نسخہ وسخہ لکھوا کر کیا کرنا ہے ہم نے..... سرکارؐ نے فرمایا' چلو اگر تم نسخہ نہیں لکھواتے تو تمہاری مرضی' میں نے چاہا تھا کہ تمہیں تفصیل سے نسخہ لکھ دوں تا کہ تمہاری سبھی بیماریاں ختم ہوں' لیکن تم نہیں لکھواتے تو زبانی ہی سنائے دیتا ہوں' اس پر عمل کر لینا۔

سامعین!

لوگوں نے کہا' سرکار وہ کیا دوائیں ہیں جو ہمارے جراثیموں اور متعدی امراض کو ختم کر دیں گی؟ رسولؐ نے فرمایا' دو دوائیں تجویز کرتا ہوں' ایک کا نام قرآن ہے' دوسری کا نام عترت ہے..... اور بالکل اسی طرح جس طرح حکیم اپنے نسخے میں لکھتا ہے کہ عنابِ ولایتی یعنی عام عناب نہیں اور شنگرف رومی یعنی عام شنگرف نہیں بلکہ روم کی شنگرف۔ بالکل اسی طرح کتاب بھی عام نہیں بلکہ کتاب اللہ' اللہ کی کتاب اور عترت بھی عام نہیں عترتِ رسولؐ' یعنی میری عترت.....

پھر رسولؐ نے فرمایا' اگر تم ترکیب استعمال بھی لکھوانا چاہتے ہو تو میں تفصیل اور تسلی سے لکھ دیتا' لیکن اگر تم نہیں لکھوانا چاہتے تو چلو زبانی ہی سن لو۔ جب بیماری زور پکڑ جائے اور دوا تیار کرنے کا موقع آئے تو سنو! تمیں تولے (پارے) قرآن لے لینا' بارہ چودہ تولے (افراد) عترت لے لینا اور ان کو محبت کی دیگچی یعنی اپنے دل میں ڈال کر موت کی ہلکی ہلکی آنچ دیتے رہنا' عمل صالح کے چمچے سے ہلاتے رہنا اور جب قوام تیار ہو جائے تو دست خلوص سے اتار کر' تولی کے گلاس میں' تبرہ کے رومال سے چھان کر انڈیل لینا..... اور دن میں پانچ مرتبہ سترہ سترہ گھونٹ پی لیا کرنا' کوئی بیماری نزدیک آ جائے' مجھے محمدؐ نہ کہنا.....(نعرۂ حیدری)

میرے محترم سامعین!

(توجہ ہے یا نہیں!..... اللہ آپ کو سلامت رکھے!) اب اگر کوئی بہت بڑا کاریگر اس مشینری کی دیکھ بھال کے لئے آ جائے تو..... یعنی جس کمپنی کی مشینری بنی ہوئی ہے وہی اپنا چیف انجینئر بھیج دے کہ یہ تمہاری مشینری چیک اپ کرے گا' اس سے چیک اپ کرواتے رہنا اور جہاں جہاں سے "Booklet" تمہاری سمجھ میں نہ آئے وہ بھی اسی سے سمجھ لینا اور اگر تم "Booklet" کی عبارت کو خود بھی سمجھ لو تو پھر جہاں اشارے وغیرہ شروع ہوتے ہیں' "Symbol" اور "Signs" میں بات ہوتی ہے وہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گے' مثلاً ایک چھوٹی سی لکیر اس پر ایک ٹیڑھی سی لکیر' پھر آگے گول دائرہ' کسی پہ اے (A) لکھا ہے کسی پہ بی (B)' کہیں مائنس ("-" Minus)' کہیں پلس ("+" Plus)' وہ تمہیں چیف انجینئر کے علاوہ کون سمجھا سکتا ہے؟ اگر کسی لوکل (Local) انجینئر سے سمجھو گے تو وہ بیچارہ تو محض زنجیریں بناتا ہے یا زیادہ سے زیادہ درانتی اور کلہاڑی بنا سکتا ہے۔ اگر تم اس سے "Booklet" کو سمجھتے جاؤ گے تو وہ بیچارہ تو خود بھی نہیں سمجھ پائے گا' تمہیں بھلا کیسے سمجھائے گا؟

معلوم ہوا سمجھانے والا وہی ہونا چاہئے جو وہاں سے پڑھ کر آیا ہو جہاں کی مشینری ہو..... بھئی' یاد رکھئے! انسانی مشینری کے اس چیف انجینئر کو رسولؐ کہتے ہیں..... (آپ ناراض تو نہیں ہو رہے؟ میں ذرا آج جدید نسل کے لئے جدید طرز پر اصول و فروع دین بیان کر رہا ہوں۔ توجہ چاہتا ہوں عزیزو!.....) اب جو اچھا انجینئر ہوتا ہے وہ ہمیشہ ایک جگہ تھوڑے رہتا ہے' وہ تو کہتا ہے بھئی! میری فرم (Firm) کوئی لوکل فرم (Firm) نہیں ہے' میری فرم تو انٹرنیشنل (International) ہے۔ میرا مال تو افریقہ بھی جا رہا ہے' یورپ بھی جا رہا ہے' چین بھی جا رہا ہے' ایران بھی جا رہا ہے۔ اب میں بھی دوسری "Country" میں جا رہا ہوں' مجھے وہاں پر بھی مشینری کو چیک اپ کرنا ہے..... اب جو چیف انجینئر اللہ بناتا

Presented by www.ziaraat.com

ہے وہ بھی یہی کہتا ہے کہ دیکھو بھئی! میں ایک جگہ ہی رہنے کے لئے نہیں آیا' میں کسی لوکل فرم کا نمائندہ تھوڑا ہی ہوں:

وما ارسلنک الا رحمة اللعالمین......

''مجھے تو عالمین کے لئے بھیجا گیا ہے۔''

لو اب میں جا رہا ہوں' تو مشینری والے فوراً پوچھتے ہیں' سرکار آپؐ تو جا رہے ہیں' آپؐ کے بعد یہ مشینری کون چلائے گا؟ کون ہماری اصلاح کرے گا؟

نیاز بیگ کے شیعہ سنی بھائیو!

اگر آپ یہ دکھا دیں کہ چیف انجینئر کہے کہ کارخانے میں مزدور تو کام کر ہی رہے ہیں' یونینیں (Unions) بھی بن چکی ہیں' تو اب تمہیں کیا ضرورت ہے میرے بعد کسی جانشین کو تلاش کرنے کی؟ کارخانے کے مزدوروں کو اکٹھا کر کے ووٹنگ کروا لینا جس کے حق میں ووٹ زیادہ ہوں' اسے میری جگہ پر بٹھا دیا' میری جگہ چیف انجینئر بنا دینا...... دکھاؤ مجھے یہ' میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔

نہیں ہرگز نہیں' کہیں گے لوگ کہ ہم اس طرح کرنے کو تیار ہیں بلکہ وہ تو نہیں کہیں گے کہ سرکار' ہم نے اس طرح کر کے کارخانے کا بیڑہ غرق کروانا ہے۔ ووٹنگ سے کارخانے تھوڑا ہی چلتے ہیں' یہ تو بڑا پیچیدہ مسئلہ ہے' مشینری کا کام ہے' ٹیکنیکل علم ہے' ووٹنگ سے تو معاملہ حل ہونے کا نہیں...... لہٰذا یاد رکھئے کہ ہر کارخانے کا انجینئر جہاں سے آتا ہے وہاں جاتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ فکر نہ کرو' میری لیاقت کا تقاضا ہے کہ میں اپنا تربیت یافتہ نائب چھوڑے جا رہا ہوں' جو بالکل وہی علم رکھتا ہے جو میں لے کر آیا ہوں اور پھر چیف انجینئر یہ بھی کہتا ہے کہ میں کائنات کا چیف انجینئر ہوں' میں چھپ کر یہ اعلان نیابت نہیں کروں گا' کسی کمرے میں بیٹھ کر اپنا نائب نہیں بناؤں گا' مجھے کوئی کسی کا ڈر ہے یا میں نے کسی نااہل کو اپنا نائب تھوڑا بنانا ہے' میں تو کھلے میدان میں کمپنی کے سارے مزدوروں کو اکٹھا

کر کے خود بلند مقام پر کھڑا ہو کر اپنے نائب کا ہاتھ تھام کر اعلان کروں گا:

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ......(نعرۂ حیدری)

سائیں!

(اب میں کیا کروں' ظاہر ہے میں تو نثری ذاکر ہوں ورنہ ''میں لکھ لکھ واری ول ول آکھاں!'') تو میں گزارش کر رہا تھا کہ اس نے کہا کہ میں چھپ کر تھوڑا ہی بناؤں گا اپنا نائب! میں کھلے میدان میں اسلامی فیکٹری کے سبھی کے سبھی مزدوروں کو اکٹھا کر کے' خود اونچے مقام پر کھڑا ہو کر ہاتھوں کو بلند کر کے اعلان نیابت کروں گا کہ

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ......

سامعین!

دیکھئے! اس شے کا نام ہے اصول دین...... یہ نماز' یہ روزہ' یہ حج' یہ زکوٰۃ' سبھی فروع دین ہیں' جبکہ توحید' نبوت' امامت' قیامت کہلاتے ہیں اصول دین...... (توجہ ہے یا نہیں میرے صاحبان!) اور مزے کی بات یہ ہے کہ اصول دین عقیدے کا نام ہے' جبکہ فروع دین عمل کا نام ہے اور قبر میں سب سے پہلے اصول دین پوچھے جائیں گے۔ پہلے عقائد کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ دو پیشیاں ہیں نا! پہلی پیشی ہے قبر کی' دوسری پیشی ہے حشر کی...... پہلی پیشی میں عقائد پوچھے جائیں گے کہ تیرا رب کون ہے؟ اب آپ نے کہا' میرا رب لات' منات' عزیٰ' کرشن' اوم' بھگوان ہے' تو فرشتے لکھ دیں گے:

ھذا مشرک

''یہ مشرک ہے۔''

تا کہ قیامت کے دن پھر پوچھنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ (بڑی توجہ!) پھر پوچھا جائے گا' تمہارا نبی کون ہے؟ اب اگر اوٹ پٹانگ نبی بتائے گئے جو یہیں بنائے گئے ہوں تو لکھنے

Presented by www.ziaraat.com

والے لکھ دیں گے:

هذا كافر

''یہ کافر ہے۔''

پھر پوچھنے والا پوچھے گا:

من امامک

''تیرا امام کون ہے؟''

اب بھی اگر اوٹ پٹانگ نام لئے تو لکھ دیا جائے گا:

هذا منافق

''یہ منافق ہے۔''

اور اگر کسی مومن سے یہ جملہ پوچھا گیا تو مومن مسکرائے گا۔ فرشتے کہیں گے:

''ہم تم سے تمہارا امام پوچھ رہے ہیں اور تم مسکرائے جا رہے ہو۔ کیا نہیں جانتے ہو؟''

تو مومن گرج کر کہے گا:

''تم اندھے ہو جو میرے سرہانے کھڑا ہے تمہیں نظر نہیں آ رہا!''

(نعرۂ حیدری)

توجہ ہے میرے محترم سامعین!

اس پہلی پیشی پر اصول دین پوچھے جائیں گے اور فروع دین پوچھے جائیں گے آخری پیشہ پر! کوئی شے ایسی نہیں ہے جس کو معصومینؑ نے واضح نہ کیا ہو۔ یہ تو فقہ جعفریہ ہی بتا سکتی ہے کہ فروع دین آخر میں کیوں پوچھے جاتے ہیں؛ اصول دین کیوں نہیں پوچھے جاتے قیامت میں؟ بلکہ اصول دین قبر میں اور فروع دین قیامت میں! کیوں؟ صرف اس لئے کہ ہمارے اصول دین میں توحید کے ساتھ ساتھ عدالت بھی ہے۔ دوسروں کے اصول دین تین

ہیں؛ توحید؛ نبوت؛ قیامت۔ ہمارے اصول دین پانچ ہیں؛ توحید؛ عدل؛ نبوت؛ امامت اور قیامت..... (اگر آپ اجازت دیں تو تھوڑا سا وقت لے لوں آپ کا! ورنہ یہ گفتگو تشنہ رہ جائے گی)

ہمارے ہاں اصول دین پانچ ہیں؛ باقی دنیا کے نزدیک تین! جبکہ جاتا ہے قیامت تک۔ اب قیامت کے دن اللہ فروع دین کیوں پوچھے گا؟ کیونکہ اس کے عدل کا تقاضا یہ ہے کہ اصول دین ریپیئر ایبل (Repairable) نہیں ہیں۔ (اس بات کو اچھی طرح سمجھیں آپ.....) اصول دین میں اگر کمی رہ جائے تو اس کی "Repairing" نہیں ہے؛ جبکہ اصول دین ریپیئر ایبل (Repairable) ہیں۔ یہ "Repairable" اس لئے ہیں کہ اگر کوئی مر جائے اور اس کی نمازیں رہ جائیں تو بڑے بیٹے کا فرض بنتا ہے کہ خود پڑھے یا اجارے پر پڑھوائے اور اس کی کو پورا کر دے۔ اللہ نے کہا؛ قیامت تک کی مہلت دیتا ہوں؛ کیونکہ میں رحمٰن و رحیم ہوں اور عادل بھی ہوں..... شاید تم کمی کو پورا کر دو! روزہ رہ گیا تو خود روزے رکھو یا پھر اجارے پر رکھواؤ اور مرنے والے کی کمی کو پورا کر دو۔ اگر خمس؛ زکوٰۃ اور حج رہ گئے ہیں تو کسی کو نائب بنا کر بھیج دو؛ رقوم کی ادائیگی کر دو تو کمی پوری ہو جائے گی۔ جو مرنے والے کے ذمے ہے وہ ادا کر دو تو قیامت تک فروع دین کی ریپیئرنگ (Repairing) ممکن ہے۔ اس لئے اللہ نے کہا کہ قیامت تک تمہیں ازالے "Repairing" کی مہلت دیتا ہوں۔ تم اس کمی کو پورا کر آؤ تو پھر جاؤ جنت میں؛ جنت تمہاری منتظر ہے؛ لیکن اصول دین کی کمی ہرگز پوری نہیں ہو سکتی؛ یعنی اگر کوئی توحید؛ نبوت یا امامؑ برحق کی امامت میں شک لے کر مر گیا تو پھر چاہے سارا خزانہ لٹا دیا جائے؛ یہ کمی پوری نہیں ہوگی۔ لہٰذا اس عادل بادشاہ نے کہا کہ پہلی پیشی پر اصول پوچھوں گا؛ دوسری پر فروع پوچھوں گا۔

عزیزانِ گرامی!

اب بات مرنے کی ہو رہی ہے؛ تو میں کہیں اصول دین پانچ دیکھتا ہوں اور کہیں

Presented by www.ziaraat.com

تین؛ تو میں سوچ میں پڑتا ہوں کہ یہ یا تو پانچ ہوں گے یا تین! اگر پانچ ہیں تو کسی نے گھٹا کر تین کر دیئے اور خدانخواستہ تین ہیں تو کسی نے بڑھا کر پانچ کر دیئے۔ چنانچہ اگر کسی نے گھٹائے ہیں تو گھٹانے والے کو گھٹانے کا طریقہ آتا ہے اور اگر کسی نے بڑھائے ہیں تو بڑھانے والے کو بڑھانے کا سلیقہ آتا ہے۔ کیونکہ جس نے گھٹائے ہیں تو نہ اول سے گھٹائے ہیں نہ آخر سے؛ بلکہ درمیان سے ایک ایک پوائنٹ نکال دیا ہے۔ توحید اور نبوت کے درمیان سے عدالت نکال دی اور قیامت و نبوت کے درمیان سے امامت نکال دی۔ اب جن کے ہاں یہ پانچ ہیں؛ ان کا کہنا ہے کہ چونکہ ہمیں قیامت تک جانا ہے اس لئے توحید سے نبوت تک دایا (Via) عدالت پہنچیں گے اور قیامت تک دایا (Via) امامت پہنچیں گے اور اگر نہ عدالت ہوئی نہ قیامت تو قیامت کا کوئی دایا (Via) ہی نہیں ہے؛ بلکہ "Jump" لگا کر جانا پڑے گا۔ توحید سے "Jump" لگایا اور نبوت تک آ گئے؛ نبوت سے "Jump" لگایا اور قیامت تک چلے گئے۔ مگر راستے میں پڑھنے اور سمجھنے کے لئے اللہ نے "Booklet" دی تھی؛ اس نے گریبان میں ہاتھ ڈال دینا ہے کہ نبوت سے قیامت تک جاؤ گے تو کہیں کے نہیں رہو گے۔ قرآن اعلان کر کر کے کہہ رہا ہے:

یوم ندعوا

قیامت کے دن نبوت کے ساتھ نہیں؛ امامت کے ساتھ پوچھا جائے گا۔ امامت کے ساتھ بلایا جائے گا کہ کس امام کی قیادت میں یہاں تک آئے ہو؟

توجہ ہے صاحبان!

میرے محترم سامعین! دو "Points" ہیں؛ نبوت سے قیامت تک جانا ہے اور امامت درمیان سے غائب ہے؛ تو بتایئے کیسے جائیں گے یہ لوگ؟

مجھے کسی مولوی نے کہا کہ ہم سیدھے ہی چلیں گے۔ میں نے کہا؛ سیدھے کس طرح چلے جاؤ گے؟ نماز میں یہ نہیں پڑھتے ہو:

اهدنا الصراط المستقیم

تم یہ کیوں نہیں کہہ دیتے:

اهدنا الصراط

یہ مستقیم کیوں بولتے ہو؟ کیا ہے یہ مستقیم؟ علماء فرماتے ہیں؛ اللہ نے راستہ تو دکھا دیا مگر ایک راستے سے ۷۳ راستے ہو گئے؛ ۷۳ راستے ہو گئے۔ اب ۷۳ راستوں پر ہم کیسے چل سکتے ہیں؟ اس لئے ہم دعا کرتے ہیں کہ کوئی ایسا راستہ ہو جو مستقیم ہو۔

(بھئی! پڑھے لکھوں سے توجہ کا طالب ہوں؛ پھر میں اپنا بیان یہیں سمیٹتا ہوں۔ بھرپور توجہ چاہوں گا آپ کی) صراط ایسا ہو کہ جو مستقیم ہو؛ جو نبوت سے چلے تو قیامت تک پہنچا دے۔ تو مستقیم کی تعریف کیا؟ مستقیم کہتے کسے ہیں؟ جومیٹری کی اصطلاح میں سیدھی لائن (Straight Line) کا نام ہے مستقیم...... (نعرۂ حیدری)

(توجہ کیجئے گا!) "Straight Line" کو عربی میں مستقیم کہتے ہیں اور مستقیم کو جیومیٹری کی زبان میں "Straight Line" کہتے ہیں۔ اب اس "Straight Line" کی تعریف کیا ہے؟ (توجہ ہے صاحبان!) یہاں ٹیچر بھی بیٹھے ہوں گے؛ پروفیسر بھی ہوں گے؛ وکلاء بھی بیٹھے ہوں گے؛ پڑھے لکھے حضرات بھی بیٹھے ہوں گے......

میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ جیومیٹری میں "Straight Line" کی تعریف کیا ہے؟ سٹریٹ لائن (Straight Line) کی تعریف یہ ہے کہ وہ لائن جو دو نقاط کو کم سے کم فاصلے سے آپس میں ملا دے۔ یہاں اگر تختہ سیاہ ہوتا تو میں آپ کو سمجھاتا؛ لکھ کر سمجھا دیتا۔

بھئی! دو پوائنٹ ہیں نا! دنیا و آخرت۔ دنیا سے جاتا ہے آخرت تک؛ مستقیم سٹریٹ لائن ہے۔ سٹریٹ لائن اسے کہتے ہیں جو دو نقطوں کو ملا دے اور آپس میں کم سے کم فاصلے پر اگر لائن ٹیڑھی ہو گئی تو مستقیم نہیں؛ فاصلہ زیادہ آ گیا تو "Straight"۔ اب کیسے ملائیں گے؟ میں نے ایک بزرگ سے عرض کیا؛ یہ کاغذ ہے؛ یہ قلم ہے؛ مہربانی فرما کر اس کاغذ پر "Straight" لائن لگا دیں۔ یہ دو "Points" لگائے دیتا ہوں۔ وہ بیچارہ بزرگ آدمی

Presented by www.ziaraat.com

ریٹائرڈ ہو چکا تھا حالانکہ جیومیٹری ہی کا ٹیچر اور پروفیسر رہ چکا تھا' چنانچہ اس نے موٹے موٹے شیشوں کی عینک لگائی اور تیز بلب کی روشنی میں اس نے "Free Hand" کھینچنا شروع کیا اور کھینچتے کھینچتے جب "Point" کے قریب آیا تو ہاتھ کانپ گئے اور لائن ٹیڑھی ہو گئی۔ اب اس نے ربڑ اٹھایا' اس لائن کو مٹایا اور پھر بڑی احتیاط سے لائن کھینچی۔ بوڑھا آدمی تھا' کھانسی آئی' ہاتھ کانپے اور پھر لائن ٹیڑھی ہو گئی' پھر اس نے ربڑ کا استعمال کیا۔ پھر بڑی مشکل سے اس نے تیسری بار "Free Hand" کھینچنا شروع کیا' لیکن پھر اچانک ہاتھ کانپے اور لائن ٹیڑھی ہو گئی۔ وہ ساری رات لائن کھینچتا رہا' وہ بزرگ اور لائن ہر بار ٹیڑھی ہوتی رہی' "Straight Line" نہ بنی۔ اتنے میں ایک بچہ تازہ تازہ جیومیٹری کا امتحان دے رہا تھا وہ چیخ کر بولا' جناب اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں "Straight Line" بنا دوں۔ اب اس نے عینک اٹھا کر دیکھا کہ میں بزرگ تو بنا نہیں سکا' تو یہ کل کا بچہ کیسے بنائے گا؟

بھئی!

(اللہ آپ کو سلامت رکھے' اب اس سے زیادہ واضح بات میں نہیں کر سکتا..... نعرۂ حیدری)

بزرگ نے کہا' ارے تو بچہ ہو کر کیسے بنائے گا؟ بچے نے جواب دیا' آپ سے قیامت تک "Straight Line" نہیں بن سکتی' جب تک آپ کے ہاتھ میں پیمانہ نہیں ہو گا۔ آپ "Free Hand" بنا رہے ہیں' میں پیمانے کے وسیلے سے بناؤں گا' تم ہو وسیلے کے منکر' اور جب تک پیمانے کا وسیلہ نہیں آئے گا' یہ لائن "Straight" نہیں بنے گی..... لاؤ پیمانہ مجھے دے دو۔ اب جب ہم نے پیمانہ اس بچے کو دے دیا تو اس نے دو نقطوں کے درمیان پیمانہ رکھا اور آنکھ بند کر کے لائن کھینچ دی' وہ لائن بالکل "Straight" بن گئی۔ اب بھی کسی کی سمجھ میں نہیں آیا تو جاؤ عربی کی "Dictionery" (لغت) پڑھو۔ ایسے ہے ہمارے اصول دین میں امامت..... امامت کہتے ہیں پیمانے کو! (توجہ چاہتا ہوں) امامت کا

پیمانہ ہمیں دنیا سے آخرت تک پہنچائے اور بالکل سیدھی لائن پر' صراط مستقیم پر' "Straight Line" پر۔

سامعین!

اگر آپ اب بھی بیدار نہیں ہوئے تو ابھی بیدار کرتا ہوں۔ جب امامت پیمانے کا نام ہے تو یہ ہم سے مت پوچھو' ذاکر سے مت پوچھو' مولوی سے نہ پوچھو' مجتہد سے نہ پوچھو' جاؤ جیومیٹری کے ٹیچروں سے پوچھو کہ پیمانے میں بارہ (۱۲) انچ کس نے بنائے ہیں؟
(نعرۂ حیدری)

توجہ ہے یا نہیں ہے!

جائیے جیومیٹری کے ماسٹروں سے پوچھئے یہ بارہ انچ کس نے بنائے ہیں۔ یہ ہم نے ہرگز نہیں بنائے اور جاؤ جیومیٹری کے ماسٹروں سے پوچھو کہ ہر انچ میں پانچ پانچ لائنیں کس نے بنائی ہیں؟ اب بھی اگر اسلام سمجھ میں نہیں آیا' اب بھی اگر میرے مولا نظام سمجھ میں نہیں آیا تو قیامت تک سمجھ میں نہیں آئے گا۔

توجہ ہے دوستو!

یہ ہمارے ہاتھ میں امامت کا پیمانہ ہے' اس لئے ہم صراط مستقیم پر ہیں۔ ہم جو دعا کرتے ہیں:

اھدنا الصراط المستقیم

صراط مستقیم اب بھی سمجھ میں نہیں آیا' تو پھر صراط مستقیم سے پوچھ لو' صراط مستقیم کے لفظ گن لو' ص' ر' ا' ط اور آگے ال' م' س' ت' ق' ی' م۔ یہ آٹھ اور چار برابر ہیں بارہ کے۔ ابھی بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آیا!..... کہ بارہ کا رستہ صراط مستقیم ہے۔ (نعرۂ حیدری)

Presented by www.ziaraat.com

عزیزانِ گرامی!

صراط مستقیم بنائی تو انہوں نے اور صراط مستقیم بچائی بھی تو انہوں نے! یہ کربلا کیا ہے؟ یہ صراط مستقیم کو بچانے کا وہ میدان ہے جس میں نواسہ رسولؐ نے کہا' اصول کو بھی بچاؤں گا اور فروع کو بھی بچاؤں گا۔

(عزیزانِ محترم! وقت نہیں ہے میرے پاس!) جس نے پہچاننا ہے تو فاطمہؑ کے لال نے اس صراط مستقیم کے تحفظ کے لئے جو جو قربانیاں دی ہیں ان کو دیکھ لے..... کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں یہ قربانیاں..... اگر دین کا مسئلہ نہ ہوتا' اسلام کی بقاء کا سوال نہ ہوتا تو کوئی کڑیل جوان کو میدان میں کب بھیجتا ہے اور وہ بھی تیروں وتلواروں کے سامنے! اور نوجوان بھی ایسا کہ جس کے لئے فاطمہؑ کے لال نے یہ کہہ کر اللہ سے دعا مانگی تھی کہ

''یااللہ! مجھے ناناؐ بہت یاد آتے ہیں' یااللہ! مجھے باباعلیؑ بہت یاد آتے ہیں' مجھے کوئی ایسی نشانی عطا کر کہ جس سے ناناؐ کی پیاس بھی بجھے اور باباؑ کی پیاس بھی۔''

اللہ نے کہا:

''حسینؑ چلو تمہیں ایک تحفہ دیتا ہوں' نام تیرے باپؑ کا ہوگا' شکل تیرے ناناؐ کی ہوگی۔ نام رکھنا علی اکبرؑ' شکل میں ہوگا شبیہ پیغمبرؐ.....!''

عزیزو! آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ جو محمدؐ کی شبیہ ہو اس کے حسن کا کیا عالم ہوگا؟ خدا کی قسم! جس کے حسن پر مصر کی عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لی تھیں' اس یوسفؑ اور یوسفؑ کا حسن جس پر قربان ہو جائے وہ ہیں محمدؐ اور علی اکبرؑ..... شبیہ محمدؐ ہے' علی اکبرؑ..... یہی وجہ ہے کہ جب حسینؑ نے کہا کہ بیٹا دین کو بچانا ہے اور میں حکم دیتا ہوں کہ تم جاؤ میدان جنگ میں۔ شہزادے کے پاؤں بے اختیار اٹھے اور رکابوں میں چلے گئے۔ حسینؑ نے کہا' بیٹا اس طرح گئے تو کیا مزہ' پہلے خیمے میں جاؤ ماں کو سلام کرو' جاؤ پھوپھی سے ملو۔ شہزادہ خیمے کی

طرف چلا......

میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ جیسے ہی اس شہزادے نے خیمے میں قدم رکھا اور ماں کے سر پر اس جوان کی نظر پڑی تو اللہ نے جنت میں آواز دی:

''اے ہاجرہؑ! قربانی تو' تو نے بھی دی تھی' لیکن دیکھ لیلیٰؑ کی قربانی جا رہی ہے۔ اگر ہمت ہے تو ذرا یہ منظر بھی دیکھ!''

خدا کی قسم! جنت نے ہاجرہؑ کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ جب علی اکبرؑ نے ماں کو سلام کیا تو ماں نے سلام کا جواب تو دیا' لیکن بیٹے سے منہ موڑ لیا۔ اکبرؑ ادھر آیا' ماں نے رخ ادھر موڑ لیا۔ اکبرؑ نے قدموں پر ہاتھ رکھ کر کہا:

''اماں! مجھ سے ناراض ہیں آپ؟''

ماں نے جواب دیا:

''بیٹا! ناراض تو نہیں ہوں مگر میں یہ کیا دیکھ رہی ہوں کہ تو ابھی تک زندہ ہے اور دین پر مشکل وقت ہے۔ بیٹے! دیکھو میں نے منت مانی ہے کہ میں جب تیرا سہرا نہیں' تیری شادی نہیں بلکہ تیری لاش دیکھوں گی تو چار رکعت نمازِ شکرانہ ادا کروں گی۔''

اکبرؑ نے کہا:

''اماں! میں تو سلام کرنے آیا ہوں' اجازت لینے آیا ہوں آپ سے۔''

لیلیٰؑ نے کہا:

''اکبرؑ! اگر اجازت لینی ہے تو اس ماں کے پاس جاؤ جس نے تجھے ۱۸ سال تک پالا ہے۔''

اب جیسے ہی اکبرؑ پھوپھی کے خیمے کی طرف چلے تو بسم اللہ پڑھ کر حسینؑ بھی بہن کے خیمے میں داخل ہوئے اور یہ کہتے ہوئے آئے کہ بہن آج میں بھی سنوں گا کہ آپ ماں بیٹے میں کیا باتیں ہوتی ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

نیاز بیگ والو!

تھک تو چکے ہو تم' لیکن ایک فقرہ سن لو آج ارباب درد کے لئے ایسا جملہ کہنا چاہتا ہوں کہ قیامت تک دلوں میں درد بن کر رہے گا۔ جب شہزادی زینبؑ نے بھائی حسینؑ کو دیکھا اور ادھر اکبرؑ کو آتے دیکھا تو فرمایا:

''حسینؑ بھائی میں سمجھ گئی کہ اکبرؑ کیوں آ رہا ہے' لیکن مجھے اتنا بتا دے کہ عونؑ و محمدؑ کا صدقہ دے کر اس کے سر سے بلا نہیں ٹل سکتی؟''

اتنے میں شہزادۂ علی اکبرؑ قریب پہنچ گئے۔ خدا کی قسم! شہزادے کے دل میں خیال تھا کہ شاید پھوپھی اجازت نہ دیں' قدموں میں بیٹھ گئے اور پھوپھی کے قدم چوم کر کہا:

''پھوپھی اماں! آج میں ایک سوال کرنے آیا ہوں......''

زینبؑ نے کہا:

''بیٹا! ساری عمر میری آرزو رہی ہے کہ تم مجھ سے سوال کرو' لیکن آج ذرا سوچ سمجھ کر سوال کرنا' اکبرؑ میں آج پردیس میں کھڑی ہوں۔''

اکبرؑ نے کہا:

''پھوپھی اماں! آپ فکر نہ کریں' میں صرف یہ سوال پوچھتا ہوں کہ آپ افضل ہیں یا دادی فاطمہؑ؟''

کہا بیٹا:

''میں تو تیری دادی فاطمہؑ کی کنیز ہوں۔ تیری دادی کائنات سے افضل خاتون ہے۔''

اکبرؑ نے کہا:

''اچھا تو وہ افضل ہیں نا! تو پھر ایک بات سنیں' میں ہوں تمہارا بیٹا اور حسینؑ ہے فاطمہؑ کا بیٹا' آج اپنے بیٹے کو فاطمہؑ کے بیٹے پر قربان کر

دیں۔''

خدا کی قسم! پھوپھی نے اکبرؑ کے بازو پر نادِ علیؑ دم کیا' ماتھا چوما اور کہا:

''چل بیٹا میرے ساتھ دوسرے خیمے میں۔''

یہ کہہ کر پھوپھی اکبرؑ کو بہنوں کے خیمے میں لائی' کسی بہن نے ہاتھ چوما' کسی نے عبا کا دامن چوما' کسی نے ماتھا چوما' کسی نے گلا چوما' جب ساری بہنیں چوم رہی تھیں تو اچانک ایک کانپتی ہوئی آواز آئی:

''اکبرؑ بھیا! میں تیرے سینے تک نہیں پہنچ سکتی' مجھے اجازت ہے کہ میں تیرے پاؤں چوم لوں۔''

جیسے ہی اکبرؑ نے یہ آواز سنی تو شہزادہ جھکا اور سکینہؑ کو سینے سے لگایا:

''سکینہؑ تو میرے پاؤں کیوں چومتی ہے؟ آ میں تیرا سر چومتا ہوں۔''

پھر جب اکبرؑ خیمے سے نکلنے لگے تو ایک ایسا منظر پیش آیا کہ حسینؑ جیسا صابر آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کر خیمے سے نکل گیا۔ منظر کیا نظر آیا؟ ایک کانپتی ہوئی آواز آئی:

''اکبرؑ! مجھ سے نہیں ملنا؟''

پلٹ کر دیکھا کہ بیمار بھائی کمر کو پکڑے ہوئے بستر بیمار سے اٹھ کر چلا آ رہا تھا..... اور کہہ رہا تھا:

''اکبرؑ تیرا سفر ختم ہو گیا' میرا سفر شروع ہو رہا ہے۔ اکبرؑ نانا کو ہمارا سلام کہنا' اکبرؑ میرے حق میں دعا کرنا۔''

عزیزو!

حسینؑ نے باہر نکل کر ہم شکل پیغمبرؐ بیٹے کو زین پر بٹھا دیا اور اکبرؑ میدان جنگ کی طرف جانے لگے تو حسینؑ نے کہا:

''اکبرؑ جاتے جاتے مڑ مڑ کر مجھے دیکھتے رہنا......''

Presented by www.ziaraat.com

یہ کہہ کر حسینؑ نے اکبرؑ کو روانہ کر دیا۔

علامہ علی نقی صاحب مجتہد العصر نے لکھا ہے کہ جوں جوں اکبرؑ کا گھوڑا تیز ہوتا گیا..... تقاضائے پدری کے تحت اکبرؑ کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ حسینؑ کے قدم بھی اٹھتے چلے گئے' اور جوں جوں گھوڑا تیز ہوتا گیا' حسینؑ کے قدم بھی تیز ہوتے گئے۔ کچھ دیر چلنے کے بعد اکبرؑ نے محسوس کیا کہ کوئی میرے پیچھے پیچھے آ رہا ہے۔ مڑ کر دیکھا تو کہا:

''بابا! آپؑ نے تو رخصت کر دیا تھا' آپؑ میرے پیچھے پیچھے کیوں آ رہے ہیں؟''

تو مولا حسینؑ نے عجیب جواب دیا اور ٹھنڈی سانس لے کر کہا:

''اکبرؑ! تیرا کوئی اکبرؑ جو نہیں ہے' کاش کوئی تیرا اکبرؑ بھی ہوتا تو میں تجھ سے پوچھتا کہ تیروں اور تلواروں میں کس طرح ہم شکل پیغمبرؐ بیٹے کو بھیجا جاتا ہے؟ اچھا میرے لال! میں اس بلندی پر کھڑا ہوتا ہوں' تم مڑ مڑ کر مجھے دیکھتے رہنا۔''

یہ کہہ کر اکبرؑ کو الوداع کیا..... اکبرؑ میدان کی طرف روانہ ہوئے۔ حسینؑ ٹیلے پر کھڑے' فضہؑ خیمے کے در پر تھی' اکبرؑ کی ماں خیمے کے اندر مصلے پر تھی اور ساتھ ہی پھوپھی کا مصلیٰ بچھا تھا..... اکبرؑ کی نظر شہادت پر' حسینؑ کی نظر اکبرؑ پر' فضہؑ کی نظر حسینؑ پر' ماں کی نظر فضہؑ پر' پھوپھی کی نظر اکبرؑ کی ماں پر.....

اکبرؑ گھوڑے سے گرے' حسینؑ ٹیلے پہ گرے' فضہؑ خیمے کے در پر گری' ماں سجدے میں گری' پھوپھی نے لیلیٰؑ کو سنبھالا۔

عزیزو!

اکبرؑ کی وہ قابل قدر بات جو کسی اور شہید میں نظر نہیں آتی' وہ غور سے سن لیجئے!

لاہور والو! ہر شہید گھوڑے سے گر کر زخمی ہوا' تو اس نے مولاؑ کو بلایا کہ مولاؑ میری

لاش پہ آؤ' مولاؑ میرا سلام ہو' لیکن اکبرؑ کو ظالم نے پیچھے سے نیزہ مارا تھا اس لئے کہ کسی میں ہمت نہ تھی کہ وہ سامنے سے نیزہ مار سکتا۔ سنان ابن انس ملعون چھپا ہوا تھا..... جس طرح حمزہؑ کے قاتل نے نیزہ پھینک کر مارا تھا' اسی طرح اس ظالم نے پیچھے سے نیزہ مارا اور برچھی آگے سے نکل آئی۔ اب جب اکبرؑ گرنے لگا تو نیزہ ٹوٹ گیا' اکبرؑ نے گرتے گرتے مولاؑ کو مدد کے لئے نہیں بلایا' بلکہ اکبرؑ وہ پہلا شہید ہے جس نے گرتے گرتے کہا:

''بابا! میدان میں نہ آنا قاتل بہت ہیں' میدان میں نہ آنا بابا! نیزے بہت ہیں' میدان میں نہ آنا بابا! تلواریں بہت ہیں.....''

عزیزو!

حسینؑ ابن علیؑ میدان کی جانب چلے' اکبرؑ کے پاس پہنچے اور عجیب و غریب سوال کیا کہ اکبرؑ رکابوں سے تمہارے پاؤں کیسے نکلے؟ میں سلام کرتا ہوں اس گھوڑے کو کہ جب اس نے اپنے سوار کو لڑکھڑاتا ہوا دیکھا تو گھوڑا رکا' رکنے کے بعد جھکا اور اکبرؑ کو زمین پر پہنچا دیا' پھر حسینؑ کو آواز دی.....

میں نے مقتل میں یہ جملہ پڑھا ہے کہ جب باپ چلا تو بیٹا ایڑھیاں رگڑ رہا تھا۔ حسینؑ جب چلنے لگے تو خیمے کی طنابوں سے پاؤں الجھ گیا' فاطمہؑ کا لال گر پڑا' حسینؑ اٹھے پھر گرے' پھر اٹھے پھر گرے..... برداشت کر سکو گے' تو سنو! اکبرؑ تک پہنچتے پہنچتے حسینؑ ۲۷ دفعہ گرے اور پھر جب چلنے کی طاقت نہ رہی تو حسینؑ اس طرح اکبرؑ کی لاش پر پہنچے' جس طرح ڈیڑھ سال کا معصوم بچہ گھٹنوں اور کہنیوں کے بل چلتا ہے.....

علامہ علی نقی صاحب نے لکھا ہے کہ جب حسینؑ مکے اور مدینے میں تھے تو داڑھی سیاہ تھی' کربلا پہنچے تو داڑھی سیاہ تھی' خیمے اکھڑے تو داڑھی سیاہ تھی' شب عاشور آئی تو داڑھی سیاہ تھی' جب اکبرؑ کو میدان میں بھیجا تو داڑھی سیاہ تھی' جب اکبرؑ گرے تو داڑھی سیاہ تھی' لیکن جب حسینؑ اکبرؑ کی لاش پر پہنچے اور خون میں تیرتی اکبرؑ کی زلفیں دیکھیں تو حسینؑ کی داڑھی

Presented by www.ziaraat.com

سفید ہوگئی۔

حسینؑ نے کہا:

"اکبرؑ! میں آ گیا' میرے لال! میں پہنچ گیا۔ اکبرؑ! کوئی فرمائش ہے تو کرو؟"

اکبرؑ نے کہا:

"بابا! میری ماں نمازِ شکرانہ پڑھ رہی ہے' میں ماں سے نہ مل لوں؟"

حسینؑ نے کہا:

"بیٹا! فکر نہ کر......"

یہ کہہ کر حسینؑ جھکے' اکبرؑ کی گردن میں ہاتھ ڈالا' پاؤں میں ہاتھ ڈالا' یا علیؑ کہہ کر اکبرؑ کو اٹھایا۔ میر انیسؒ نے لکھا ہے کہ اکبرؑ کو ہچکی آئی تو حسینؑ نے لاش کو رکھ دیا پھر اٹھایا' پھر ہچکی آئی تو رکھ دیا پھر اٹھایا' پھر ہچکی آئی تو رکھ دیا پھر اٹھایا' جب حسینؑ چوتھی دفعہ اکبرؑ کو اٹھانے لگے تو ہاتھ کانپنے لگے' لاش زمین پر رکھ دی' گھٹنے زمین پر رکھے' اکبرؑ کے رخسار سے رخسار ملایا... ٹھنڈی آہ بھری اور کہا:

"اکبرؑ میں بوڑھا ہوگیا' اکبرؑ میں بوڑھا ہوگیا' مجھ سے جوان کی میت نہیں اٹھتی۔ اکبرؑ کچھ تو سہارا دے' کچھ میں زور لگاؤں' تو اس طرح کر دونوں بانہیں میرے گلے میں ڈال۔"

اکبرؑ نے ایک ہاتھ تو سینے ہی پہ رکھا' البتہ دوسرا ہاتھ باباؑ کے گلے میں ڈال دیا'

حسینؑ نے کہا:

"بیٹا! دوسرا ہاتھ بھی ڈال۔"

اکبرؑ نے کہا:

"باباؑ! میں یہ ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔"

حسینؑ نے کہا:

"بیٹا! میں امام زمانہ ہو کر تجھے حکم دیتا ہوں کہ سینے سے ہاتھ ہٹا۔"

اکبرؑ نے سینے سے ہاتھ ہٹایا' حسینؑ کی نظر اکبرؑ کے سینے پر پڑی' فرشتوں نے عبادتیں چھوڑیں' رسولؐ نے روضہ اطہر چھوڑا' فاطمہؑ نے بقیع چھوڑا' علیؑ نے نجف چھوڑ دیا۔ دیکھا کہ چھ انچ کی برچھی آدھی اندر آدھی باہر' حسینؑ حسینؑ نہ رہا' حیدرؑ ہوگیا' زمین پر بیٹھے برچھی کو ہاتھ ڈالا' کہا:

"نانا! دادا ابراہیمؑ کو لے آ' تاکہ دیکھ لے میری آنکھوں پر پٹی نہیں ہے' میں نے بیٹے کے ہاتھ پاؤں باندھے نہیں ہیں......"

پھر برچھی ہلی' زمین کربلا ہلی' خیمے کے در ہلے' نبی زادیوںؑ کے سروں سے چادریں ہلیں۔ حسینؑ نے کہا:

بسم اللہ و بااللہ و علی ملۃ رسول اللہؐ

یہ کہہ کر برچھی کا پھل کھینچا' اکبرؑ کا جگر ساتھ چلا آیا۔ زمین کربلا میں زلزلہ آ گیا اور جیسے ہی اکبرؑ نے ایڑھیاں رگڑیں رسولؐ نے فاطمہؑ کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا:

"فاطمہؑ! اب نہ دیکھنا!"

ایسے عالم میں میرا مولاؑ جوان کی لاش پہ بیٹھا تھا کہ ایک سوار آیا' بکھری ہوئی زلفیں دیکھیں تو زمین پر گر گیا' قریب آ کر کہنے لگا:

ایھا الغریب......

او پردیسی! کیا اس صحرا میں کوئی حسینؑ بھی ہے۔

مولاؑ نے سر جھکا کے کہا:

"میں ہی حسینؑ ہوں' تو کون ہے؟"

اس نے کہا:

"میں مدینے سے آ رہا ہوں' یمن کو جا رہا ہوں' میں نے راستے میں رونے کی دردناک آواز سنی تو میں نے دیکھا کہ ایک بیمار بچی کھڑی تھی'

Presented by www.ziaraat.com

اس نے خط مجھے دیا اور کہا کہ راستے میں اگر تمہیں میرے بابا حسینؑ ملیں تو ان سے کہنا، اکبرؑ کی شادی میں صغریٰؑ کو نہ بھولنا، جب اکبرؑ کی شادی کرنا تو صغریٰؑ کو ضرور بلانا......"

صغریٰؑ کا نام آیا تو اکبرؑ کی ہچکی نکلی، مدینے کی طرف رخ مڑ گیا، آواز آئی:

"صغریٰؑ! میرا سلام......"

❁ ❁ ❁

مجلس نہم

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حسینؑ منی و انا من حسینؑ

حضراتِ محترم!

صلوات پڑھیں شہنشاہِ کربلاؑ کے لئے کہ جن کے ذکر کو سننے کے لئے ساری کائنات ہمہ تن گوش ہے...... آپ حضرات نے اپنے آرام، سکون اور آسائش کو یکسر فراموش کر کے مسلسل اس شہنشاہؑ کا تذکرہ سنا۔ خداوند عالم آپ کی محنتوں کو قبول فرمائے اور بارگاہ سیدالشہداءؑ میں پڑھنے والوں کی پڑھائی، نیز سننے والوں کی عبادت قبول و منظور ہو...... اس شہنشاہؑ کے صدقے میں جو مومن بیمار ہیں، اللہ رب العزت انہیں شفائے کاملہ عطا فرمائے اور اس قابل کرے کہ وہ مولاؑ کا ذکر کرا اور سن سکیں۔ تمام اسیروں خصوصاً جناب غلام حسن علی شاہ کو اللہ کریم بتصدق محمدؐ و آلِ محمدؐ قید سے رہائی دلائے، جو بے اولاد ہیں خداوند عالم ان سب کو، خصوصاً جناب ملک محمد اسلم کو اولادِ نرینہ سے سرفراز فرمائے۔

Presented by www.ziaraat.com

مومنین!

ظاہر ہے کہ آج کی رات میں کسی تفصیل میں نہیں جا سکتا کیونکہ کربلا کا شہنشاہؑ صرف ایک رات کا مہمان ہے..... اور کل کا دن وہ قیامت کا دن ہے کہ جس دن فاطمہ زہراؑ کا گھرانہ ویرانہ بن گیا۔

عزیزانِ محترم!

مسجد نبویؐ صحابہ کرام سے چھلک رہی ہے' آفتابِ رسالتؐ افق عصر پر چمک رہا ہے' سلمانؓ وابوذرؓ ومقدادؓ جیسے مقدس صحابی پیغمبر اکرمؐ کا خطاب سماعت فرما رہے ہیں۔ آپؐ کی وحی سے ڈھلی ہوئی زبان سے خطبہ فیض نکل رہا ہے کہ اچانک دنیا نے یہ منظر دیکھا کہ وہ رسولؐ جو وحی الٰہی کے بغیر بولتا ہی نہیں اور نہ ہی وحی الٰہی کے بغیر خاموش ہوتا ہے' وہ پیغمبرؐ خطبہ دیتے دیتے رک گئے.....سلیمان قندوزی حنفی نقشبندی جو کہ مشہور عالم ہوئے ہیں' ان کی مشہور کتاب ''ینابیع المودت'' میں لکھا ہے کہ سامعین یعنی صحابہ کرام نے رسول اکرمؐ کا چہرۂ مبارک دیکھا اور سوچ میں پڑ گئے۔ رسولِ معظمؐ کی نگاہیں مسجد نبویؐ کے دروازے پر مذکور تھیں' کیا دیکھتے ہیں کہ چھوٹا شہزادہ جو کبھی کبھی آغوش رسولؐ میں مچلتا تھا' کبھی دوشِ رسولؐ پر بیٹھ کر ''والیل'' کی زلفوں سے کھیلتا تھا' آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا مسجد نبویؐ کے دروازے کی طرف آ رہا تھا کہ اس کا قدم مبارک عبا کے دامن سے الجھ گیا' قریب تھا کہ وہ زمین پر گر جائے۔ لیکن پیغمبر اکرمؐ پل بھر میں برق ہاتف کی طرح منبر سے اترے' صحابہ سے گزرے اور گرنے سے پہلے حسینؑ کو آغوش میں اٹھا لیا۔ آنکھوں سے لگایا' سینے سے لگایا اور چومتے ہوئے منبر پر لائے اور پھر منبر پر خطبہ نئے سرے سے یہاں سے شروع کیا:

''اے لوگو! ''ھذا حسینؑ'' یہ میرا حسین ہے' ''فاعرفوہ'' اسے اچھی طرح پہچان لو' صرف پہچانو ہی نہیں بلکہ ''وفضلوہ'' اس کی فضیلت کا

اقرار کرو اور صرف اقرار فضیلت ہی نہیں کرو' ''وانصروہ'' اور زندگی کے کسی موڑ پر بھی اس کی ضرورت پڑے تو تم پر واجب ہے کہ اس کی مدد کرو۔''

اور پھر فرمایا:

جدہ افضل من جد یوسفؑ ابن یعقوبؑ

اس کا دادا افضل ہے' یوسفؑ ابن یعقوبؑ کے دادا سے اور

جدہ فی الجنة

اس کا دادا جنتی ہے

وجداته هو فی الجنه

اور اس کی دادی بھی جنتی ہے۔

عمه فی الجنه

اس کا چچا بھی جنتی ہے

خاله فی الجنه

اس کی پھوپھی بھی جنتی ہے

ابوه فی الجنه

اس کا باپ بھی جنتی ہے

امه فی الجنه

اس کی ماں بھی جنتی ہے

اخوه فی الجنه

اس کا بھائی بھی جنتی ہے

اخته فی الجنه

اس کی بہن بھی جنتی ہے

Presented by www.ziaraat.com

آلہ فی الجنہ

اس کی آل بھی جنتی ہے

و انا جدہ' فی الجنہ

میں اس کا نانا بھی جنتی ہوں اور اس کی نانی بھی جنتی ہے

و محبہ فی الجنہ

اس کا چاہنے والا بھی جنت ہے

و محبہ' محبی فی الجنہ

اور اس کے چاہنے والوں کا چاہنے والا بھی جنتی ہے..... (نعرۂ حیدری)

اب پیغمبرؐ نے اسے اٹھالیا اور صحابہ کرام کو ساتھ لے کر چلنا شروع کیا۔

وقال

اور فرمایا:

حسینؑ منی و انا من حسینؑ

''حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔''

احب اللہ ھو من احبا حسینؑ

''اللہ اس سے محبت کرے گا جو حسینؑ سے محبت کرے گا۔''

و بغضہ اللہ ھو من البغضا حسینؑ

''اور جو حسینؑ سے نفرت کرے گا' اللہ اس سے نفرت کرے گا۔''

اور پھر جیسا کہ کشف المحجوب میں خلیفہ ثانی سے روایت ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ پیغمبر اکرمؐ نے اس شہزادے کو اپنے کاندھوں پر بٹھایا ہوا تھا اور صحابہ سے گزر رہے تھے اور اپنی زلفیں اس کے ہاتھ میں دے کر فرما رہے تھے:

''میں آج تیری سواری ہوں اور میری زلفیں تیری سواری کی مہار ہیں.....''

پھر خلیفہ ثانی فرماتے ہیں:

''حسینؑ جس طرف جانا چاہتے تھے' رسول اکرمؐ کو ان کی زلفوں کے ذریعے ادھر موڑ دیتے تھے اور جہاں چاہتے تھے' رسولؐ رک جاتے تھے جہاں سے پھر چاہتے تھے عالمین کا سردارؐ چلنے لگ جاتا تھا.....!''

سامعین گرامی!

میں پوچھتا ہوں کہ یہ کس کی زلفیں حسینؑ کی معصوم مٹھیوں میں مہار بنی ہوئی تھیں؟ یہ وہی زلفیں تھیں نا! کہ اللہ جن کی قسمیں کھاتا ہے.....جس رسولؐ کے لئے نبیوںؑ کو یہ حکم دیا ہے کہ..... دیکھنا! میرے نبیؐ پر ایمان لے آنا اور صرف ایمان لانا ہی کافی نہیں اس کی مدد بھی کرنا اور دیکھو:

لقد کان لکم فی رسول اللہؐ اسوۃ حسنۃ

''ساری کائنات کے لئے رسول اکرمؐ کا سوہٗ حسنہ کافی ہے۔''

گویا جدھر میرا حبیبؐ جائے نبیوںؑ کا فرض ہے کہ وہ بھی ادھر جائیں' آدمؑ بھی ادھر جائیں' نوحؑ بھی ادھر جائیں' ابراہیمؑ بھی ادھر مڑیں' موسیٰؑ بھی ادھر مڑیں' عیسیٰؑ بھی ادھر چلیں' یعنی تمام انبیاءؑ اس طرف چلیں جس طرف رسول آخرالزمانؐ چلے اور عجیب بات ہے کہ رسولؐ ادھر مڑ رہا ہے' جدھر حسینؑ مڑ رہے ہیں.....! تو گویا محمدؐ کی زلفیں صرف محمدؐ کی زلفیں نہیں ہیں' ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کی آبرو ہیں' جو حسینؑ کی مٹھیوں میں ہیں۔

عزیزانِ محترم' بزرگانِ گرامی!

میں پوچھنا یہ چاہوں گا کہ اب بھی کسی کو حسینؑ کی عظمت سمجھ میں نہیں آئی.....بس ایک جملہ کہتا ہوں کہ حسینؑ وہ ہیں کہ جدھر چاہیں پیغمبرؐ کو موڑ لیں اور جدھر سے چاہیں روک لیں' جبکہ پیغمبرؐ کوئی عمل نہیں کرتا جب تک اللہ کی طرف سے وحی نہ ہو.....! اب بھی اگر کسی

Presented by www.ziaraat.com

کی سمجھ میں عظمت حسینؑ نہ آئے تو یہ اس کی قسمت ہے۔ حسینؑ کا بچپن کا کھیل اتنا بلند مقام اور عالی شان ہے' اللہ اپنی رسالتؐ کا رخ اس طرف موڑ دیتا ہے کہ جس طرف حسینؑ چاہیں۔ (نعرۂ حیدری)

اور جس کے بچپن کا کھیل یہ ہو' اس کی جوانی کا عمل کیسا ہوگا؟

عزیزو' بزرگو!

خداوند عالم نے قرآن مجید میں کہاں کہاں اس شہزادے کا تعارف نہیں کرایا؟ کہیں فرمایا:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس...... (صلوٰۃ)

اللہ نے ارادہ کر رکھا ہے کہ اہل بیتؑ کے نزدیک کسی رجس کو نہیں آنے دے گا۔

جن اہل بیتؑ سے رجس کو دور رکھا' ان اہل بیتؑ میں حسینؑ ابن علیؑ کا ایک خاص مقام ہے......

دوستو! پھر ارشاد فرمایا:

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربی

''میں تم سے اجر رسالتؐ نہیں چاہتا صرف اقرباء کی محبت چاہتا ہوں۔''

اقرباء میں حسینؑ ابن علیؑ نمایاں تر نظر آتے ہیں۔ کہیں ارشاد فرمایا:

وما تشاؤن الا ان یشأ اللہ

''یہ وہی چاہتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے......''

یہ ہے آل محمدؐ کی شان کہ جو وہ چاہیں وہی اللہ چاہتا ہے' کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کی چاہت کا اتنا پابند کیا' اتنا پابند کیا کہ وہی کیا جو اس نے کہا' وہی چاہا جو اس نے چاہا' وہی سوچا جو اس نے سوچا' یعنی اللہ اور اپنی سوچ میں بھی کچھ فرق نہیں آنے دیتے یا پھر

جب حکم الٰہی کی پابندی سے تعمیل کرتے ہیں' تو کچھ سوچتے تک بھی نہیں ہیں اور جب آل محمدؐ نے یہ کچھ کیا تو.........!

میرے شیعہ سنی بھائیو!

اب سب مل کر بتاؤ کہ آپ کے اصول دین میں قیامت ہے کہ نہیں ہے' تو قیامت کے دن اللہ انصاف کرے گا یا نہیں؟ اب تقاضائے انصاف یہی ہے کہ اگر علیؑ ابن ابی طالبؑ کھڑے ہوں تو اللہ پوچھے:

''علیؑ! آپ کیا چاہتے ہیں؟''

علیؑ کہیں گے:

''اللہ رب العزت! میں وہی چاہتا ہوں جو تو چاہتا ہے اور جس طرح میں دنیا میں تیری چاہت کے مطابق چاہتا رہا ہوں۔''

تو اللہ کہے گا:

''نہیں علیؑ! مجھ اللہ کے عدل کا تقاضا یہی ہے کہ دنیا میں تم نے وہی کیا جو میں نے چاہا' آج قیامت میں وہی کروں گا جو تم چاہو گے۔''

اور آل محمدؐ کے عدل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ وہ پکار اٹھیں گے کہ آج روز قیامت ہم بھی انہی کو چاہیں گے' جنہوں نے دنیا میں ہم کو چاہا تھا۔

عزیزانِ محترم!

افسوس کہ میں آج تقریر نہیں کر سکوں گا' اس کی کمی آئندہ تقریر میں پوری کر دوں گا' لیکن صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ کیا مقام ہوگا' کیا وقت ہوگا' جب قیامت کے دن اللہ کلام کر رہا ہوگا اور ساری کائنات بشمول انبیاءؑ سن رہی ہوگی۔ حتیٰ کہ اس دن تو انبیاءؑ بھی نفسی نفسی کر رہے ہوں گے۔ اچانک آواز آئے گی:

Presented by www.ziaraat.com

"یا اہل محشر! اے قیامت والو! "غضوا ابصارکم" اپنی آنکھیں بند کرلو "ونکسوا روساکم" اور اپنے سروں کو جھکا لو....."

اور ہماری یہ مجال نہیں ہوگی کہ کہیں:

"کیوں آنکھیں بند کریں؟ کیوں سروں کو جھکائیں؟"

انبیاءؑ پوچھیں گے:

"جبرائیلؑ! کیا بات ہے؟"

تو جواب دے گا:

"آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ کائنات کے سب سے بڑے مظلوم کی ماں آ رہی ہے۔"

اور پھر یہ آواز آئے گی:

"پروردگار! آج تیری عدالت کا دن ہے' آج تو نے انصاف کرنا ہے' لہٰذا میں تیری عدالت میں فریادی بن کر آئی ہوں۔"

اللہ فرمائے گا:

"ہاں! میرے حبیبؐ کی بیٹی! کیا مقدمہ تیار ہے؟"

فاطمہؑ کہیں گی:

"یا اللہ! مقدمات تو بہت ہیں' چلو ایک ہی کا فیصلہ چاہتی ہوں' پہلے وہی کردے..... میرے گھر سے ایک دن میں ۷۲ جنازے اٹھے' لیکن آج تک کسی نے تسلی و تشفی نہ دی کہ رسولؐ کی بیٹی تیرے گھر پر کیا بیت گئی.....!"

اللہ نے جواب دیا:

"ہاں! میں اس کا ضرور فیصلہ کروں گا' مگر افسوس کہ تیرا واسطہ ہمیشہ ایسے لوگوں سے پڑا ہے جو گواہ مانگتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ دشمنوں کا

منہ بند کر دوں اور تیری مسل بھی مکمل کر دوں۔ اس لئے بتانا ہوگا کہ کیا تیرے ۷۲ قتلوں کا کوئی عینی گواہ موجود ہے؟"

فاطمہؑ آواز دے گی:

"خداوندا! گواہ تو موجود ہے لیکن تو اپنی عدالت کے ذریعے اسے طلب کر لے۔"

"کون ہے وہ؟"

جواب ملے گا:

"شام میں ہے وہ' میری بیٹی۔ دسویں محرم کا دن تھا' میرے ۷۲ ناحق مارے جا رہے' وہ اکیلی سر پر قرآن رکھ کر فریاد کر رہی تھی' مگر کسی نے اس کی فریاد نہ سنی....."

حکم خداوندی ہوگا:

"حورو! جاؤ' فرشتو! جاؤ' شام سے اس گواہ کو نوری محمل پر بٹھا کر لے آؤ۔"

اب قیامت کے دن قیامت آ جائے گی کہ جب دنیا یہ دیکھے گی کہ تھوڑی دیر بعد حوریں بھی اور فرشتے خالی اور اکیلے آ رہے ہوں گے۔ آواز خداوندی آئے گی:

"کیوں؟ کیا ہوا؟ گواہ کو کیوں نہیں لے کر آئے؟"

جواب ملے گا:

"مولا! گواہ نے اس طرح آنے سے انکار کر دیا ہے۔ گواہ کا کہنا ہے کہ میں حاضری کے لئے تیار ہوں' مگر اس طرح نہیں' آج میں بہت بڑے دربار میں پیش ہونے والی ہوں' اس سے پہلے بھی دربار دیکھ چکی ہوں۔ آج قیامت کے دن نوری محمل پر آنے کی بجائے ویسے ہی آنا چاہتی ہوں کہ جیسے کوفہ و شام کے درباروں اور بازاروں میں گئی تھی۔

Presented by www.ziaraat.com

کیا اس طرح میرا آنا منظور ہے؟''

عزیزو!

اگر علیؑ کی بیٹی اس طرح آئی تو بے کجاوہ اونٹ پر بیٹھی ہو گی' آگے آگے مہاری سید سجادؑ ہوں گے...... سیدہؑ مقدمہ ایک طرف رکھ دیں گی۔ عباسِ علمدارؑ دوڑ کر قدموں پر جا گریں گے۔ روایت علمائے اعلام بیان کر رہا ہوں۔

سیدہ کہیں گی:

''عباسؑ بھائی گواہی کو ایک طرف رکھ دو' پہلے ان سب کو لاؤ جو میرے بھائی کے رونے والے تھے' انہیں میرے سامنے لاؤ تاکہ میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ انہوں نے وہ کام کیا ہے جو دنیا میں ہمیں بھی کسی نے نہ کرنے دیا۔ ہم رونا چاہتے تھے لیکن کسی نے ہمیں رونے نہ دیا' ہم ماتم کرنا چاہتے تھے لیکن ہمارے ہاتھ گردنوں سے باندھ دیئے گئے...... لیکن یہ جو روتے بھی رہے اور ماتم بھی کرتے رہے' میں علیؑ کی بیٹی ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔''

اس دن آپ کو اپنی منزلت اور حیلے کا علم ہو گا۔ یہ جو آپ دس دن تمام کام کاج چھوڑ کر حسینؑ مظلوم کی مجالس میں آ کر بیٹھتے رہے ہیں' یہ معمولی بات نہیں تھی۔

سامعین محترم!

اگر روزِ قیامت میری شہزادی نے یہ کیس دائر کر دیا کہ

''پروردگار! جنگیں ہوتی رہیں' جوان جوانوں سے ٹکراتے رہے ہیں' کچھ نہ بولی۔ وہ اکبرؑ کے ساتھ لڑے' عباسؑ کے ساتھ لڑے' بھائی حسینؑ کے ساتھ لڑے' میں ان کے بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتی۔

میں تو صرف اتنا پوچھتی ہوں کہ میرے اصغرؑ کا کیا قصور تھا جو ماں کو ماں بھی نہ کہہ سکا؟ اس کا کیا قصور تھا جو گہوارے میں پڑا تھا' جس کی مٹھیاں پیاس کی شدت سے بند تھیں' آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں......؟ کیا گزر رہی تھی اس کی ماں پر! جس کا معصوم بچہ پیاس کی شدت سے ہلکان ہو رہا تھا۔ پروردگار! میں آج تیری عدالت میں اس کا انصاف چاہتی ہوں۔''

عزیزانِ محترم!

آپ اس وقت کا اور اس منظر کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ میری شہزادی اس کا تذکرہ کس طرح کرے گی' کیونکہ یہ اتنا چھوٹا معصوم شہید ہے کہ تاریخیں اس بات کی گواہ ہیں کہ آج تک اتنے چھوٹے شہید کی قربانی کسی نے نہیں دی۔

میں ایک دن تاریخ ''تمدنِ عرب'' نامی ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ یہ عرب کلچر پر ایک کتاب تھی۔ اس میں لکھا تھا کہ عرب کیسے رہتے تھے' کیسے زندگی بسر کرتے تھے۔ کتاب میں' میں نے پڑھا کہ ان کا نشانہ' جیسا جانور ہوتا تھا ویسے ہی وہ ہتھیار استعمال کرتے تھے۔ پرندوں کے لئے چھوٹے ہتھیار' چوپائیوں کے لئے چھوٹی چھریاں' سب سے بڑا ہتھیار وہ اونٹ کے لئے استعمال کرتے تھے' اسے تین بھال کا تیر کہتے تھے۔ یہ تین بھال کا تیر عرب کے بڑے بڑے دلیر اونٹ کے قریب پہنچ کر اسے کھڑا کر کے اس کی گردن میں کسی پہلوان کے ذریعے چلوا کر پیوست کرتے تھے اور اسے کہتے تھے نحر ہو جانا' نحر کر دینا...... یہ پڑھنے کے بعد ساری رات مجھے نیند نہیں آئی۔ خدا شاہد ہے' میں سوچتا رہا کہ کتنا ظالم تھا وہ کلمہ پڑھنے والا کہ عرب جس ہتھیار کو سب سے بڑے جانور پر استعمال کرتے تھے' کربلا میں اس نے اس ہتھیار کو حسینؑ کی سب سے چھوٹی قربانی پر استعمال کیا...... سب سے چھوٹی قربانی پر......

Presented by www.ziaraat.com

اور میرا بارہواں امامؑ پکار اٹھا کہ تیر کا کام ہے کہ جہاں لگے وہاں سوراخ کر دے' مگر اس نے سوراخ نہیں کیا بلکہ...... امامؑ فرماتے ہیں:

''میرا سلام ہو اس دودھ پیتے شہید پر جو ایک کان سے دوسرے کان تک شہید ہو گیا' ذبح ہو گیا۔''

خدا جانتا ہے کہ میں نے ایک دن آپ سے عرض کیا تھا وہ دلیر حسینؑ جو اکبرؑ کی لاش کو خیمے میں لے گیا تھا' وہی بہادر حسینؑ جو قاسمؑ کے ٹکڑے خیام میں لے گیا' وہ سورما حسینؑ جو نونو میل سے عونؑ و محمدؑ کی لاشیں اٹھا لایا تھا' اس کے لئے اصغرؑ کی لاش اتنی وزنی ہو گئی تھی کہ اسے خیمے میں نہ لے جا سکا اور جب خیمے کے دروازے پر ماں آئی اور خیمے کے دروازے سے بچے کو دیکھا اور اس کی زبان سے جو جملہ نکلا وہ یہ تھا:

''...... اصغرؑ تیرے جیسے بھی نحر ہوتے ہیں' نحر تو اونٹ کئے جاتے ہیں' مگر مسلمانوں نے تمہیں نحر کر دیا......''

کیوں میرے عزیزو!

اب چلتے چلتے یہ بات آ گئی ہے تو میں آپ ہی سے پوچھتا ہوں' ہمارے ہاں جھنگ میں اور ہر جگہ ہی شریف گھرانوں کا ایک "Trend" چلا آ رہا ہے' ایک رواج چلا آ رہا ہے کہ کسی کا دودھ پیتا بچہ مر جائے تو پھر جو عورتیں ہوتی ہیں تو وہ اندر داخل ہوتے ہی اس بچے کی کوئی نشانی دیکھ لیں' جیسے دودھ پینے والی بوتل' اس کی قمیض' اس کا کرتا وغیرہ' تو وہ اس کو اٹھا کر چھپا دیتی ہیں تاکہ ماں کو وہ نظر نہ آئے اور ماں کو بچہ یاد نہ آئے۔

میرے شیعہ سنی بھائیو!

مجھے بتلاؤ کہ کوئی گیا کربلا میں جو اصغرؑ کی ماں کو اس طرح پر چائے اور میں پوچھتا ہوں کہ اصغرؑ کی کیا نشانی ہو سکتی ہے؟ مگر خدا کی قسم! اس وقت پتہ چلا جب اصغرؑ کی ماں شام

کی قید سے واپس پہنچی' تو واپس پہنچ کر عہد کیا اور ساری عمر ٹھنڈا پانی ہی پیا نہ چھاؤں میں بیٹھی اور جس دن پھوپھی بھتیجے نے دونوں بازو پکڑ کر کہا:

''اصغرؑ کی ماں! آیئے آج چھاؤں میں بیٹھیں۔''

تو کہا:

''بیٹا! اصغرؑ سے وعدہ کر کے آئی ہوں' میں چھاؤں میں کیسے بیٹھوں؟ میں نے تو اپنے بیٹے کو گرم ریت میں دفن ہوتے دیکھا ہے' میں نے اپنے سرتاج کی لاش دھوپ میں دیکھی۔ میں عہد کر چکی ہوں کہ چھاؤں میں نہیں بیٹھوں گی۔''

سجادؑ نے کہا:

''اماں! آج تو چلی چلیں......''

ہمارے امامؑ کے کہنے پر رباب کا رخ اچانک کربلا کی طرف مڑ گیا' کہا:

''میرے شہنشاہ حسینؑ! اللہ سے کہہ کہ میرے وعدے کی لاج رکھے۔''

یہ کہہ کر جیسے ہی چھاؤں کی طرف قدم بڑھایا' بیمارؑ کے ہاتھوں سے اصغرؑ کی ماں گر گئی اور بیمارؑ نے تڑپ کر کہا:

''انا لله و انا اليه راجعون
اماں ربابؑ بھی ساتھ چھوڑ گئی۔''

اور جب غسل دیا گیا تو خدا کی قسم! بی بی زینب عالیہؑ کی چیخیں نکل گئیں' فضہؓ کی چیخیں نکل گئیں۔ بیمار کربلاؑ نے پوچھا:

''اماں! کیوں روتی ہو؟ رونے کا سبب کیا ہے؟''

تو زینبؑ کی آواز آئی:

''سید بیمارؑ! ربابؑ کے کرتے کے دامن میں کوئی شے بندھی ہوئی......''

Presented by www.ziaraat.com

سجادؑ نے کہا:

''پھوپھی اماں کھول کر دیکھیں کہ یہ کیا ہے؟''

جب کھول کر دیکھا تو اصغرؑ کی نشانی نکلی...... ماں کی فطرت ہے نا! بچے کی نشانی کو سینے سے لگا کر رکھا اور اگر میری مائیں بہنیں حوصلے سے سن سکیں تو میں بتائے دیتا ہوں کہ اصغرؑ کی کیا نشانی تھی؟ اصغرؑ کے جلے ہوئے جھولے کی جلی ہوئی لکڑیاں...... جب خیمے کو آگ لگ رہی تھی' اصغرؑ کا جھولا جل رہا تھا' ماں اپنے دامن سے آگ کو بجھا رہی تھی اور وہ جلی ہوئی لکڑیاں ساری زندگی اپنے دامن سے باندھے رہی۔

عزیزؤ بھائیو!

کربلا میں ہر ماں پریشان رہی کہ میرا بیٹا دفن ہوا کہ نہیں' مطمئن تھی تو بی بی ربابؑ' اس لئے کہ اس کا بچہ اصغرؑ دفن ہو گیا تھا...... یہ جو میرے عزیزو! آپ پوچھ رہے ہیں یہ تو زینبؑ کو فکر تھی کہ عونؑ و محمدؑ دفن ہوئے کہ نہیں' لیلیٰؑ کو فکر تھی کہ اکبرؑ دفن ہوا کہ نہیں' اُمِ فروہ کو فکر تھی کہ قاسمؑ دفن ہوا کہ نہیں...... مطمئن تھی تو علی اصغرؑ کی ماں کہ بیٹا دفن ہو گیا۔ اس اطمینان کے ساتھ وہ گیارہ محرم کو چلنے لگی' تو جب سر اٹھا کر دیکھا تو چوٹیوں والا علی اصغرؑ کا سر نیزے پر سوار نظر آیا۔ ربابؑ نے اس کربناک منظر کو دیکھ کر چوبِ محمل پر کچھ اس طرح سر مارا کہ ساری عمر خون بند نہ ہو سکا۔ ربابؑ ساری عمر اسی بات کو روتی رہی کہ میرے لال تو جب دفن ہو گیا تھا تو پھر تجھے دوبارہ کس نے ذبح کیا...... کس نے تمہیں چوٹیوں سمیت نوکِ نیزہ پر باندھ دیا۔

عزیزانِ محترم!

بس اس سے آگے پڑھنے کی مجھ میں ہمت نہیں۔ دنیا مجھ کو بھی سید کہتی ہے' حقیقت کا علم اللہ کو ہے۔ ظاہر ہے کہ میرے خون میں اب وہ طاقت نہیں رہی کہ میں سارے

مصائب آپ کو سنا سکوں' میں صرف یہ کہہ کر آپ سے اجازت لیتا ہوں کہ حیف ہے ان کلمہ گوؤں پر جنہوں نے یہ کام کر دیا...... اب میں ان غیر مسلموں کو کیا کہوں کہ جب شام سے سادات کا قافلہ گزر رہا تھا تو ایک چرچ کے سامنے سے بھی گزرا۔ اس میں بیٹھی ہوئی ایک ۸۶ سالہ راہبہ کہنے لگی عیسائی عورتوں سے' آؤ میرے ساتھ ان سے پوچھیں کہ قیدیو! تمہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں تا کہ تمہیں دے دیں۔ اس نے کسی عورت کو بھیجا کہ ان قیدیوں سے پوچھ کہ انہیں کیا چاہیئے؟

اچانک اس کی نظر نیزوں پر سوار سروں پر پڑی' تو وہ حیران رہ گئی۔ ایک تازہ تازی نوخیز پھول کا سر تھا جس کی آنکھیں بند تھیں اور ایک نوجوان کا سر تھا کہ جس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ نوجوان کا سر اس چھوٹے سر کو دیکھ رہا تھا۔ راہبہ نے عیسائی عورتوں سے کہا' دوڑ کر آؤ۔ وہ سب اس سر کے نیچے کھڑی ہو گئیں۔ اے پہلی کے چاند!

ایہا الھلال

''اے پہلی کے چاند......''

پھر اس نے دوسرے سر کے نیزے کو پکڑ کر ہلایا اور کہا:

ایہا البدر التمام

''اے چودھویں کے مکمل چاند!''

میں دعا کرتی ہوں کہ تمہارے نیزے پر چڑھنے سے پہلے تمہاری ماں مر گئی ہو......

اچانک محمل سے آواز آئی:

''نہیں راہبہ! میں لیلیٰؑ ساتھ ہوں' یہ ربابؑ بھی میرے ساتھ ہے' نوجوان کا سر میرے اکبرؑ کا سر ہے اور نوخیز پھول کا سر اس کے علی اصغرؑ کا سر ہے......''

Presented by www.ziaraat.com

خداوندا!

تیری خدائی میں یہ بھی ہونا تھا...

خداوندا! انہیں سروں کا واسطہ تمام چھوٹے بچوں کی حفاظت فرما' تجھے انہی سروں کا واسطہ! بے اولادوں کو اولاد عطا فرما' انہی سروں کا واسطہ! بانی مجلس کی جھولی کو ہرا بھرا کر دے' مجھ غریب کی اس چھوٹی موٹی پڑھائی کو قبول فرما' واسطہ الٰہی سروں کا مجھے اس ذکر کے لئے صحت سے سرفراز فرما.....

لعنت الله علی القوم الظالمین

مجلس دہم

لا اکراہ فی الدین قدتبین الرشد من الغی

بسم الله الرحمن الرحیم○

ان الدین عندالله الاسلام

(ایک صلواۃ پڑھ لیں!)

ارشاد الٰہی ہو رہا ہے' بے شک حقیقی معنوں میں اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے..... اور یہ دین دو اشیاء پر مشتمل ہے۔ یہ دو اجزاء جب آپس میں ملتے ہیں تو دین کا وجود وجود میں آتا ہے۔ ایک جزو کو اصول دین اور دوسرے کو فروع دین کہتے ہیں' جب یہ دونوں اجزاء باہم ملتے ہیں تو دین اسلام کا جسم بنتا ہے..... اور اب اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس جسم میں روح بھی آ جائے تو روح نام ہے' اس پاکیزہ محبت کا' جس کو قرآن کی زبان میں مودت کہتے ہیں۔

اللہ نے اپنے حبیبؐ سے کہلوایا:

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربی

"اے میرے حبیبؐ! ان سے کہہ دیجئے' میں تم سے اپنی رسالتؐ کی

Presented by www.ziaraat.com

اجرت کچھ نہیں چاہتا سوائے اس کے کہ میرے قربیٰ سے مودت رکھو......"

اور مودت محبت کی آخری منزل کا نام ہے۔

پڑھے لکھوں کے لئے ایک بات عرض کر دوں کہ اس آیہ مبارک نے ہمیں صریحاً بتایا ہے کہ جہاں محبت اپنے آپ کو قربان کر دیتی ہے' وہاں سے مودت کا آغاز ہوتا ہے۔

(ذرا جاگ کر صلواۃ پڑھیں محمدؐ و آلِ محمدؐ پر!)

تفصیلی گفتگو انشاء اللہ کل کے بیان میں کروں گا' آج میں وقت کی کمی کے پیش نظر صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ ایک مرد مومن کی محبت' مودت اور عشق کا اگر کوئی نقطہ مرکز اور محور ہے تو وہ صرف ایک ذات ہے جسے سرکار محمد مصطفیٰؐ کہتے ہیں......

صاحبانِ گرامی!

(غور ہے میری بات پر.....توجہ کیجئے گا!) آپ اس دلی جذبے کو محبت' مودت یا عشق میں سے کوئی بھی نام دے لیں' اس کا تعلق ہے تو عشق سے اور عشق ہوتا ہے ہمیشہ حسن سے' ہمارے عشق کا مرکزی نقطہ ہے حضورؐ کی ذات۔

اب حسن کی تعریف کا تعین بھی ضروری ہے' لیکن حسن کی تعریف ہر ایک کے اپنے اپنے خیال کے مطابق ہے..... اہل پنجاب کا اپنا معیار حسن' یورپ والوں کا اپنا' بنگالیوں کا اپنا معیار حسن اور افریقیوں کا اپنا..... افریقہ کے لوگوں میں جو شخص جتنا زیادہ کالا ہوگا' جتنے زیادہ اس کے بال گھنگریالے ہوں گے' جتنے موٹے موٹے اس کے ہونٹ ہوں گے' جتنی چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی اور جس قدر زیادہ رال منہ سے بہتی ہوگی' وہ اتنا ہی حسین ہے..... (سمجھ میں آ رہی ہے میری بات!) کوئی معیار مقرر نہیں ہے حسن کا..... اب آیئے میں اسلام کے نقطہ نگاہ سے آپ کو حسن کی تعریف بتاؤں۔ میری بات پہ غور ہے نا! کہ اسلام میں حسین کسے کہتے ہیں؟ یاد رکھئے گا' اسلام کے نقطہ نظر سے حسین کہتے ہیں بے عیب کو.....

جو شخص جتنا زیادہ بے عیب ہوگا اتنا ہی وہ حسین ہوگا.....(نعرۂ حیدری)

حاضرین گرامی!

(توجہ کیجئے گا!) جو جتنا بے عیب ہوگا اتنا ہی حسین ہوگا' اسی لئے ہمارے عشق کا محور وہ حسین ہے کہ جسے خود خدا بھی بے عیب کہہ رہا ہے۔

حضراتِ محترم!

میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ سرکار دو عالمؐ کے بارے میں یہ جو نئی نئی کتابیں چھپ کر آ رہی ہیں' ان میں بعض نے یہ لکھا ہے کہ سرکار دو عالمؐ سے کبھی بھی خطا نہیں ہوئی۔ ان لوگوں میں ہم بھی شامل ہیں کہ حضورؐ بالکل معصوم ہیں۔ کچھ کا کہنا ہے کہ ان سے غلطی نہیں ہوتی' وہ کبھی جان بوجھ کر خطا نہیں کرتے' لیکن کبھی کبھی بھول کر غلطی ہو سکتی ہے..... (میری بات پر غور ہے!) یعنی رسولؐ جان بوجھ کر غلطی تو نہیں کرتے' لیکن کبھی کبھی بھول کر..... کیا پوائنٹ (Point) پیدا کیا ہے؟

میرے محترم سامعین!

ایک بات بتایئے! فرض کیجئے' چودھری صاحب نے مجھ سے کہا کہ

"ایک ڈرائیور چاہئے جو کہ بڑا تجربہ کار ہو۔"

میں نے کہا:

"ڈرائیور موجود ہے' ہے بھی بہت تجربہ کار' لیکن تنخواہ ذرا زیادہ مانگتا ہے۔"

انہوں نے کہا:

"تنخواہ کی آپ فکر نہ کریں۔"

Presented by www.ziaraat.com

میں ڈرائیور لا کر ان کو دے دیا' لیکن میں نے ان کے کان میں ایک بات بھی کہی کہ

''ڈرائیور تو بہت اچھا ہے' جان بوجھ کر غلطی بھی نہیں کرتا' لیکن کبھی کبھی بھول کر اشاروں کی خلاف ورزی کر جاتا ہے..... یعنی اگر رکنے کا اشارہ ہے تو یہ چل دیتا ہے اور اگر اشارہ دائیں مڑنے کا ہو تو یہ اسٹیرنگ دائیں کی بجائے بائیں موڑ دیتا ہے۔''

اب چودھری نے جب اس کی بھول چوک کی باتیں سنیں تو کہا جناب یہ ڈرائیور لاکھ قابل سہی' لیکن مجھے ہرگز نہیں چاہئے۔

ایک صاحب نے مجھے کہا کہ

''بھائی صاحب! مجھے فلاں تکلیف رہتی ہے' آپ مجھے کوئی اچھا سا ڈاکٹر بتا دیں۔''

میں نے کہا:

''ڈاکٹر موجود ہے' ہے بھی سوئٹزر لینڈ' امریکہ اور لندن کا پڑھا لکھا۔''

مریض چلنے کو تیار ہوا تو میں نے کہا:

''ایک بات سن لیجئے! ڈاکٹر ہے تو بہت قابل اور اعلیٰ تعلیم یافتہ نیز تجربہ کار' لیکن اس میں ایک خرابی ہے' ایک خامی ہے' اگرچہ وہ جان بوجھ کر یہ کام نہیں کرتا' لیکن کبھی کبھی دوا کی جگہ زہر لکھ دیتا ہے..... بھول کر' بھئی بھول کر! جان بوجھ کر تھوڑا ہی لکھتا ہے۔''

ان کے چلتے ہوئے قدم رک گئے' کہنے لگے:

''بھائی صاحب! مانا کہ وہ بھول کر ہی ایسا کرتا ہے' لیکن اس کبھی کبھی کی زد میں کبھی میں بھی آ گیا' تو پھر کیا ہوگا؟''

ایک صاحب نے کہا کہ

''بھئی! عدالتوں میں میرے کیسز (Cases) چل رہے ہیں' کوئی اچھا سا وکیل بتائیں۔''

میں نے کہا:

''وکیل بہت اچھا ہے' بار ایٹ لاء ہے' بہت قابل ہے' نہ جانے کیا کیا ڈگریاں اور ڈپلومے حاصل کر چکا ہے' بہت تجربہ کار ہے' لیکن اس میں ایک ذرا سی خامی ہے' وہ بیچارہ جان بوجھ کر نہیں' لیکن کبھی کبھی بھول کر عدالت میں مخالف کا ساتھ دینا شروع کر دیتا ہے۔''

یہ سن کر وہ صاحب بولے:

''بھئی ایسا وکیل اپنے پاس ہی رکھیں۔''

سامعین محترم!

میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے' ایک جاہل دیہاتی بھی جانتا ہے' سب کو اللہ نے اتنی عقل دی ہے کہ کبھی بھی بھول کر اسٹیرنگ موڑنے والا ڈرائیور نہیں رکھتے' بھول کر دوا کی جگہ زہر لکھ دینے والے حکیم کے پاس نہیں جاتے' مقدمات میں مدعی اور مدعا علیہ کے فرق کو بھول جانے والا وکیل نہیں کرتے' تو ان مولوی صاحبان نے تو یہ نعوذ باللہ اپنے سے زیادہ کم عقل سمجھ رکھا ہے کہ وہ عالمین کو ہدایت دینے والا ایسا بھیج دیں جو کبھی کبھی بھول جاتا ہو۔

عزیزانِ گرامی!

یہ بھول جانا ایک نقص ہے' ایک عیب ہے' نبیؐ کی ذات میں نقص اور عیب آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہونا۔ یاد رکھئے! یہ فاطمہؑ کے لال کی مجلس اللہ کے رسولؐ کی رسالت پر ہونے والے ناجائز قسم کے الزامات کے مقابلے میں جوابی کارروائی ہیں۔ آپ یہاں آتے

Presented by www.ziaraat.com

ہیں تو اس لئے کہ نواسہ رسولؐ کے صدقے میں معلوم ہو کہ پیغمبرؐ کا کیا مقام ہے۔

(میری بات پہ غور ہے یا نہیں......!) یہ بھول جانا عیب ہے' نقص ہے اور جسے اللہ کہے:

''اے میرے حبیبؐ! میں تمہیں ایسا پڑھاؤں گا' ایسا پڑھاؤں گا کہ تو کبھی بھول سکتا ہی نہیں......''

کیوں میرے شیعہ سنی بھائیو! مجھے سوچ کر بتایئے کہ آج تک کسی نے کسی عیب دار چیز کی قسم کھائی ہے۔ آپ سب کی خاموشی بتاتی ہے کہ ہو سکتا ہے' نیاز بیگ میں ایسا رواج ہو۔ کوئی کہے کہ مجھے قسم ہے تیری لنگڑی ٹانگ کی' کوئی کہے کہ مجھ قسم ہے تیرے ٹیڑھے منہ کی...... معلوم ہوا کہ کوئی بھی کسی عیب دار شے کی قسم نہیں کھاتا اور خدا کہتا ہے......

''اے رسولؐ! میں تیری تمام زندگی کی قسم کھاتا ہوں۔'' (نعرۂ حیدری)

''تیری نماز زندگی کی قسم! تیری تمام عمر کی قسم......''

پیغمبرؐ کی زندگی کو اللہ نے تقسیم نہیں کیا کہ چالیس سال بعد کی قسم' چالیس سال پہلے کی قسم' تیری جوانی کی قسم' تیرے بڑھاپے کی قسم...... اللہ اپنے رسولؐ کی پوری زندگی کی قسم کھاتا ہے اور رسولؐ کی پوری زندگی کی قسم کھانا یہ بتلاتا ہے کہ اگر نبیؐ کی زندگی میں ذرہ برابر بھی کوئی عیب ہوتا تو خدا پوری زندگی کی بھی قسم نہ کھاتا...... اور قسم بھی کیسی کھاتا ہے:

لا اقسم بهذا البلد و انت حل بهذا البلد

اے میرے حبیبؐ! میں سرزمین مکہ کی قسم کھاتا ہوں' میں ارض بیت اللہ کی قسم کھاتا ہوں۔ مگر کب تک؟ جب تیرے قدم اس زمین پر آ جائیں گے' جب تیرے قدم اس سرزمین پر آئیں گے تو میں قسم کھاؤں گا' حالانکہ قدم تو لائق قسم نہیں ہوتے۔

بھئی! لوگ سر کی قسم کھاتے ہیں یا پاؤں کی......؟

سر اور پاؤں کا فرق سمجھ میں نہیں آیا آپ کے؟ مجھے کسی نے کہا' نسیم صاحب سلام علیکم! میں نے پاؤں سے جواب دیا' وعلیکم السلام۔ سبھی کہیں گے' بڑا بدتمیز مولوی ہے۔ ہم

اسے سلام کرتے ہیں ہاتھ سے' یہ جواب دیتا ہے ٹانگ سے...... لیکن اگر سر ہلایا جائے تو! آپ نے سلام علیکم کہا' میں نے سر ہلا دیا۔ آپ خوش ہو گئے' لیکن اگر ٹانگ ہلی تو آپ ناراض......! آپ کی زیادتی نہیں ہے' یہ...... بھئی! سر بھی میرا' ٹانگ بھی میری' دونوں ایک ہی جسم کے اعضاء۔ لیکن آپ کہتے ہیں کہ بھئی! سر والے کی عزت ہوتی ہے' ٹانگ والے کی نہیں...... حالانکہ ٹانگ تو بڑی قابل رحم ہے کہ یہ سر کو' سینے کو' پیٹ کو اٹھائے اٹھائے پھر رہی ہے۔ تو آپ کو اس بوجھ اٹھانے والی سے کیوں نفرت ہے؟

(نہیں ابھی واضح نہیں ہوا اور واضح کرتا ہوں!)

بھئی! ایمان سے بتائیں کہ میں اگر سر سے ٹوپی اتار کر اگر آپ کے قدموں میں رکھ دوں تو میرے سارے پچھلے گناہ معاف کر دو گے یا نہیں؟ کر دو گے نا! اور اگر پاؤں والا جوتا اتار کر آپ کے سر پر رکھ دوں تو کیا مار نہیں ڈالو گے مجھے' جان سے...... یہاں کوئی نہیں آنے دے گا' سبھی کہیں گے کہ وہ مولوی تو پاگل ہے' اسے اتنی بھی عقل نہیں ہے کہ پاؤں والی چیز اتار کر سر پر رکھ دیتا ہے...... معلوم ہوا جتنی قدر سر کی ہے' اتنی پاؤں کی ہرگز نہیں ہے......

مگر اللہ کہتا ہے:

'میرے حبیبؐ! تیرے قدم اور ہیں اور ان کے قدم اور ہیں' اگر ان کے قدم بے جا اٹھیں گے تو یہ جو قسمیں کھائیں گے اور اگر تیرے قدم سرزمین کعبہ پر آئیں گے تو میں قسمیں کھاؤں گا......''

میرے شیعہ سنی بھائیو!

- سوچ کر بتاؤ کہ اگرچہ پاؤں لائق قدم نہیں ہوتا' لیکن اگر محمد مصطفیؐ کسی چیز پر یا کسی زمین پر قدم رکھ دے تو وہ لائق قسم ہو جاتی ہے اور اگر وہ اپنی زبان کسی سے منہ میں رکھ دے تو......! (نعرۂ حیدری)

Presented by www.ziaraat.com

دیکھو میرے عزیزو! ہماری محبت کا' ہمارے عشق کا مرکزی نقطہ اور محور اگر ہے تو وہ محمد مصطفیٰؐ کی ذات ہے۔ ہمیں ان سے پیار ہے' جن کو حضورؐ سے پیار ہے' ہم ان پر اپنی جان دیتے ہیں جو حضورؐ پر جان دیتے ہیں...... اور حضورؐ کو یہ سمجھ لینا کہ وہ ہم جیسے ہیں ہم ان جیسے ہیں' ہم بھول جاتے ہیں تو وہ بھی بھول جاتے ہیں' وہ بھی ہماری طرح کے بشر ہی تو ہیں...... میرے دوست! ذہن سے یہ غلط فہمی نکال دے۔

یاد رکھ! ہم نہ عقلی طور پر نبیؐ جیسے ہیں' نہ شرعی طور پر نبیؐ جیسے ہیں اور نہ فکری طور پر نبیؐ جیسے...... نہ خلقت کے اعتبار سے' نہ منصب کے اعتبار سے' کسی اعتبار سے بھی ہم ان جیسے نہیں۔ وہ پیدا ہوئے اپنا کلمہ پڑھوانے کے لئے' جبکہ ہم پیدا ہوئے ان کا کلمہ پڑھنے کیلئے!

بخدا! یاد رکھئے! یہ تصور رکھنا کہ صاحب وہ چلتے پھرتے نظر آتے تھے' کھاتے پیتے دکھائی دیتے تھے' وہ ہم جیسے ہی تو تھے بالکل ہم جیسے بشر' یہ بہت بڑی غلطی ہے۔

میں نے بہت غور کیا کہ نبیؐ کو سب سے پہلے بشر محض کیوں کہا گیا؟ کس نے کہا' اور یہ تصور کہاں سے آیا؟ اس مقصد کے حصول کے لئے میں پورا قرآن پڑھتا رہا' پڑھتے پڑھتے ایک آیت پڑھی کہ اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ

''جیسے ہی میں آدمؑ کو بنا لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں' تو تم سب کے سب سجدے میں جھک جانا.....''

سارے فرشتوں نے سجدہ کیا' ''الا ابلیس'' صرف ابلیس نہ جھکا۔ اللہ نے پوچھا:

''تو کیوں سجدہ نہیں کرتا' اسے کہ جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔''

اب اس کا جواب سنئے کہ جواب میں اس کے منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے:

لم اکن لا سجد لبشر

''میں نہیں سجدہ کروں گا اس بشر کو.....''

اب یہ سننا تھا کہ رحمان و رحیم' جبار و قہار ہو گیا۔ اللہ نے کہا:

''میری لعنت تیرا تعاقب کرتی رہے گی۔ میں نے نبیؐ بنایا ہے اور تو میرے نبیؐ کو بشر کہتا ہے.....!''

اب بھی کسی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ سب سے پہلے کس نے نبیؐ کو بشر کہا ہے اور وہ بھی بغیر کسی شرط کے...... ہو سکتا ہے یہاں حافظان قرآن بیٹھے ہوں' علماء بیٹھے ہوں' وہ کہیں کہ اللہ نے بھی تو ایک لفظ استعمال کیا تھا بشر کا' تو اللہ نے استعمال کیا یہ لفظ تو کوئی بات نہیں' لیکن شیطان نے یہ استعمال کیا تو اللہ کو بہت غصہ آ گیا...... معاف کیجئے گا! ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ نے جب لفظ بشر استعمال کیا ہے تو شرطیں لگا لگا کر کیا ہے کہ...... میں ایسا بشر بناؤں گا کہ کھنکتی ہوئی مٹی سے اسے بناؤں گا' دوسری اذا سویتہ تصویر کی شرط لگائی ہے۔ ونفخت فیہ من روحی پھر اس میں روح پھونکنے کی شرط لگائی ہے۔ یاد رکھئے کہ جب شرط آتی ہے تو نوع بدل جایا کرتی ہے...... مگر ابلیس اپنے مطلب کا لفظ لے لیتا ہے اور جو مطلب کا نہیں وہ چھوڑ دیتا ہے۔ یہ آدھے کا لینا اور آدھے کا چھوڑ دینا کس کی سنت ہے۔

بعض حضرات مجھ سے کہنے لگے کہ آج کے بچے اور یہ پڑھے لکھے حضرات بیچارے کبھی کبھی ہم مولویوں کو چھیڑتے ہیں۔ جس طرح ایک بچے نے مجھ سے کہا:

''قبلہ! یہ شیطان ویطان ہم نے بہت سنا ہوا ہے' آپ ذرا اس کی کوئی نشانی تو بتا دیں۔''

میں نے کہا:

''بیٹا! اگر میرے پاس کیمرہ ہوتا یا میں اس وقت موجود ہوتا تو اس کی تصویر کھینچ کر تجھے دے دیتا...... جبکہ اس وقت نہ میں تھا' نہ کیمرہ تھا' نشانی کس طرح بتاؤں؟''

کہنے لگا:

''مولوی صاحب! کچھ نشانی تو بتائیں؟''

Presented by www.ziaraat.com

تو میں نے کہا کہ

"قرآن نے شیطان کی پہلی نشانی یہ بتائی ہے کہ اسی نے نبیؐ کو سب سے پہلے بشر کہا ہے۔ اب جو بھی تمہیں نبیؐ کو بشر کہتا نظر آئے سمجھ لینا کہ وہ شیطان کا فوٹو ہے۔" (نعرۂ حیدری)

ارے میرے دوست!

خدا کی قسم! پیغمبرؐ کو صرف بشر سمجھنے والا انسان خواہ کتنا ہی پڑھا لکھا ہو' مصر کی عورتوں سے بھی گھٹیا ذہن کا مالک ہے' کیونکہ جب مصر کی عورتوں نے زلیخا سے کہا کہ ہمیں اپنے محبوب یوسفؑ کا جلوہ دکھاؤ۔ تو زلیخا نے کہا کہ تم کل آ جانا...... حالانکہ ملکہ مصر تھی' سب کی زبانیں بند کرا سکتی تھی' سپاہیوں کے ہاتھوں میں کوڑے پکڑا کر رائے عامہ کو بدل سکتی تھی' لیکن وہ سمجھتی تھی کہ مجھ پر ہونے والا اعتراض جبر سے نہیں دبے گا' لہٰذا ان کو یوسفؑ کا جلوہ دکھا ہی دوں۔ اب یوسفؑ ایک کمرے میں ہیں' دروازے پر کنیز کھڑی ہے' زلیخا عورتوں کے ہمراہ صحن میں ہے۔ زلیخا نے رومال ہلایا' کنیز نے پردہ ہٹایا' یوسفؑ برآمد ہوئے' حسن کی بجلی چمکی اور چھریاں چل گئیں...... جیسے ہی انہوں نے یوسفؑ کو دیکھا تو کہنے لگیں:

رائینہ اکبرنہ وقطعن ایدیھن

"ماشاء اللہ' ماشاء اللہ' توبہ' توبہ' توبہ!"

و قلن حاش للہ ما ھذا بشر ان ھذا الاملک کریم

"یہ بشر نہیں ہے یہ تو نوری فرشتہ ہے۔"

اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کافرہ عورتیں ہو کر بھی نبیؐ کو بشر نہ کہہ سکیں اور...... (نعرۂ حیدری)

سامعین!

نہ ہمارے ہاتھ نبیؐ جیسے ہیں' نہ شرعی اعتبار سے ہم اس جیسے ہیں۔ شرعی اعتبار سے

اس لئے کہ ہمارا کلمہ اور ہے نبیؐ کا کلمہ اور ہے' ہمارا کلمہ ہے:

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ

اور نبی اکرمؐ پڑھتے ہیں:

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انی محمدا رسول اللہ

(توجہ ہے یا نہیں!) آپ پر پانچ نمازیں واجب ہیں' نبیؐ پر چھ نمازیں واجب ہیں۔ نبیؐ کے لئے ارشاد ہوتا ہے:

"اے میرے حبیبؐ! آپ تہجد بھی پڑھیں۔"

ہم پر تہجد واجب نہیں ہے' نبیؐ پر واجب ہے۔ آپ نماز پڑھ رہے ہیں آپ کو کوئی بلا لے مثلاً صدر ہی کیوں نہ بلا لے' وزیراعظم بلا لے' آپ نماز توڑ نہیں سکتے' لیکن نبیؐ کے لئے ارشاد ہو رہا ہے:

"جونہی میرا رسولؐ بلائے نماز توڑ دو اور نبیؐ کی آواز پر لبیک کہو۔"

آپ رستے میں جا رہے ہیں' آپ جتنے مرضی بھاگتے جائیں' میں نہیں روک سکتا' مگر نبیؐ کے لئے ارشاد ہوتا ہے:

لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ

"خبردار! میرے رسولؐ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔"

آپ میرے سامنے جتنی چاہیں آواز بلند کر لیں' میں آپ کو روک نہیں سکتا' لیکن نبیؐ کے لئے ارشاد ہوتا ہے:

لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

"خبردار! میرے نبیؐ کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرنا' ورنہ سارے اعمال ختم کر دوں گا......"

(سمجھ میں آ رہی ہے میری بات!) بظاہر دیکھنے میں اس کے اعضاء اور ہمارے اعضاء ایک جیسے نظر آتے ہیں' مگر حقیقت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ میرے اعضاء وہ

Presented by www.ziaraat.com

ہیں کہ جب کوئی چاہے دو گھونسے مار کر توڑ دے' نبیؐ کے ہاتھ وہ ہیں کہ اشارہ کریں تو بادل آ جائے' چاند کو دکھلا دیں تو شق ہو جائے' ابوجہل کی طرف بڑھا دیں تو چہرہ فق ہو جائے میں اگر کہیں تھوکوں تو گورنمنٹ کو بورڈ لگانے پڑتے ہیں کہ ''یہاں تھوکنا نہیں' تھوکنے سے ٹی۔ بی پھیلتی ہے'' اور نبیؐ کا لعابِ دہن وہ ہے کہ کھارے پانی میں ڈال دیں تو اس کا کھار پن دور ہو جائے' علیؑ کی آنکھ میں لگا دیں تو سرخی کافور ہو جائے' صحابی کی سانپ سے ڈسی ہوئی جگہ پر لگا دیں تو درد دور ہو جائے' حسینؑ کو چوسا دیں تو علم کا طور ہو جائے ....

(نعرۂ حیدری)

میرے دانت وہ ہیں کہ جب کوئی چاہے میری جباڑی میں دوا لگا کر نکال پھینکے' مگر نبیؐ کے دانت اندھیری کوٹھڑی میں مسکرا دیں تو ام المومنین حضرت عائشہ کو گمشدہ سوئی مل جائے اور جناب خدیجۃ الکبریٰؑ کو یکسوئی مل جائے .... (فرق سمجھ میں آ رہا ہے!)

میرے بال وہ ہیں کہ جب چاہے کوئی نائی کاٹ کر لے جائے اور گندی نالیوں میں پھینک دے' سڑکوں پر پھرتے رہیں' مگر نبیؐ کے بال وہ ہیں کہ خالد بن ولید اپنی ٹوپی میں رکھ لے' جس جنگ میں جائے فاتح قرار پائے' ہرقل اپنے تاج میں رکھ لے تو دردِ سر سے شفایاب ہو جائے' ابوصالح کے گھر میں رہ جائیں تو فرشتے رات بھر تسبیح و تقدیس کرتے رہیں۔ میرے شیعہ سنی بھائیو! ذرا سوچ کر بتاؤ کہ بال کا یہ حال ہے تو آلؑ کا کیا حال ہوگا؟

یاد رکھئے گا دوستو!

میری نگاہیں وہ ہیں جو اصل حقیقت کو نہیں دیکھتیں' آنکھیں کچھ دیکھتی ہیں اور دل کچھ کہتا ہے۔ میں سورج کی روشنی میں ایک رنگ دیکھتا ہوں حالانکہ اس کی روشنی میں سات رنگ ہیں۔ میں دور سے دیکھتا تو لگتا ہے کہ نہر چل رہی ہے' لیکن قریب جاتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ پکی سڑک چمک رہی ہے۔ دور سے دیکھتا ہوں تو ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا دکھائی دیتا ہے' قریب جاتا ہوں' معلوم ہوتا ہے کہ ریت کے ٹیلے تھے جو چمک رہے تھے۔ رات کو دیکھتا

ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ آسمان پر چاند بھاگا جا رہا ہے' حالانکہ چاند نہیں بادل بھاگ رہے ہوتے ہیں۔ تجربے کی بات ہے' اسٹیشن پر دو گاڑیاں کھڑی ہوں تو اگر سامنے والی چل پڑے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ جس میں بیٹھے تھے وہ بھی چل رہی ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ میری آنکھ کچھ دیکھتی ہے اور دل کچھ کہتا ہے' مگر نبیؐ کے لئے ارشاد ہوتا ہے:

ما كذب فواد مارای

جو کچھ تمہاری آنکھ دیکھتی ہے' تمہارا دل بھی اس کی تردید نہیں کرتا۔ اس لئے کہ تیری آنکھیں اصل حقیقت دیکھتی ہیں اور جو آنکھیں دیکھتی ہیں' دل بھی وہی کہتا ہے۔

آپؐ کا یہی راز تھا' یہ سر تھا' یہی رمز مخفی تھا کہ جسے زمانہ نہ سمجھ سکا۔ میں پوچھتا ہوں:

''یا رسول اللہؐ! یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ مسجد نبویؐ ہے کہ بچوں کے کھیل کا میدان؟ نماز ہے یا بچوں کا مشغلہ و تفریح؟ یہ کون آہستہ سے آ کر حالتِ سجدے میں آپ کی پیٹھ پر بیٹھ گیا؟ یہ کس لئے سجدے کو طول دے دیا؟ یہ بچہ ہی تو ہے اتار دیں اس کو....''

آواز رسولؐ آئے گی:

''تو اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے' میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں۔ تو صرف نواسے کو دیکھ رہا ہے' میں بانی لا الہ کو دیکھ رہا ہوں.....

(نعرۂ حیدری)

تو میری بیٹی کا گوشۂ جگر دیکھ رہا ہے' میں دین کا لنگر دیکھ رہا ہوں۔ تو فقط حسینؑ دیکھ رہا ہے' میں شہید کونینؑ دیکھ رہا ہوں۔''

اور خدا کی قسم! مزے کی بات یہ ہے کہ ادھر سے نواسہ چلا' ادھر سے جبرائیلؑ چلا۔ نماز باجماعت ادا ہو رہی ہے' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جیسی جلیل القدر ہستیاں سجدے میں ہیں۔ شیعہ سنی مورخین نے لکھا ہے کہ نواسہ رسولؐ ان صفوں سے گزر رہے ہیں اور سجدوں کے

Presented by www.ziaraat.com

عالم میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابی نماز کے عالم ہی میں حسینؑ کو راستہ دے رہے ہیں...... ایک صف سے گزرے' دوسری صف سے گزرے' تیسری صف سے گزرے' خدا کی قسم! ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حسینؑ نہیں گزر رہے' بلکہ شب معراج رسولؐ آسمانوں کے حجابوں سے گزر رہے ہیں یا دریائے نیل سے موسیٰؑ گزر رہے ہیں۔

نہیں عزیزانِ محترم!

ارباب نظر کے لئے ایک جملہ اور کہتا ہوں! ایسے معلوم ہوتا ہے کہ سجدے کے عالم میں بڑی صحابہ کی صفوں سے حسینؑ نہیں گزر رہے ولادت علیؑ کے لئے دیوار کعبہ میں شگاف آ رہا ہے...... (نعرۂ حیدری)

اور جب قریب پہنچے تو مصلے پر نہیں بیٹھے۔ یہ ایک ایسا مسلمہ واقعہ ہے جس کا انکار نہ شیعوں نے کیا ہے نہ سنیوں نے' دونوں کی مشترکہ رائے اور متفقہ اعتراف بتا رہا ہوں کہ حسینؑ جا کر نانا کی پشت اطہر پر بیٹھ گئے۔ رسولؐ نے تین مرتبہ **"سبحان ربی الاعلی"** پڑھ تھا کہ جبرائیلؑ آن پہنچا......

بھئی! یہ سید الملائکہ ہے' یہ وحی کو لے کر آتا ہے' پورا قرآن یہی لایا ہے۔ یہ بھول سکتا ہے' نہ بھٹک سکتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ کسے کچھ کہتا ہے؟ بچے کو یا نمازی کو...... تو ہم نے دیکھا کہ کسی تاریخ میں یہ نہیں لکھا کہ اس نے بچے کو سنبھالا ہو' بلکہ وہ نمازی کے قریب گیا اور جھک کر عرض کیا کہ

"اللہ بعد از تحفہ درود و سلام فرماتا ہے کہ جب تک میرا حسینؑ اپنی مرضی سے تمہاری پشت سے نہ اتر جائے' سجدے سے سر نہ اٹھانا......"

- یہ کہہ کر جبرائیلؑ واپس چلا گیا۔ اب مولوی صاحب کو جبرائیلؑ کے آنے پر تعجب ہے' مگر میں کہتا ہوں کہ مجھے جبرائیلؑ کے جانے پر تعجب ہے......!

پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ آیا ہی کیوں؟ کیا نبیؐ کو یہ معلوم نہیں کہ میری پشت پر کون

بیٹھا ہے؟ نہیں...... اس لئے کہ وہ ہم جیسا بشر نہیں ہے۔ یہ ہماری نماز ہے کہ ہم نماز میں ہوں تو بھولی بھٹکی باتیں یاد آ رہی ہوتی ہیں' مگر جب پیغمبرؐ نماز پڑھتا ہے تو سوائے خدائے واحد کے اس کے ذہن میں کسی کا تصور تک نہیں آتا۔ وہ بہتر سمجھتا ہے کہ **"سبحان"** کون ہے؟ **"ربی الاعلی"** کون ہے؟ رحمان ورحیم کون ہے؟ وہ اللہ کی طرف متوجہ ہے۔ اللہ نے کہا:

"جبرائیلؑ! میرا حبیبؐ میری طرف متوجہ ہے' اسے کچھ پتہ نہیں کہ اس کی پشت پر کون ہے' تو جا کر اسے بتلا دے۔"

اب میرے پاس دلیل ہے دوستو! کہ جس کے وصی کے پاؤں سے سجدے میں تیر نکالا جائے تو اسے پتہ بھی نہ چلے' اس کے سردار کو کیا پتہ کہ پشت پر کون آ بیٹھا ہے...... (ایک صلواۃ پڑھ لیں!)

چنانچہ جبرائیلؑ آیا اور رسولؐ کو آگاہ کر دیا...... اب میں کہتا ہوں کہ جبرائیلؑ تم آئے اور بتا دیا۔ اب ذرا بیٹھ جاؤ' جب سجدہ ختم ہو جائے اور نواسہ رسولؐ سجدے میں پڑے رسولؐ کی پشت سے اتر جائے تو رسولؐ کو یہ بھی بتا دینا کہ نواسہ اتر گیا ہے...... مگر نہیں جبرائیلؑ صرف یہ بتا کر واپس چلا گیا کہ جب تک یہ نہ اتر جائے سجدے سے سر نہ اٹھانا۔

اب پیغمبرؐ تسبیح بھی پڑھ رہے ہیں' **"سبحان ربی الاعلی و بحمده"**، پھر کہا **"سبحان ربی الاعلی وبحمده' سبحان ربی الاعلی و بحمده"** چالیس مرتبہ پڑھ کر خیال آیا کہ حسینؑ بیٹھا ہے یا نہیں! دیکھا کہ بیٹھا ہے تو پھر سجدے کو طول دیا' پچاس مرتبہ تسبیح سجدہ پڑھ کر خیال آیا کہ حسینؑ اتر گیا ہے یا نہیں' لیکن حسینؑ بھی بیٹھا تھا۔ پھر کہا **"سبحان ربی الاعلی"**، حتیٰ کہ ساٹھ (٦٠) مرتبہ پڑھا اور خیال کیا کہ حسینؑ اتر گیا کہ نہیں' پھر ستر (٧٠) مرتبہ پڑھا تو نواسہ مسکرا کر اتر گیا......

عزیزانِ گرامی! دراصل اللہ یہ بتانا چاہتا تھا کہ عبادتوں کی معراج ہے نماز' نماز کی معراج ہے سجدہ اور سجدے میں بھی ہے صاحب معراج' اے میرے حبیبؐ! آج تیری

Presented by www.ziaraat.com

معراج کی بھی معراج ہے کہ زبان پر ذکر میرا رہے اور ذہن میں تخیل حسینؑ کا رہے۔ (نعرۂ حیدری)

توجہ ہے کہ نہیں صاحبان!

حدیث میں ہے:

الصلواۃ معراج المومن

"نماز مومن کی معراج ہے۔"

یہ نماز کا موضوع ایک مستقل موضوع ہے آپ نے میرا ساتھ دیا تو آگے آنے والی تقریروں میں کسی دن معراج کا مفصل واقعہ بیان کروں گا' آج تو صرف یہی بتانا ہے کہ زمین پر بھی پیغمبرؐ کو معراج ہو رہی ہے......

توجہ ہے یا نہیں ہے!

اچھا مزے کی بات یہ ہے کہ پیغمبرؐ کا تو ایک سجدہ چلتا رہا اور جو پیچھے مقتدی تھے ان کے کتنے سجدے ہوئے...... اب ذرا تاریخ کی آنکھ سے دیکھیں' تین دفعہ تو سب نے پڑھا "سبحان ربی الاعلی" پھر سر اٹھائے تو دیکھا کہ ابھی پیغمبرؐ سجدے میں ہیں' وہ بھی پھر سجدے میں چلے گئے' پھر دیکھا تو پھر' پھر دیکھا تو پھر۔ اب اور آگے کہوں کہ دیکھا اور گئے سجدے میں' دیکھا اور گئے سجدے میں' سجدے پہ سجدے کیا جا رہے تھے صحابہ رسولؐ.........

(کیسٹ ختم ہوگئی......معذرت!)

Presented by www.ziaraat.com